

حال ابتدا سے آمد جناب کرنیل ایس ای
ایمیٹ صاحب بہادر کا ہندوستان میں

۱۸۲۵ء میں کرنیل صاحب موصوفہ انیسٹین ولایت سے داخل کلکتہ ہوئے
دوسرے سال اسی عہد پر مقرر ہو کر ہمراہ ۲۶ رجمنٹ ہندوستانی پیچھ کو
بھیج کر خیر روز کو عبور مانسی تبدیل ہو کر ۱۵ رجمنٹ ہندوستانی میں مقرر ہوئے
اور اسی فوج کو ساتھ ساتھ ۱۸۳۲ء میں شیخاواٹی کی لڑائی میں موجود
رہے جب ستمبر لاہی گڑھی فتح کی گئی اور وقت صاحب موصوفہ چند کمپنی کے
افسر ہو کر لڑائی کو صاحب موصوفہ رسالہ میں پہلی رجمنٹ کو ترجیم ہوئے ۱۸۳۶ء
میں ماتحت کرنیل سرنہری لارنس صاحب مرحوم کہ اور وقت میں کپتان تھے
محکمہ پیمائش کے اسٹنٹ مقرر ہوئے چنانچہ اس وقت سے تا وفات کرنیل لارنس صاحب
دونوں صاحبوں میں دوستی چلی آئی صاحب موصوفہ نے جبکہ عہدہ نقشب کا ملا
ضلع گورکھپور والہ آباد کی پیمائش کی اسٹنٹ میں بندوبست کا محکمہ ان کے
تعلق ہوا اور انھوں نے ضلع کانپور و جوینپور و سید پور ضلع بنارس و ضلع جالون
واقع تبدیل کھنڈ کو پیمائش کیا اور جب ۱۸۳۶ء میں تخفیف مصارف کے
سبب گورنمنٹ ڈپل پیمائش کو محکمہ کی تخفیف کی صاحب موصوفہ نو اور وقت
میں عہدہ کپتان پایا تھا افسر کمرسٹ ختیار مجسٹری ہمراہ کپ گورنر خیراج
واسطی ملنے اس فوج کو جو کابل سے لوٹی آتی تھی فیروز پور کو جاتا تھا مقرر

ہرے ششہ^{۳۳} میں جب کپ ٹوٹا صاحب موصوف مجددہ ایدیکانگ
 یعنی صاحب لارڈ الین ہا صاحب گورنر جنرل کو مقرر ہو کر مہرہ محترم الین
 کلکٹر کو گئے ماہ اکتوبر سنہ مذکور میں صاحب موصوف بہت کربن
 چند صاحب بہادر سی بی اجنٹ گورنر جنرل اضلاع غری و شمالی کے
 اسٹنٹ مقرر ہوئے اور ماہ جون ششہ^{۳۴} تک ضلع لدھیانا و فیروز پور
 اور دیگر تعلق درہا اس ششہ^{۳۵} میں دن سپاہی پٹن لڑ جوبندہ کو جاتی
 تھی بنارت کی اور خوف اس بات کا ہوا کہ سکھوں کا ارادہ خمد کر نیکا
 ہو و شہ کنارسے دریائے ستلج کے ایک بوج خالصہ کی جا کر مقیم ہوئی
 مگر چونکہ رات کی وقت اونکر سردار مارے گئے وہی لوگ لاہور کو ارادہ
 بنارت سے پھری ہوئے واپس آئے چند روز بعد صاحب موصوف کو حکم
 پیاہش و بندوبست ضلع کیسٹل کا ہوا مگر اختتام اسکا ہونہ سکا بوجہ
 حملہ ثانی سکھوں کے کہ ماہ دسمبر ششہ^{۳۶} میں ہوا اسوقت بڑا وقت
 صاحب نے خاص چچی لکھر صاحب موصوف کو طلب کیا کہ آسکے
 انصرام رسد فوج جو جمع ہو رہی تھی کریں صاحب بہادر سب نظام
 اسکا کر کے پچاس کو س گھوڑے پر سوار ہو خواب گورنر جنرل بہاؤ
 سے انبالے میں جا ملا اسوقت خبر ہو چکی کہ سکھوں کی فوج وہاں
 ستلج کے پار اتر آئی ہے تب صاحب موصوف کو حکم ہوا کہ کسولی

کرنیل امین احمد صاحب دہلی کونسل



LIEUT.-COLL. S. A. ABBOT,

COMMISSIONER PUNJAB DIVISION

Portrait, large life and 1/2, of my father & his

placement was a great

پہاڑ پر جا کے فوراً ۲۹ رجمنٹ اور ایک نمبر فیوزیلیرس پلیٹون کے ہمراہ
 اور سیوٹ پتیل حکم صاحب موصوف گھوڑے پر سوار ہو کر شام
 کو دلی پہاڑ پر جو ۴۵ میل تھا پہنچے اور دوسری صبح فوج کو
 ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور تھوڑے عرصے میں کپ گورنر جنرل
 مین داخل ہوئے اس بروقت مدد فوج سے ہارڈنگ صاحب
 نے دشمن کا مقابلہ مقام فیروز پور میں کیا اور میجر براڈنٹ صاحب
 و صاحب موصوف بھی لڑائی پر مصروف رہے مگر ایڈیکانک یعنی
 صاحب گورنر جنرل کہلایا کہ تکی اور فیروز پور کی لڑائی میں
 منجملہ ۱۲ افسرہ صاحب گورنر جنرل کے جولاڑ ہارڈنگ صاحب کے
 ہمرکاب تھے کام آئے اور میجر براڈنٹ صاحب بھی انہیں سے
 ایک صاحب تھے جو مارے گئے اور صاحب گھیل ہوئے کہ منجملہ
 ان کی صاحب موصوف بھی ایک زخم رسیدہ تھے یعنی صاحب موصوف
 کو ایک گولی بائیں ہاتھ سے ہو کر نکل گئی اور ایک کانڈھو کر ٹریسیٹ کی
 پسلی میں جا گری چھ مہینے تک صاحب موصوف اس درد و تکلیف
 میں فیروز پور میں مقیم رہے جب صحت ہوئی تب حکم ملا کہ دیہات میں جا کر
 تدبیر رسد کی کریں اس کارگزاری کی تعریف کی رپورٹ ولایت میں
 ہوئی اور تب کپتان صاحب کو عہد پر یوٹ میجر کا ملا صاحب کو لارڈ ہارڈنگ

گورنر جنرل نے ایک نمونہ اور لقب انگریزی ایڈیکٹنگ سیکشن
 انگریزی صاحب کا عطا فرمایا اور وہ لقب آج تک سب جانا
 گورنر نے جو بعد لاٹڈ ہارڈنگ مقرر ہوئے برقرار رکھا۔
 بعد ان نظام بندوبست ضلع کھیل لڈو ایسپر صاحب عہدہ
 میں ضلع انبالہ میں مقرر ہوئے جب سکھوں کی دوسری لڑائی
 ہوئی صاحب موصوف ایسی ضلع میں منتقل ہوئے وہ بھی وقت
 نہایت آزمائش و بیدار مغزی و بہادری کا تھا کہ شہر میں ہوشیار
 کے عہدہ صاحب ضلع کو بھی مقرر ہوئے اور اس ضلع میں عرصہ تک
 صاحب موصوف نے کمال فائدہ و آسائش برسانی خلافت سے
 نئے انتظام انگریزی کو اسی ضلع میں بچھایا یہ صاحب ہی کا کام
 اور جوان سے تھوڑے دنوں کے بعد بوجہ ناسازی مزاج
 پندرہ مئی کی رخصت لیکر ولایت کو تشریف لے گئے ماہ فروری
 ۱۸۵۷ء میں مراجعت فرمائی ۱۸۵۷ء میں بلوہ ہوا چنانچہ ۱۸۵۷ء
 ۱۸۵۷ء کی بابت صاحب موصوف کی مفصل کارگزاریاں پنجاب کی رپورٹ
 میں مندرج ہیں اور اس عہدہ کا انتظام ایسا عمدہ کیا کہ نہ آسائش
 رعایا میں خلل آیا نہ دست تصرف باغیان سے اس ضلع کو ضرر پہنچا
 کمال بیدار مغزی و بہادری و اندازہ طریق سے ضلع ہوشیار پور کا انتظام

برقرار رکھا کہ آنروے سستیج کے سب ضلعوں میں تشریف
 و نماز و بلوہ مشعل تھی اور گرد و پیش میں غدر کے نتیجے پہنچنے
 لوٹ مار خون خرابے سے شربا پتھا مگر صاحب موصوف کے
 انتظام و حشلاق و غریب پروری سے جون تک نہ مری کرلی
 سرہنری لارنس صاحب بہادر چونکہ چیف کمشنر اوہ تھے
 میجر ایبٹ صاحب بہادر کو قائم مقام کمشنر لکھنؤ فرما کر تار برقی پہ
 خبر بھیجی تھی لیکن تار کو باغیوں نے منقطع شہر دہلی پہنکا نہ خدا
 میں کاٹ ڈالا تھا اس سبب سے خبر نہ پہنچی جبکہ ۱۸۵۷ء میں
 سر رابرٹ ٹیگر می صاحب بہادر چیف کمشنر ہوئے اور اسی
 عہدہ کمشنری لکھنؤ پر مستقل فرمایا اور ماہ اپریل میں لکھنؤ
 تشریف لائے اب لکھنؤ میں تشریف لائے ہوئے پورے
 پانچ برس ہوئے اور اسی جگہ عہدہ کرنیلی کا حاصل کیا
 اس زمانہ پر آشوب غدر میں اس عہدے پر لکھنؤ میں فوت و
 ہوئے تھے کہ شہر اوجاڑ پڑا تھا اکثر مقامات پر آدمیوں کی
 لاشوں کی بو سے دماغ ٹرنا تھا خلق اللہ میں دیکھتے
 اپ ڈر سے کاسپتے تھے نواح میں باغیوں کی لوٹ مار
 غدر سے شربا پتھا اور آواز تو ب و قضاغ سے افسران کی

شب در در مستعد جنگ رہتے تھے چنانچہ خاص تدابیر صاحب
موصوف نے اس قسمت کی قسمت کو بیدار کیا رفاہ پسندی
اور آرام دہی سے رعایا کو تسکین دی اور آبادی میں توجہ
فرمائی غرض عدل و رحم صاحب موصوف کا بیان کی حد سے باہر
ہے سنا خون مظهر پیشہ وطن کو آئے خانہ آباد دولت روزگار فریاد
سے آبادی شہر ہوئی شہر کی لوٹ اور ڈاکہ اور چوریوں کا انفراد
کیا گیا غرض پانچ برس رفاہ و آسودگی خلائق میں ایسی توجہ
کی کہ آج کے دن صاحب موصوف کے محامد اوصاف کو
یاد کر کے فرط حیرانی کا قلق سہا نہیں جاتا۔

غرض ابتدا سے آمد ہندوستان میں اس ۱۸۶۳ء تک
۴۴ برس ہندوستان میں رہے خدا آسائش و رحمتی چاہی
نصیب کرے اب سن شریف صاحب مجتہد الیہ کا ۵۲ برس کا ہر
اس بیان سے جانا چاہیے کہ صاحب مجتہد الیہ نے کیسی کمیٹی بنوائی
سہین ابتدا سے آمد ہندوستان سے اہم کاموں کی انجام دہی کا
اس ۳۴ برس میں جس میں تمام پر رہے رفاہ خلائق و کارسکاری
اپنی آسائش پر مقدم سمجھے اور خصوصاً اس پانچ برس کی کوشش میں
۱۰ لاکھ آدمی کو الطاف و رحم دلی و انصاف صاحب موصوف کا ریکارڈ

کنیل میٹ صاحب بہادر کشتہ لکھنؤ کا رخصت پر ولایت کو تشریف لیجا

اسی خرم از فروغِ رخت لالہ زائر بادا گرفت بی گل ویت بہادر
 مارچ کی ۲۴ تاریخ سے شنبہ کو ۳۰ بجے چتر منزل میں بتقریب اسو پاس
 (جناب علی القاب کے نیل سائڈ لکھنؤ میں میٹ صاحبہ و کشتہ قسمت لکھنؤ)
 کے مجلس شہزادوں، نوابوں، میروں، ساہوکاروں اور نامی گرامی میروں
 اور صاحبانِ جلیل القدر کی منعقد ہوئی مگر جو انعقاد میں عجلت ہوئی اسلئے
 ہزاروں امر اور وسا کو عدمِ صحت تحقیق روز کے سبب خبر نہ پہنچی بحال
 حسرت ہی سپر بھی صاحبِ قریب ایکہزار کے تشریف فرما تھے مکانی
 فالیشانی اور رضا اور سامان کے بیان کی یہاں گنجائش نہیں ہے
 عقیدت و ارادت جناب محترم الیہ سے شہر کے جملہ روسا و عوام
 و عوام الناس کا دل بکمالِ تمنا شا کرتا تھا صاحبِ محترم اکیا آسائش دی
 ورفاءِ رسانی و فرائع بخشی و صدالت نوشیروانی کا مستفسر ہوا تھا
 چنانچہ آئندہ مندوں نے فیصلہ اس حصولِ ملازمت و ادائیگی کے
 نواب محسن اللہ ولد بہادر کی تحریک سے پا کر اپنی اپنی تمنا پر کامیابی
 حاصل کی اور جلسہ عام میں سپاسنامہ مندرجہ ذیل پڑھا گیا

نقل سپاس نامہ از جانب شہزاد گلزن

وروسا و عائد شہزاد حسن

سپاس نامہ خدمت کرنیل سائڈس لکس ایٹ صاحب بہادر کشن
 قسمت لکھنؤ و انگریز ایڈکان جناب سہتلا علی القاب لواب گورنر
 جنرل بہادر ویسے کشور ہندوستان ملک از طرف جملہ شاہزادگان و
 نریمان خاندان شاہی و ریسان و ہاجان و غیرہ ساکنان شہر لکھنؤ
 خاص کے لواب حسن اللہ بہادر سے پیش کیا ۔

حکومت لکھنؤ و دفع باغیان و تسلط سرکار دولت مدار گورنمنٹ انگلستان
 و وزیراعلیٰ فرمائی آپ کے عہدہ کشنری لکھنؤ پر جو جو اخلاق و محبت و قدرتی
 و شرفا پرہیزی و عدل گستری نسبت ہم لوگوں کے آپ کی جانب سے
 ظہور میں آئیں اور اسے شکریہ میں اوسکے ہم لوگوں کی زبان قاصر ہے
 آپ کی بیدار مغزی و معاملہ فہمی کی نسبت تعریف و توصیف کرنے کی کیا
 حاجت اتصال مقدمات سے ظاہر ہے آپ کے انصاف و عدل کے
 کوئی شخص شاکی کیسیطرح کی حق تلفی کا نہیں ہے بلکہ راج ہے بعد ایام عذر
 اس شہر تباہ و برباد کو اپنی عنایت سے اور ہم لوگوں کی قدر و امانی
 و بھونے سے اس شہر آباد کیا ہر فرد بشر آپ کی محبت و اخلاق سے راضی

و شاگرد آپ کے عہد معدلت عہد میں ہر طرح کا چین و کرام رہا اس عہد
 جلیلہ کا بخوبی بندوبست و انتظام رہا جایا د پشندگان شہر کو آپ کے مرنے
 و ضیعی سے بچایا مفلک و مومن کو ظالموں کے پنجے سے چھوڑ لیا جو سے
 باطل کو جدا کیا عدل گسٹری و رعایا پروری سے ہر کہ و مہ کو مطمئن
 و دلشاد کیا جس سے ہم سب آپ سے بدل ارضی و ممنون و شاگردین
 ہم لوگوں کو آپ کی مفارقت سے بوجہ تشریف بری ولایت کے
 بتقریب رخصت کے جو کچھ رنج و ملال ہے زبان قلم تحریر میں آوے
 لال ہے لیکن کچھ اختیار نہیں بجز اس کے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ہمیشہ
 آپ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے و بخیر و عافیت تمام منزل مقصود کو
 پہنچا دے اور جلد آپ کی ملاقات مسرت آیات برقی جاہ و چشم ہر ہم
 لوگوں کو مسرت افروز کرے ترصد کہ تازان مفارقت بہ طور مثل ہاگو
 شہقت و محبت و غایت و عاطفت یہ نسبت ہم لوگوں کے مرغی
 و نمد دل رہے فقط مرقوم ہم رہا و مارچ سنہ ۱۲۸۷ روز سہ شنبہ
 اور سکونت حاجت ما کر خباب محل القاب صاحب مریض نے موافق رہم سہ ماہ
 ہجری جواب پانچامہ میں فصاحت و بلاغت سے حوالہ زبان گنج پریشان کر کے
 آئینہ گوشت و گوشت اہل ہمار فرمایا وہ بھی صریح و جگہ گوہر بہرہ و سکھ جویم خلافت کے خضار کو
 اوپر سننے کی تہاہل ہی اس واسطے صاحب الامیہ صاحب مجتہد اور پیر پیر علیہ السلام آباد و ملت

جواب سپاس نامہ از جانب کمریل سائڈرس الکسٹریٹ
صاحب بہادر کشتہ لکھنؤ فوجی طلبہ بھوبالہ محلہ
بہادر شاہزادگان و امرا یان و رئیسان شہر لکھنؤ

ای صاحبو پیچ برس کج عرصہ گزرا کہ راقم حسب اطلب صاحب یک صفات
سراپٹ منگمری صاحب بہادر چکی پادینین ہے کہ آپ سب صاحبوں کو کہی
بیہید سچیلکہ کشتہ لکھنؤ کے پنجاب سے اس جگہ آیا اسی عرصے میں
شہر لکھنؤ اعیان سے صاف ہوا یہ اعیان ایسے مکرم تھے کہ سرکار کشتہ
سے جسے سوہرس تک انکی پرورش کی برخلاف ہوئے اور تمام ملک
ہندوستان میں عالم بقاوت بند کیا شہر لکھنؤ میں بکثرت مورچہ فدا کہ بنیاد میں
ویرانگی تھی رہا اے شہر فرور ہو گئی اور شہر مدفع فوج سرکاری کے ہاتھ پر
ڈوکیٹان سے حالت ہوتا رہا بلکہ یہ صورت عرصے تک یہی اور بعد اسی
رہا یا بدقت و مشکل تمام من انتظام ہو الا لوٹ دیر تک موقوف نہوی
اسے صاحبان جو آپ نے نسبت ہمارے سپاس نامے میں تحریر فرمایا
ہے کہ ہاتھ ظالموں سے بچایا اوس سے آپ کی یہی مراد ہے جو بالا
لکھا گیا آپ شاہزادگان و امرا یان و رعایا شہر لکھنؤ نے جو توصیف محنت
راقم تسلیم و اخفا گسری میں فرمائی ہے میں نہایت خوش ہوا اور یہ

حجاب صاحبان فرماتے ہیں کہ ہم نے رستی کو باطل سے علیحدہ کیا آئین
 ہمارے فہم کی بہت زیادہ توصیف ہوئی یقین ہے آپ صاحبان کو کہ نہ سب
 نور نے رعایا کے رہتبار کے انصاف گسری میں نقصان عظیم واقع ہے
 علاج یہ ہے کہ ہر ایک آپ صاحبان میں سے اولاد خاص عام کو زیر عیب
 تعلم علوم دین و نیک ازہی و شوق رست گفاری میں کوشش نامداد فرمائے
 اور بڑی امداد یہ ہے کہ آپ صاحبان خود بجائے کازندگان و مختاران کے
 اپنے اسوات و کاروبار میں اپنی اوقات و توجہ میذول کریں اکثر آپ صاحبان
 میں سے اہالیان کسٹمی صفائی میں نہایت بہتر ہوگا اگر آپ سب صاحبان اس
 فواید مشترکہ عام کے توجہ یلغ فرمایں اور تبادیل نیک واسطے صحت و آس
 و رفاه کے تجویز کریں کہ یہ امر سچ فواید عظیم ہوگا و انتظام و انصاف ہی میں
 ہی آپ کی امداد و کوشش سے فوائد بہتری ہو سکتی ہے آپ صاحبان
 اگر واسطے تقریر آیسری یا جوری وغیرہ کے طلب فرمائے جاتے ہیں تو
 اس کو تکلیف تصور کرتے ہیں ہمارے اے میں یہ تجویز باعث بہتری آپ
 صاحبان کا ہے کیونکہ اس وسیلے سے ایکوا اپنی اسے پڑ عتاد و بہر و سا
 حاصل ہوگا اور ظاہر ہوگا کہ انتظام عدالت نہ صرف بطور رضا بلکہ ہے بلکہ
 واسطے گواہی دینے خاص عام کو کہ صاحبان محسوس طریق و حج بہاد انصاف
 و رستی فرماتے ہیں اور اسلئے کہ آپ انکو تجویز منصفانہ میں امداد فرمادیں کہ

یہ مفید ہر ایک صاحبِ جان و عاقل و عام کے ہو گا، ہماری نہایت خوشی ہے
 کہ آپ صاحبِ جان میں سے جتنے صاحبِ آنری میجرسٹریٹ مقرر کیے جاویں
 چند عرصہ گذرا کہ یہ امر تحریر ہوا تھا یقین ہے کہ اس واسطے عتویٰ رہا کہ اسکا
 انتظام پنجاب میں جہاں بڑا ہوا استعانت دیکھا جاوے، حکومتیں ہے
 کہ پنجاب میں یہ انتظام بہت مفید ہوا ہو امید ہے کہ جگو موقعِ مبارکبادی
 دینے کا درباب جلد بنے، سرکارِ ہندی کے آپ صاحبِ جان کو ملے کہ اس
 سرگرمی سے شہرِ لکھنؤ کا پورا پورا مدد ملی دھکتے ایک ہو جائیں گے اور اس سرگرمی
 سے آپ صاحبِ جان کو نہایت فائدہ ہو گا کہ آپ قدر و منزلتِ نامہائیں گے
 اور دوزارِ آرایشِ سامان میں کجوشش تمام پیش قدمی کریں گے اور پیچھے ہٹیں گے
 اسی شاہزادگان و نواب صاحبان و رئیسان لکھنؤ میں شکریہ ادا کرتا ہوں
 کہ آپ نے اس طرزِ شائستہ سے مجھے دعائیہ بودی و حتیٰ اور میری
 مراجعت کی آمد و فرما فی یقین رہے کہ آپ صاحبان کو کہ ہمارا دل لکھنؤ میں
 ہے اور ہم نہایت درجہ سے واسطے گوشتِ آرام لینے اپنے وطن کے
 شہر سے جدائی کر رہے ہیں الا ہماری آمد و وسعہ کا اگر زندہ رہے اور
 اس عرصہ پندرہ یا بیس مہینے میں صحت حاصل ہو گئی تو ایک مرتبہ آپ
 صاحبان کے پاس مراجعت کریں گے اور اس سانسے میں جواب دے
 بیانات ہر بابی آئینہ تحریر فرمائے ہیں اسکا ہم بہت شکر ادا کرتے ہیں

اور ہماری دعا ہے کہ آپ سب عناہان تندرست و کامیاب ترقی و دولت
رہیں فقط

صاحب مصلح کے محاذاتی و معناتی عدل و قابلیت و خلق و صلہ و قدر
ہرگز محتاج بیان نہیں +

چلتے چلتے اونکی توجہ بر بیانہ اور رفاہ پسندی اور عنایت جو عامہ حال
خاص و عام ہم ہی شہ اوںکا اونکے سپاس سے سے استکار ہے یعنی جو
امور کہ مفید اور باعث انتظام بہتری خاص و عام کے ہیں اونکی یاد و پیراہ
پند و نصائح میں دلائی۔ جسیر عمل فرمانا نتیجہ آسودگی و بہبود خاص و عام
یہ سب دلسوزی اور توجہ اونکے عہدے سے بہرہ رکھنے نیکذاتی خلقی کا
موجب ہے سرکار کا کام ایسا کیا کہ انصاف میں نوشیروان پرست لگے
نمایا پردی ایسی کہ بان باب ہی نہ کرے خط مراتب و ساوہ کہ قیامت تک
اونکو نہ ہو لینے +

ملک و وہ کے زہے طالع کہ یہاں سب حکام ہ اول اور رعایا و
اور نیکنام ہر جن خلق میں یکتای روزگار و صرح خاص و عام میں دیکھو
آسمان پر بہت ستارے منور ہیں قدرت خالق سے ہر ایک کے
فائدے مقرر ہیں لیکن دن کو آفتاب کا جواب نہیں رات کے وقت
ثانی آفتاب نہیں شمع مہر سے میوں میں چمکی آتی ہی چاندنی اشما کا

رس بڑھاتی ہی اس طرح صاحب موصوف اپنے صفات میں انتہا پر
 فیروززی کے آفتاب شب امید کے مانتا ہوں ہیں۔

العزمی بعد ہم سپاس کے صاحب والا شان سوار ہوئے اور مجلس
 برخواست ہوئی اور وقت کے انوس اور حسرت کا حال لوگوں کے
 دل سے پوچھنا چاہیے مگر ان صاحب مہرج الوصف کے لیسہ
 باز آدمی سے البتہ تسکین قلوب مہاجرت ہے۔ — حافظ

یوسف گم گشتہ باز یاد بکھان غم غم کلبہ احزان شوز روزی کستان غم غم
 ۲۵۔ پاج کو بہترین خدمت صاحب مہرج کی جناب فیض آباد
 محسن الدولہ بہادر رئیس اعظم لکھنؤ نے روشنی و آفتابازی کے ساتھ
 بڑی دھوم و دھام سے دعوت کی سب جان اللہ نواب صاحب کا
 کیا کوٹا شہر کی ابراہیم سرکار کے دو لغو وادہ حکام کے رضا جوہرین
 احوال صاحب معزنی الیہ کی جدائی کا قلق ایک زمانے کی بہت
 اور سببت بہ عادیں کہتے انجیر والہ اور بعد اقامت دست کے
 پھر اپنے قدیم مہنت لزوم سے اس خطے کو غیرت اور
 اور دیا یقین کا ثار سے منور فرادین آئین۔

بفرقت مبارکباد سلامت دی باز آئی
 قطعہ حال عقیدت مولانا شجاع طبع سلیم مرزا

انی فلک افسوس کیوں کیا ہی نہیں
 کوئی احسان کیا تھا جسکی یہ پادشاهی
 و شہرت ہم بھی تھی یہ چو پنگی قدم
 جوش تباہی یہ کہتا ہی کہ جو کشت نین
 از رویا میا یہ کرتی ہی کہ چلی سارے
 عالم اسجا و شمل گوشه تار یک ہے
 وہ کان چمن مجھ سن کی ذات پرتی
 یاد آتی ہیں ہیں وہ روز آواز دور
 آؤنی یاب گھر تاراج ویران ملک و
 دہائی ہمت کہ آیا دیکھو زمین جو ہم
 ہر غیب عاجز و محتاج پر شمش ہوتی
 ہر میر و صاحب عزت فی پایا کمر و
 خل ہو صاحب کشتی کی زیادہ ہو
 مل گئی جاگیر جو بیاں تعلق دار ہوتا
 تھی جو ظالم او کو پادشہ عمل پنی
 کشتہ سامان اہت می نہایہ وقت
 و فتنہ شہرہ ہوا رخصت طلب صاحب

سوچ اتنا آؤنگو کہ ان میں کمان
 اپنے تحسن سے جی آئی لفظ رخصت بنا
 با تہی کامی یکساں نظر آتا ہیں
 جب آئی کل نظیر جا ہی سیر بوستا
 روز لطیف زندگی ہو جا گیا خواب
 رنج قدرت سی نظر میں نہ ہی مہیا
 کٹھن و بھون کہ جوش غم سی اٹھتا ہو
 جبکہ تاملک او دھمکتا حسان
 ہر درو دیوار سی پیاصلی الامان
 کہ دیا اجڑی ہوئی بستی کو گھر اجڑا
 پنج گنیں جانیں ہو ادا شاد خیل بیکان
 خوش ہو ہی سینوں میں لائیں عالمین
 یعنی وہ کہ نیل بیٹا و فتنہ ہر شہان
 فیصلہ ہوئی لگی ہوئی جگہ ہی ہر زمان
 عاجز و فکی شکہ کنی کو ہوئی گویا زبان
 یعنی اکہ اس میں پائی گی یاد خدا
 سنتی ہی جاتی رہی ہوئی فرخ و تاب و

اکی اشک چشم استقبال من کے لیے
 ہر میر و دوست آیا ہر ہفت سال
 اس لیے چندی برائی میر پناہم ہے
 بسکہ تھا اک من بھی ہندول غایہم ہے
 بی تامل بزدبان بستی یہ شمار و جا
 یا الہی تاکہ ہی بنیاد ہستی کو بقا
 اقتدار و عزت و اقبال صاحبکار ہے
 جلد پہر تشریف لائیں تا یہ تم جا کار ہے
 لکھنؤ میں ہوم ہو ہر مہار کباد
 میں قصیدہ مدح کا اگرچہ ہوں باطل و باد

لب بونی اندوہ سی مہزون فریاد و جا
 یوں کہا سادہ بیہوشا گل امی پیر جا
 جلد آئیں گی بشر طخیریت امی پیر جا
 دل ہوا مانند سہل سوز و فرت ہی پیر جا
 یا الہی تاکہ ہی بنیاد و کمال و جا
 یا الہی تاکہ ہی سر یہ ملیں سایہ جا
 مدعی ہوں نہ درو حسیط و کمال و جا
 آئی پہر پاپوس کو کو سوخی یں و جا
 ہو سلامی در پہر ہر طفل و جا
 دیکھو ان ان کچھوں بیٹن و جا

ای قلم پس رنج گرفت سی نہیں دلاؤ
 جوش غم کثرت پہر کر خضار و جا

ایضا

دینا کہ یہ دور ریل و نہار
 کسی کچھ کسی کچھ کسی کچھ ہی تگ
 اگرچہ ہی دن کو بلبل کے ہین
 کوئی چشم تریام و احسان سی ہے

نہیں ایک صورت پہر رکشا بجا
 زمانہ نہیں قابل اغتبار
 تو ہی شکوہ شبنم کی چشم شکار
 کسی جا ہی غم غم و شکار

غرض تاکجا شکوہ انقلاب
 رقم کہ مضامین بخت ہی چند
 وہ محسن کہ جس سے ملین چنین
 وہ سردار جسکی کہ در سے کبھی
 غریبوں پر احسان امیر و ناطق
 اودہ بعد تاراج اک دشت تنہا
 وہ مجرم جو بایوس تھی ازیت سے
 رہا کون باقی وہ صاحب غرض
 خداون پر اور او کی الطاف پر
 الہی رہے عس و دولت سدا
 بیہمی اور بھی اموج اقبال میں
 کہاتک بیان لطف اوصاف میں
 مری پرورش کا جو آیا خیال
 وہ احسان کسی حکمی کچھ حد نہیں
 تمنا تو یہ تھی کہ تار مذکے
 رہیں یوں ہی مہم و احسان سدا
 وہ انجمن کہ جیتی رہی کیوں ہو لطف

گذر اس سے امی خامہ کہ مختار
 کہ دل مثل سیلاب ہے بہت
 وہ حاکم جو تھا عادل روزگار
 نہ محروم ادھاکوئی اسپد و
 اب ایسا کمان صاحب باوقا
 ہوا فیض سے اوسکے پہر نہا
 تصور اوسکے بخشے گئے بار بار
 نہیں جسکے نقل تمنا میں باج
 یہ کرنیل ٹیپ میں جو نامدار
 یہ جب تک کہ ہے ہستی روزگار
 ملی دشمنوں کو دل دغا
 زیادہ ہی قید سخن سے شمار
 ہوتی ہوئی مہذب نامدار
 کہاتک ادا شکر ہو بار بار
 جدا سے کسی دم نہوا آشکار
 مگر حیف اسی گردش روزگار
 وہ سامان بخت ہی ان اشجار

وہ دل حسین لبر نہ تھا تجھ کو
 ادھنیں یہ نظر آئی شکل سمنہ
 الٹی پس لب ہی سیے آرزو
 ترا سایہ فیصل او پر رہے
 برائین مرادین جو کچھ دلین ہیں
 بہت جلد تشریف لائیں یہاں
 رتیں دیکھ کر پرتقد دین
 قدم سے طین آنکھیں احباب سے
 شہر ای قلم خستہ مطلب ہوا

وہ جان تھی محبت ہی جو تیرا
 بچہ آہ و افسوس کیا اختیار
 کہ جسد مہر جلیں صاحب پاؤں
 تجھے سوچتا ہوں مری کج گار
 موافق رہے دو لیل و نہا
 کہ دل دوستوں کی ہوں ہر فریاد
 سین کو شادی کی غل بار بار
 خوشی سی طین صاحب ہا
 دعا لکھتے ہمیشہ رہے اقتدار

قصیدہ شایخ طبع شاعر حیران شیرین بان مثنوی طحا ام صاحب شایان

گلستان سی ہوتی ہی رخصت ہوا
 کپڑا ہر گل کی رخصت ہی آج
 کون کوئی کیا ای شہا بیگلے
 پریشان ہیں قمریان باغ میں
 بنا عمنکد گلشن لکھنو
 بہت تنگ ہی رہے کل کاماں

خزاں کہت گل سی کہانی ہی خار
 کہ لیل ہی گل کی روش و نگار
 دل عند لب آج سبہ و انداز
 رخ سردی ہی عیان انتشار
 اوتار اسد دس چمن قی ہنگام
 گریبان دامن ہیں سب تار تار

مری منجھ دل کو تھی بستگی
 کہ شایان اور کیوں ہی پھر کارنگ
 بیان کیا کروں حال نیرنگ چرخ
 چمکنا جو باعث رنگ و بو
 جسی کہیکر نور و سان باغ
 کہی ہو تیا کہ لگا یا جو ماتہ
 خانا نہ ملتی ہی او سکی لیے
 طبیعت جو ہی اندون کہ علیل
 شفا بخش عالم اونین دی شفا
 یہ سنکر کل افتائی حسد لب
 متنا ہی آویزہ گوشن ہو
 یہ سنتی ہی بلبل ہوا غنمہ سنج
 وہ عازم ہیں لندن کی اکا ہی غم
 یہ سنکر کہ ہیں نی اسی مشقت پر
 محی ہی ہی فکر لائی ہسان
 کہلی جب سی یہ لکھتو میں خبر
 زن مروا میں ہر طرف طبع خوان

یہ بول اوٹھا اک بلبل بھیت لہ
 ہرک دل یہ بین آج صدی ہزار
 کہ ہی سکی ہاتھوں سی سینہ ٹکار
 ملا جسکے گلگشت سی فخر
 سمائی نہ جامی میں تھی زمینار
 ملی او سکوا آب در شا ہوار
 ولایت کو ہوتی ہیں وہ اب سوا
 اسی سی ادہ رخصت کی ہرچ اسکار
 عروسانہ صحت رہی ہمکنار
 میں گویا ہوا او سی بی اختیار
 وہ نام مبارک جو ہی ذی وقار
 وہ کرنیل ایبٹ ہیں عالی وقار
 اونین جلد پہ لائی پر ور وگار
 تری گلگشتانی پہ دل ہی شاعر
 نہیں تجھی بہتر کوئی عنکسار
 ان لکھوں تی اشکو نکا باند ہاتھار
 یہ صاحب حقیقت میں ہیں تار

دیو و ریاض عدالت کو رنگ
 و دم عدل جیسا فی اہل ہنسہ
 رقم لوح دل پرچین ساری علوم
 ریاضی کو ادنیٰ بہت تنگ و بوسہ
 بہلا کیا ہوا و صفت تکلم بیان
 زمین پر ہی پیش نظر سیر سرخ
 ترفند ادنیٰ حاصل ہی ہر علم کو
 عجب علم پیامیش او نکو ہی یاد
 بنایا ہی نقشہ بیان کا عجیب
 کیسی ہیں قوانین خواستہ
 سخاوت میں حاتم کا ہی ذکر کیا
 مروت میں دفر شجاعت میں فرو
 دل فراخ دشمن کا جو رنگ ہو
 ہرن جنگی سیر فلک آبی پیش
 صفت انکی گھوڑو کی لب ہو رقم
 نہایت ہیں شایسہ خوش قدم
 ہو اسی ہیں سرعت میں جالاک تر

خلش کو کمال سے ہرگز نہ خا
 کسی میں تقاروت نہ ہنا زینہا
 ہنر سب طرح کی ہیں اونپر نثار
 ستاروں کا ہی اور گلیوں پر پشما
 نفس شک و معجز نسیم ہمار
 نظر کی ہیں سیار و ثابت شکار
 دبیر فلک عقل نہ ہی نشان
 حساب زمین کھیت علم آشکار
 کہ آئینہ ہے حال آئینہ و آ
 سند سی ہر اک قول ہی پایا
 کھدین ہی قارون کا سینہ شکار
 ملا اونی و دونوں کو ہی اقتدار
 جو تلواریں پچین دم کارزار
 اگر عزم فرماوین ہمہ شکار
 سبا ہر قدم پر ہی جنگی نثار
 زمین پر چکیتی ہیں وہ برق ار
 نہ سالی کو پوچھی پر ہی زینہا

نہیں اونکی بگی ہو اپری تخت
 زبان لائق مع شایان کہان
 خداونکو پیر لائی باخسیر بیاہ
 پیر آباد ہو گلشن لکھنؤ
 قلم دہی نہ مضمون فرقت کو طول
 فلک کچھ جب تک مسیحا کا دور
 یہ جب تک کہ قائم ہی ارض مع سما

سلیمان کا حاصل ہی عز و وقار
 کروں اونکی تشریف کیا آشکار
 دعا ہی ہی اپنی پیر و دروگاہ
 پیر آئین ولایت سی سنگھ ہزار
 مناسب عا پر ہی اب اجقدا
 زمین پر سہ و مہرین نور بار
 نمایان ہیں دنیا میں لیل منا

یکریل ایٹ بہادر مدام
 رہیں زندہ باد دولت پادار

قطعہ تیغ

ز صحبت کرنل ایٹ صاحب بہادر
 کمنٹر لکھنؤ منکلام محمد مردان علیخان
 رحمتا اہلکار سدر کار کیچر تحصیل

ہیں فخر فرنگ کرنل ایٹ صاحب
 تھو قسمت لکھنؤ کے فرمان فرما
 بانڈھی ہو موہا عدل نے اونکی ایسی

گلگشت وطن کو ہند سے پار کا
 عدل و کرم خلق سے وہ عرش خیا
 مقبور نہیں توڑ سکر ایک جباب

ایسویں وہ سپر خیم خیم بدور خلقت میں ہر اونکر بقدر خلق شہ اب اونکر فریقین یہ اسے مرد خیم ولسوز مری کی حسدائی میں آج اس درجہ مشابعت ہوئی عالم گیر جبتک ہی جانیں رسم مدہ آمین	حاتم کو رانا افسر سدا چشم حجاب مراغ عربیہ میں لے تا نواب دیا گندی بین کہ ہر چشم پر آب دل آتش دوری سے درنگ سیما قدسی بھی ملے آئے تھے حد اباب فرماندہ خلق وہ رہیں یاد باب
---	--

رغنا کی دعا یہ ہے تا بیخ سفر
بانجیر کہ لکھنؤ میں وہ آمین شتاب

۱۸۹۴



ابتدائی عالم

بقول اہل ہند خدای تعالیٰ نے اول برہما کو ابو البشر پیدا کیا اور کل برہما سے عالم مہور میں آئے اور تمام عالم برہما سے شائع ہوئے جن سے ہر چار بید مملو ہیں تفصیل اوسکی اور کتابوں میں شرح موجود ہے

ہندوستان کے ہندو راجاؤں کا سلسلہ

اس ملک کی سلطنت ہندو راجاؤں کی ہمیشہ سے سوریج نہیں اور چند نہیں راجاؤں کے خاندان میں رہی لیکن اگلے زمانے کے ہندو راجاؤں کا حال ٹھیک ٹھیک پتہ وار معلوم نہیں ہوتا اور ان کے سال بہت و مدت سلطنت کا کچھ پتہ نہیں اور نہ کبھی کسی زمانے میں ہندو راجاؤں میں سے ایک خاندان ایسا رہا کہ کسی زمانے تک اقسام تحریری و کوائف پایا جائے اور ہند میں طوائف الملوکی ابتدا سے معلوم ہوتی ہے یہ بات ضرور مان سکتے ہیں کہ ہر ایک راجا چھوٹی چھوٹی

حکومت یہ دولت و شہرت ہند سے ممکن تھا اور کسی نوع کی
 محتاجی نہ تھی۔ اگرچہ اس ملک کے رہنے والے عموماً ہندو کہلاتے رہے
 اور کہلاتے ہیں لیکن اختلاف طریقہ مذہبی و عقائد سے صد مذہب
 جدا جدا بن گئے اور اسی وجہ سے بھی ایک فریق نے تعصب سے
 دوسرے فریق کے ذکر کو اپنی تصنیفات میں دخل نہ دیا بلکہ علماء ہی
 لکھتے رہے جس سبب سے بھی مغالطہ علیم واقع ہوتا ہی ملاوہ اسکے
 بہت کچھ ذخیرے علوم کے ضائع ہو گئے رہا سہا جو کچھ کہیں بنا بگڑا تھا
 اوسکے سمجھنے کا علم دشوار اس ہندوستان میں دو بڑے مذہب نے
 رواج پایا ایک مذہب برہمنوں کا جو اس وقت میں ہندوستان میں
 اوسکے اصول پر عموماً عقائد اور پابندی ہو دوسرا بدھ کا ان دونوں
 مذہب والوں میں حد کے مرتبہ تعصب مابدھ کے مذہب والوں نے
 برہمنوں کی کتابیں خاک میں ملائیں اور برہمنوں نے بدھ والوں کی
 پوٹھیاں غارت کیں یہاں تک کہ مسلمانوں نے دونوں کو نیست و نابود
 کر دیا مثل چھاپے کے آگے کوئی حکمت ایسی نہ تھی کہ ایک ایک بزرگوار
 جا بجا رہیں اب کوئی حال ٹھیک ٹھیک نہیں معلوم ہو سکتا مگر مختصر
 ہند کا پہلا دار السلطنت کونسل دیس یعنی ابو دھیا عرف اوڈھ جہان
 راجہ رام چند راوتار فرما رہا تھے اونکا حال تبصرہ خیال میں خیرہ کتابوں کے

مشہور ہوئے بعد اب تک ہند میں دو خاندان راجاؤں کے مشہور
 اور مقبر ہیں اول سورج بنسی دوم چند بنسی سلسلہ ان دونوں کا ہر جی
 منشی ہوتا ہے سورج بنسی میں برہما سے ایک طبقے کے ۸ راجہ اور دوسرے
 طبقے کے ۳۵ راجہ ہوئے اور چند بنسی کا برہما سے مختلف سلسلے کے
 ۱۳۱ راجہ کا شمار ہے اور دار الحکومت ہر ایک کا اپنے اپنے زمانے میں مختلف
 مقامات پر رہا راجگان ہلی یعنی اندر پرست ہوستا پور کا خاندان راجہ پانچ
 سے ہر جنین راجہ نامی اول جد شتر ہوئے انکا کارنامہ مہا بھارت میں
 مشہور موجود ہے اور زمانہ راجہ جد شتر کو تخمیناً پانچ ہزار برس گزرے راجہ
 موصوف سے راجہ کھیم تک بہشت حکومت اس خاندان میں ہی
 بسو و نام وزیر راجہ کھیم کو قتل کر کے مالک سلطنت کا بنا ملک اجو دھیا
 سب اس کے قبضہ تصرف میں تھا پس راجہ بسو و سے بکرماجیت تک مختلف
 ۲۴ راجاؤں نے راج کیا راجہ بکرماجیت فرمانروای ہند تھا تنگ گاہ اسکی
 ادھین تھی محل اور نیکامی اور رعایا پروری اور بخشش میں ضرب المثل
 اور بہت اوسکا آج تک رائج ہے اس راجہ سے راجہ پتھورانگ تک ۱۴ راجہ
 گزرے یہ راجہ پتھور ہند کا اخیر راجہ تھا عہد راجہ جد شتر سے زمانہ آج
 تک پانچ ہزار چار سو آٹھ سال میں ایک ہی بیس برس راجاؤں نے
 حکمرانی کی اور راجہ پتھور کے بعد علاء الدین غوری ہند پر مسلط ہوا فقط

راجہ رام چندر جی کے بعد راجہ جہنم رائے دور کجاک میں بکریا جیت و
بھجی جیت دوستان کے راجاؤں میں یادگار ہیں۔

علم کا بیان

سب مورخوں کا اجماع اتفاق ہے کہ تمام علوم پہلے ہند میں موجود تھے اور
اہل یونان و مصر نے اور اونسے اہل یورپ نے حاصل کیے باوجود
شکرت حکما کے سکندر بھی ایک حکیم ہند سے لیگیا تھا سب علم نامور اور
طرح طرح کی صنعت اور پیدائش اور پیدائش میں بحری ہوتی تھی
مگر زبان اونکی شکرت شکل اور دقیق ہے فقط اور اس زمانے میں بھی
اکثر علوم کا چہ بنارس اور کشمیر و سوامی ریاست ہندوستانی میں قیام
شکرت کا استعمال ہے مگر تعلیم و مسلم باقاعدہ کم۔

ہندو مذہب کا طریق

ہندو مذہب سے ایک ایک کا مذہب اور طریق اہل ہند کا چلا آنا ہی اور یہ اس
مذہب پابند ہیں ہندو اگر دوسرا مذہب اختیار کرے ہو گا تو لیکن مذہب
ہندو میں نہیں آسکتا ہے اور دوسرا مذہب والا ہرگز ہندو نہیں ہوتا ہے۔
ریسم و عبادت ہزاروں برس سے ایک طرح چلی جاتی ہے سچا اور

کئی باتیں قابل ذکر کے ہیں۔ اس مذہب والے ایک شادی کے سوا
 دوسری شادی جب تک کہ زوجہ او کی زندہ ہی نہیں کرتے ہیں کھانا
 کسی کے ساتھ خیر برادری کے اور بے نہائے نہیں کھاتے شراب اور
 گوشت بکری کا کچھ ہندو کھاتے ہیں اور کل گوشت کو تمام ہندو نہیں کھاتے
 سوائے ہندو کے جو اپنے طریق کا ہوتا ہے غیر مذہب والے سے شادی
 نہیں کرتے بلکہ عروے کو اگل میں بجاتے یا دریا میں بہاتے ہیں۔
 ایک رشتہ یعنی زاراگر اور سرچوہی کل ہندو کہتے ہیں۔ شوہر کی ما
 کے ساتھ عورت خوشی خوشی سستی یعنی جل جاتی ہے مگر یہ رسم سرکار نے بالکل
 موقوف کرادی غرض ایسی ایسی بہت سی خصوصیتیں بھی مذہب میں
 وہ ایک طور پر پابند ہیں یہاں عام اہل ہندو کا ذکر نہیں اون میں بعض ایسے
 بھی ہیں جو بے نہائے کھانا کھاتے ہیں اور راجہ کی کئی شادی بھی کئے
 ہیں اگرچہ اڑھائی ہزار برس پیشتر ہندو میں ایک مذہب بدھ کا تھا
 مگر یہ بھی مذہب ہندو سے تھا اور اب اس مذہب بودھ سے چین اور
 کالک آباد ہے اور حال حال ہندوستان میں بھی ہیں لیکن وہ بودھ
 نہیں سراوگی وچینی بودھ مذہب ہی کے پیرو ہیں اور اس مذہب والے
 متقد ۱۲۴۴ قمار کے ہیں اس زمانے کے ۱۲ اوتار کے قائل ہیں جن میں سے
 ایک اوتار کا کلنگی کہ جسکا منبھل مراد اباو میں قرار دیتے ہیں ظہور باقی ہے

مدت نام تمام اور دنیا کی عمر کو رد و ن برس تاکے ہیں اور کسی نبی اور کتاب
آسمانی اور طوفان نوح کے قائل و مقترنین لیکن چاروں بید کتاب آسمانی
ہیں فقط پرانے وقت کی رسم و راہ علم و ہنر و سبب کی یا بندی کے عہد سے
زیادہ تر میان دو آب یعنی گنگا و جہنا کے درمیان میں شمار ہو سکتے ہیں

ہند کا حال

ہند دنیا کے ملک کا مجموعہ ہی چار سر زمین میدان گرم و جانور چاند پر
میں پیدا ہوتے ہیں میوے نباتات اور معدنیات طرح طرح کے بکثرت
ہیں جنس فلد ہر قسم کی پیدا ہوتی ہے اور ہر شے بہ نسبت اور ملکوں کے ازدا
ہوتی ہے جو موسم جاگرمی برسات مقرر ہے جو گر کو ہستان میں جاڑا اور
برسات بہت اور میدان میں مخصوص کھن میں پورب تک گرمی بہت
امراض دبائی اور فصلی بخار و لرزہ اور ہیضہ برسات میں اور بخار وغیرہ موسم
گرمی میں مشائع ہوتا ہے مگر طبیب بھی ویسے ہی اور دوائیں ہر قسم کی جا بجا
ملکوں میں دیا ہیں سہ کار کے دوا الشفا بھی موجود تھا اور دوا کون کا
کثرت اور شادابی سے یہ سرزمین تمام دنیا میں باغ ہوتے ہیں۔

باشندہ

ہند کے باشندے ۴۴ کروڑ آرام طلب اور کاہل عیش و مست و خود

ہوتے ہیں اور اس عاوت کے سولے یہ بھی صفت ہیں کہ جہاں نواز خلیق صالح
صاحب علم و پیر و ستار بھی اکثر ہوتے ہیں مگر تمام ہند میں مدھ دس
جو بنارس سے دہلی اور ہمالیہ سے اگر تک ہی اس لئے عمدہ مشہور ہے کہ
بہ نسبت اور ملک کے یہاں علم و ہنر آدمیت رونق تکلفات زیادہ ہیں
عموماً باشندے ہند کے راہ و رسم ملاقات اور احسان سے جلد آشنا
ہو جاتے ہیں غربت اور انکسار بھی اونکی طبیعتوں میں ہی یہاں اون
حرامزادوں اور بد ذاتوں کا ذکر نہیں ہے کہ جنھوں نے خد میں اپنا
کالا کیا ہے یا جو وحشی اور جنگل کے باشندے ہیں اور ہند کے ہر خطے او
ملک کی وضع لباس اور زبان ایسی جدا ہے کہ ایک دوسرے کی بولی کو
سمجھ نہیں سکتے

جدول معیشت

جائگہ	جنس	تفصیل مقامات
۱	آہن فولاد	آشام اسلام نگر آودھ پور بیر بھوم بہار بنڈیل کھنڈ ٹرمل علاقہ انور دکن سندھ سٹٹ سکیٹ منڈی سکلیام

تفصیل مقامات

تعداد

جنس

ایک

پنجتن پچھل ۱۲ کوٹ کھاری شملہ گوالیر شال باج گزاشتی
 منی پور ۱۵ میسور ۱۹ منداس ۲۱ ناگپور خرد ۲۲ ناگپور کلان ۲۳
 نیپال ۲۴

بہار شال باج گزاشتی ناگپور خرد ۲

بہار کشمیر ۲

جی پور کالا باغ کچھ ۳

اودے پور ۱

سیام نیپال ۲

نیپال ناگپور خرد ۲

جودھپور سیام مارواڑ ناگپور خرد نیپال ۵

گورنمنٹی جھلم پنجاب ناگپور خرد ۲

اودے پور پیٹالہ تربت سارن ۴

آشام اکٹ سیام کلکتہ کوہ گادون شمل ۹

باج گزاشتی ناگپور خرد ناگپور کلان نیپال ۱۱

بہار برودہ طلا قہجمو ۳

عقیقہ

تفصیل مقامات

نمبر	جنس	تفصیل مقامات
۱۳	کوئٹہ	پیر پھوم رانی گنج بگاڑ کشمیر محال باج گزار ترقی زبدا ناگپور خرو
۱۴	گندک	اودے پور نیپال
۱۵	مس	اودے پور جی پور سیام کماؤن کشمیر مندراس نیپال نمور مندراس
۱۶	مروایہ	لوگیوان مندراس سورت
۱۷	سویائی	سننے میں آتا ہے کہ بعض لوگوں نے دریائے گنگا و جہلم میں خوزر میں سپہاڑے نکالی اور مفید پائی
۱۸	نمک	جی پور پتہ دادن خان پنجاب سیکت منڈی کالاباغ
۱۹	نیل	سیام
۲۰	ہیرا	نیپال
۲۱	ہیرا	بیراگرہ سیام شاہ اباد ہار کشور مندراس
۲۲	یشب	کرب ایضا ناگپور خرو
۲۳	یاقوت	سیام ایضا

شاهان اسلام

ہند میں اول سکندرا پادشاہ آیا پھر سلسلہ ہجری میں عمر خلیفہ دوم کا دار
 سندھ اگر پھر گیا اور بعضی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح کر کے چلا گیا
 سلسلہ ہجری میں حجاز کا سردار یا سلسلہ بہت نمودار غزنوی نے
 پچیس سال میں ۱۲ مرتبہ ہندوستان پر یورشیں کیا اکثر شہروں کو
 تباہ اور تاراج کیا سلسلہ عمر سے قطب الدین غلام شاہ غلام الدین
 غوری ہند پر تسلط ہوا اسی سے سلطنت شاہان اسلام کی بہت قین
 مستقبل ہوئی قطب الدین سے ایراہیم لودی تک ۸ پادشاہ مختلف
 ہوئے اور ناصر الدین بیوان پادشاہ تھا اسکے ایام سلطنت میں
 ۹۹۸ء میں امیر تیمور دہلی کو فتح اور غارت کر کے صوبہ چھوڑ کر پھر گیا
 ۱۵۲۰ء میں بابر شاہ تیمور کے پرورتنے ایراہیم لودی پر تختیاب
 ہو کر ہند میں سلطنت کی بنیاد ڈالی فقط مسلمانوں کی سلطنت میں یہ
 خاندان تیموریہ سب سے پچھلا تھا امیر تیمور گورگان صاحب تران
 ولد امیر طراخان نسل چنگیز خان سے تھے سلسلہ ہجری کو شہر
 مردار ترکستان میں پیدا ہوئے سلسلہ ہجری میں بمقام پنج تخت
 بیٹھے ۳۵ برس ۱۰ مہینے ۲۵ دن ایران و خراسان و ترکستان
 بخارا و روم و شام و تاتار و ہندوستان میں تنہا شہنشاہی کرنے کے

۲۷ سال کی عمر میں وفات پانے کے سمرقند میں دفن ہوئے بہادر شاہ ۲۲
 میں ۲۱ سال پرانے نام تخت نشین ہو کر بالزام خدر ۹۹ برس کی عمر میں
 جزیرہ رنگون سرکار برطانیہ کی قید میں زندان ہستی سے نجات پائی
 عاقل اور خدائے شناس کو یہ مقام عبرت کا ہے امیر تیمور سے
 بہادر شاہ تک ۲۳ پشت میں پورے پانچ سو برس سلطنت رہی
 ہندو راجاؤں میں جیسا کہ راجپوت راجہ باہمہ صفت موصوف و نیک نام
 ہوا ہی ویسا ہی اس خاندان میں موافق زمانے کے اکبر بادشاہ بھی تھا
 نیک و نامی ہوا اس بادشاہ کے فیضانے میں پانچ ہزار ہاتھی اور ۱۰۰
 میں ۱۰۰ ہزار گھوڑے خاصے کے بندھے تھے اور اسکا دایرہ دور
 کجواب کے فرش اور موتی ٹکا ہوا پردوں کا سفر کے وقت اڑھائی
 کوس کے گھیرے میں کھڑا ہوتا تھا ہر سال لکڑہ کو سونے کا تلاء دان
 کرتا اور اسوقت سونے کا بادام اپنے دریا میں لٹاتا جسپر بھی وحشت
 کے ساتھ سیہا سادہ تھا آٹھ ہر میں ایک وقت کھانا کھاتا
 گوشت سے پرہیز کرتا کسی جاندار کے آزار کا روادار نہیں تھا صرف نام
 کو مسلمان تھا لیکن دل و جان سے وہ آفتاب کی پرستش کرتا تھا
 انوار کے روزا و سکی ساری علمداری میں جانور کی جان مارنے کی مناجی
 تھی رعیت اسکو اسقدر چاہتی تھی کہ لوگ جیتے جی اسکی درگاہ میں

مانند از ندرین چو جای قیاسی آنکی سلطنت میں ایک میں پائیں سر کیوں کجا تھا
اور دین چو دیر جواس ایست کجا آخر زمانہ بہادر شاہ ابو ظفر حسنا تمہ ہوا
قطعات تاریخ بہادر شاہ از محمد مردان علیخان صاحب الہکاشغر کی پور

<p>چہ آغازش دگر ہم دیگر انجام بکجا اسفندیار و رستم و سام تو خواہی نیکنامے شو کہ بدنام مگر معکوس و خالی صورت جام بسرگرد و گرت با میش و آرام شعید سے کہ پوشش بخت و دام ز چین و ہند و فارس و روم و تاشام چہ ترسا و گیسو و اہل اسلام نہ در ہنفسد و ہفتاد و دو گام ہند و شاد است و یہ نام ازین رو پنج صد ای نیک جام تلمیذ الدین باہر ہند و آرام چہ سال از سال میسی بود و گام شمار کار نے گشت ایام</p>	<p>پیرس احوال این دنیا کہ چو نیست بکجا اسکندر چو شید و ضحاک مگر از نیک و بد باقیست نامی بچرخ نیلگون رنگ و فانیت غیبت دان و دور و زمر نادان شہ تیمور چہ گیزے ز ترکان ہمہ در سایہ حیت جلالتش ہنودان ہند و شلو و دند و رام ترکستان ہند و شاسہ او تیمور را ابتدا پر بو طعنہ خست شمار سال عمر سلطنت گشت ترا بر ایم لودی باز چون کرد ہزار و پانصد است و شش سال غرض یہ صد سی کی سال زین</p>
--	--

بعد شاه عالم عهد شاهی
 هزار و یکصد و هفتاد و سه بود
 ز تخت و تاج شاهی ماند تاجم
 مگر چون صد فروز و آخر شد آخر
 شد از آب خاکشت قدر سبز ^{۱۲۴۳}
 هزار و دصد و هفتاد و سه بود
 پس از یک سال شاه بگلستان
 هنوز آن شاه شایان حکمران
 گیسو آمد بهادر شه چو در زم
 ولادیدی که شد شوریده و شور
 گرت و اگوش شتو چشم بخت
 شده طالع ز مغرب شد مشرق
 مقام ترس و عبرت خوف و بیم
 من و تو هر دو را کار از قضا است
 و اگر محروشی را رعنا که آمد
 چه در رنگون شده یکس قضا کرد

بعضی کپنی چون کرد و نام
 ز بهر مادی نه بر خاص و نه عام
 نشان نام باقی با صد اکرام
 نشان شاهی هم از کپنی نام
 رنگ سبز بیکانه ناکاسم
 که گشته از بغاوت شاه بدم
 گرفت از کپنی احکام حکام
 که حکمش با دور بر ملک ما دام
 برنگون رفت آخر با صد آلام
 شده آغاز شورش را چه انجام
 شتو نظم بین احوال ناکام
 شد این روز شسته راز و ترشام
 که آفت از آن شتو این باشد انجام
 و گر جواب و خیال فکر و نام
 بگوش از بحر شورم شور کرام
 بهادر شاه غازی بو نظر نام ^{۱۲۴۹}

شاہ پاک حضرت ازبیا	بیکسی کرد بر سرش ماتم
دید رعنا چو دشت راجا	گشت بشتافته خزال ارم

۱۲۴۹

ایضا

بہادر شاہ چون سوی ارم رفت	کہ بروی نام شاہی گشت اتنا
چنین رعنا رقم زو سال توش	بہادر شاہ غازی سے خلد خدام

۱۲۴۹

ایضا

چون ز دنیا رفت سر می خلد اگر تمنا	یادگار شاہ ترکان چغا کیج کلمہ
کرد رعنا بہر تیغ و فاش این	بو ظفر غازی بہادر شہ بہشت راجا

۱۲۴۹

ایضا

رفت از دلی سو گنج شاہ ظفر	شادمان گشت بہر دعوتش از باب
خست بہشت ملک شترچن خلدین	گفت رعنا سال توش و شترچن خلد

۱۲۴۹

ایضا

ہی بہشت دس سال تک بادشا	گر و تھی کہ تھی دم برات چنتہ
ہوا خاتمہ بو ظفر تو گویا	ہوئی سلطنت سے نجات چنتہ

۱۲۴۹

ایضا

دار فانی مقام بہت ہی	کیا کوئی اوس سے آول کو لگا
ویکہ رعنا سر می فانی سے	شاہ بکس نے رخت باندھا

۱۲۴۹

جدول حال اور رنگ نشینان اربع صدیوں کا درخت طالع

نام پادشاہ	ولایت	تاریخ ولادت	محل ولادت	مقام حبس	تلاش و گرفتاری	طالع	تاریخ جلوس	برگ لعل	تاریخ وفات	محل دفن	مرگ	سلطنت
ایسیر محمد	ولایت میرٹھ اولا پکیر پور	۲۵ شعبان ۸۳۶	شہر وار خلابہ خیر پور	شہر	۵۴ سال	۴۴	۲۲ رمضان ۸۷۷	تپا پور بہت دور	۸۰۷ عاشقان	سمرقند	۱۷ سال ۱۴۸ ۲۵	۲۵ سال ۱۴۸ ۲۵
پیران شاہ	ابن تیمور	۱۳ پیرچہ لاکھ ۸۵۵	سمرقند	بیان پور آذربایجان	۶۸ سال ۴۸	۷۰۷	عاشقان	درجک مرا	۴۲ ذیقعدہ ۸۶۰	بہرہ	۱۸ سال ۱۴۸ ۴۸	۳۸ سال ۱۴۸ ۳۸
سلطان محمد	ابن تیمور	۲۳ ذی الحجہ ۸۰۰	سمرقند	سمرقند	۵۱ سال ۱۴۸ ۴۲	۸۱۰	۲۲ ذیقعدہ	خارجہانی غاری	۴۲ ذی الحجہ ۸۵۵	خط کش	۵۵ سال ۱۴۸ ۵۵	۵۵ سال ۱۴۸ ۵۵
الہ حسین	ابن تیمور	۱۳ ذی الحجہ ۸۳۰	سمرقند	خوجین	۴۵ سال	۸۵۵	۲۲ ذی الحجہ	دہلی شہر	۱۲ رجب ۸۷۷ ۱۲	نواح سمرقند	۴۳ سال ۱۴۸ ۴۳	۴۳ سال ۱۴۸ ۴۳
عمر شیخ	خلفہ جام	۳ ذی الحجہ ۸۶۰	سمرقند	ولایت آذربایجان	۴۴ سال ۴۸	۸۶۰	۱۲ رجب ۸۷۷ ۱۲	ازبک مرا	۱۲ رمضان ۸۹۹	سمرقند	۳۹ سال ۱۴۸ ۳۹	۳۹ سال ۱۴۸ ۳۹

[illegible]

اصغر شاه	بمادرشاه شاه	خالم خلدنری	سفرالدین	بمادرشاه	دکن	مستحق	سال ۵۵	۳ شهر ۱۳	۱۱۱۸	۴ رجب	دجله بنادر	۸ ربیع الاول	مقبور تبارک	۵۵ سال	۳ شهر ۱۰	۳ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	کابل	۵۵ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۱۹	۱۰ محرم	علاقه	۱۱ محرم	دکله خواجه	۵۵ سال	۸ شهر ۱۳	۵ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	لاهور	۵۲ سال	۳ شهر ۱۳	۱۱۲۰	۸ محرم	فرخ سیر	۲۹ محرم	مقبور تبارک	۵۲ سال	۵ شهر ۱۳	۱۱ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	فوارج اکبر آباد	۴۹ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۲۱	۲۳ ذیحجه	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۴۳ سال	۳ شهر ۱۳	۳ سال
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	اکبر آباد	۴۶ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۲۲	۹ ربیع الاول	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۴۴ سال	۴ شهر ۱۳	۳ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	اکبر آباد	۴۳ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۲۳	۴ رجب	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۴۵ سال	۴ شهر ۱۳	۳ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	اکبر آباد	۴۰ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۲۴	۴ رجب	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۴۶ سال	۴ شهر ۱۳	۳ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	اکبر آباد	۳۷ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۲۵	۴ رجب	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۴۷ سال	۴ شهر ۱۳	۳ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	اکبر آباد	۳۴ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۲۶	۴ رجب	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۴۸ سال	۴ شهر ۱۳	۳ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	اکبر آباد	۳۱ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۲۷	۴ رجب	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۴۹ سال	۴ شهر ۱۳	۳ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	اکبر آباد	۲۸ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۲۸	۴ رجب	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۵۰ سال	۴ شهر ۱۳	۳ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	اکبر آباد	۲۵ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۲۹	۴ رجب	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۵۱ سال	۴ شهر ۱۳	۳ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	اکبر آباد	۲۲ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۳۰	۴ رجب	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۵۲ سال	۴ شهر ۱۳	۳ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	اکبر آباد	۱۹ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۳۱	۴ رجب	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۵۳ سال	۴ شهر ۱۳	۳ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	اکبر آباد	۱۶ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۳۲	۴ رجب	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۵۴ سال	۴ شهر ۱۳	۳ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	اکبر آباد	۱۳ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۳۳	۴ رجب	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۵۵ سال	۴ شهر ۱۳	۳ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	اکبر آباد	۱۰ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۳۴	۴ رجب	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۵۶ سال	۴ شهر ۱۳	۳ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	اکبر آباد	۷ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۳۵	۴ رجب	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۵۷ سال	۴ شهر ۱۳	۳ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	اکبر آباد	۴ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۳۶	۴ رجب	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۵۸ سال	۴ شهر ۱۳	۳ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	اکبر آباد	۱ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۳۷	۴ رجب	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۵۹ سال	۴ شهر ۱۳	۳ شهر
افشار شاه	بن علیگر	یاد شاه	بن علیگر	بن علیگر	دکن	اکبر آباد	۰ سال	۴ شهر ۱۳	۱۱۳۸	۴ رجب	سیدنیکی	۹ رجب	مقبور تبارک	۶۰ سال	۴ شهر ۱۳	۳ شهر

تسلط سر پرستی گامیہ بیا

زمانہ اکبر شاہ میں یورپ سے اس ملک میں پہلے پہل پر نکالی او
 فرانس بطریق سوداگری لستے جاتے تھے انگریزوں نے جب
 دیکھا کہ پر نکال اور فرامیس وغیرہ فرنگستانی آدمی ہندوستان میں
 جاتے ہیں اور یہاں کی تجارت سے بڑا فائدہ اٹھاتے ہیں تو چھر
 ان آفت کے پر نکالوں سے کب چپ چاپ رہا جاسکتا تھا ان لوگوں
 نے بھی اپنے مال کے جہاز روانہ کیے اور ۱۵۹۹ء میں لندن شہر کے اندر
 بہت سے انگریزوں نے آپس کے ساتھ چھوٹے روپیہ اکٹھا کر کے
 اس ملک میں سوداگری کرنے کیوں لے ایک کوٹھی مقرر کی اور دوسرے
 ہی سال وہاں کے بادشاہ سے کئی شرطوں پر اس بات کی اپنے نام
 سند لکھوا لی کہ سولے ہم سا جھیون کے دوسرے کوئی انگریز ہندوستان
 میں جا کر سوداگری نہ کرنے پاوے لیکن جب اس ملک میں ان لوگوں
 نے اپنا عمل اور دخل کرنا شروع کیا تب ۱۶۱۳ء میں انکو تجارت کرنے
 کی سنا ہی ہوئی بلکہ تجارت کا اذن عام ہو گیا روک ٹوک جاتی رہی اور
 کمپنی ایک سرکار کو لانے لگی انگریزی زبان میں سا جھیون کو کمپنی
 کہتے ہیں اس لیے ان سا جھی سوداگروں کا نام بھی انڈیا کمپنی رکھا

جب انگلستان میں یہ کمپنی کھڑی ہوئی تو اس وقت یہاں اکبر بادشاہ تخت
پر تھا ہندوستان میں پہلے پہل انگریزوں کی کوشمیان ۱۶۱۱ء
میں سورت احمد آباد کھمبات اور گھوگٹے میں جاری ہوئیں اور ۱۶۵۲ء
میں بنگالے کے انڈر بلشپر میں اور اسکے دو برس کے بعد مندرج
میں بھی جاری ہو گئی ۱۶۶۳ء میں پرکھال کے بادشاہ سے بمبئی کا
ٹاپو لیا گیا اور ۱۶۶۷ء میں بنگالے کے صوبے دار نے کلکتہ گوڑہ
اور جھوٹاٹی یہ تینوں گانوں انگریزوں کو دیدیے اور کلکتہ میں ایک قلعہ
بھی جسکا نام اب فورٹ ولیم بنانے کی اجازت ملی اس زمانے میں
یہ کلکتہ کل شہر چھوٹا تھا ایک گانہ تھا ۱۶۹۰ء میں بنگالے کے
صوبے دار نواب سراج الدولہ نے اس بات پر کہ انگریزوں نے
ہمارے ایک آدمی کو جوڑھا کے سے کچھ خزانہ لیکر بھاگا تھا پناہ دی
نا خوش ہو کر کلکتہ چھین لیا اور ایک سو چھیالیس انگریز کو جو اس وقت
وہاں موجود تھے ایسی ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں جسکی وسعت
بیس فٹ مربع سے زیادہ نہیں تھی اور جسکو اب تک یہ لوگ بیک ہول
یعنی کالی بل پکارتے ہیں بند کر دیا کہ دوسرے دن ان میں سے کل
تیس ۲۳ جیتے نکلے تب آخر کو یہ خبر سنتے ہی کرنل کلاو صاحب مندرج
سے نو سو گوریے اور زیندرہ سو تنگے لیکر کلکتہ میں آئے کلکتہ بھی لیا

اور پھر مرشد آباد پر چڑھا کر دیاتب ۷۵۷ھ عمر کی ۲۳ جون کو مقام کپاھی
 کی لڑائی میں سہ لاکھ الدولہ کی فوج نے جو شیر نزار سے کم نہیں تھی
 شکست کھائی نواب بھاگا اور اسی روز گویا ہندوستان میں انگریز
 عملداری کی نیوجم گئی پھر تھوڑے دن پیچھے ۷۵۸ھ آئین شاہ عالم آباد
 نے جو اس وقت دلی کے تخت پر تھا صوبہ بہار بنگالا اور اڑیسہ ان تینوں
 صوبوں کی استمراری یوانی کا پروانہ کمپنی کے نام لکھ دیا کہ جس سے دو
 کروڑ روپیہ سال کی آمدنی کاٹھکانا ہو گیا اور وزیر اصف الدولہ نے یہاں
 کی لڑائی میں مدد لینے کیواسطے ۷۵۸ھ آئین بنارس کا علاقہ بالکل اس کے
 حوالے کیا اس زمانے میں ہندوستان کی پادشاہت کا عجیب حال تھا
 آپس کی چھوٹ اور ہمیشہ کی لڑائی بھڑائی کے باعث تیمور کا خاندان
 تحسّس ہو رہا تھا پادشاہ شہنشاہ کے قہرے کی طرح لوگوں کے ہاتھ
 میں پڑ کر مات ہو چکا تھا یہاں تک کہ ۷۵۸ھ آئین ایران کے بادشاہ
 نادر شاہ اور پھر تھوڑے روز بعد احمد شاہ درانی نے جو پہلے نادر شاہ کے
 امیر و ناسخ تھے ایسے سخت حملے اس ملک کے اوپر پڑے کہ
 کہ رہا سہارہ بھی دلی کے بادشاہ کا جاتا رہا سلطنت میں کچھ ذرہ دم نہیں
 باقی تھا صوبے داروں نے بادشاہ کی اطاعت بالکل چھوڑ دی
 اپنی سمجھی جسکے باپ دادا نے کبھی چاہا بھر زمین پر دخل نہ پایا تھا آئین بھی

ہندوستان کی پادشاہت پر دل دوڑایا الغرض اوہر تو دکن کے
 صوبے وار نظام الملک نے حیدر اباد میں اپنی حکومت جمائی اور اوہر
 نواب وزیر نے اوہر کے صوبے کو اپنا ملک سمجھا اگرے تک مرہٹوں
 نے لوٹ مار پھا کر دھینگا دھینگلی سے پوتہ لینا شروع کیا اور سکھوں کا
 حملہ نرنڈ تک ہونے لگا بھر پور کے جاٹ بھی ہیکڑ بنے ہوئے تھے
 ریسلاکھ کے ریلے جدا خود مختار ہو گئے تھے بادشاہ اگرچہ برہمن نام ولی
 کے قلعے میں پڑا تھا لیکن ہان بھی اُسے کوئی بیٹھا رہنے نہیں دیتا تھا
 یعنی اسکی یہ نوبت تھی کہ آج ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا کل کسی دوسرے
 نے اُسکا سرکات کر سکے خطبہ اپنے نام جاری کر لیا ابھی تلوار کا لہو نہیں
 سوکھنے پایا کہ تیسرے نے اُسکو بھی موت کا جامہ پہنایا اور تاج بادی
 اپنے سر پر رکھا کبھی بادشاہ مرہٹوں کی قید میں پڑ جاتا تھا اور کبھی ہریان
 کے پنجے میں گرفتار رہتا غرض شاہ عالم کہ جب اکبر کے پوتے کا بیٹا
 اور شاہ زیب عالمگیر بادشاہ مرہٹہ شاہ عالم کے روز اول
 جلوس تک ترپن برس کے اندر بادشاہ اور احمد شاہ چچتراس کے چودہ بادشاہ
 ولی کی تخت پر بیٹھے اور اگر انہیں سے محمد شاہ کی سلطنت کے تیس برس
 نکال ڈالو تو صرف تیس برس میں تیرہ بادشاہ گذر گئے پس اب سچنا
 چاہیے کہ ہان برہمن نام تخت اور تاج کے لیے ایسی جھین جھان اور

نوچ کھسٹ چنے گی ومان کی سلطنت کس طرح قائم رہی اس لیے سدا سے یہ
 دستور چلا آیا ہو کہ جب خالق رب العالمین دیکھتا ہو کہ اب بادشاہ میرے
 بندوں کی پرورش اور نگہبانی نہیں کر سکتا اور جس کام کے لیے اس کو
 مقرر کیا تھا اسے چھوڑ کر یہ عیش و عشرت اور ظلم و بدعت کرنے لگا تب
 اس سے بد اقبال بادشاہ کو دفع کر کے جو کوئی اس کام کی لیاقت رکھتا ہو
 اس کو اپنی قدرت اور طاقت کے زور سے تخت کے اوپر بٹھا دیتا ہوں
 کچھ شک نہیں کہ جو اس حالت میں انگریز لوگ ہندوستان کو بیٹھتے تو
 فرہیس یا فرنگستان کا کوئی دوسرا بادشاہ اس ملک کو اپنے قبضے میں
 کر لیتا اور اگر شاید وہ بھی لیتا تو پھر کوئی دوسری قوم سندھ پار سے
 اگر اس ہندوستان کی بادشاہ بن جاتی اور اپنے خاندان کی نیو جاتی
 تیمور کی اولاد سے بادشاہت نکل چکی تھی خدا کے فضل و کرم ہندوستانیوں
 کے دن اچھے تھے جو انگریز یہاں آئے گو یا سوئے گئے ہوئے کھیت پھر
 لہمائے الفرص پہلے تو حیدر علی کے بیٹے ٹیپو نے ان انگریزوں
 کے ساتھ دشمنی پر کمر باندھی اور بیٹھے بٹھائے لڑائی اٹھائی حیدر علی
 میسور کے راجا کانو کر تھا موقع پا کر اس کا نیا راجہ کے بیٹھے ٹیپو کا یہ ارادہ
 ہوا کہ انگریزوں کو دیکھن سے نکال دیوے اور ابھارا اس کو فرہیسوں نے
 تھا کئی برس کی لڑائی میں آخر کو ۱۷۹۹ء میں شری رنگ پٹن کے

حملے کے درمیان وہ انگریزی سپاہیوں کے ہاتھ سے مارا گیا اور ملک
 اسکا بہت سا سرکار کے اختیار میں آیا انھیں دنوں میں سرکار کو مرہون
 کی طرف سے کھٹکا پیدا ہوا تو سپاہیوں کو وہ بھی نوکر رکھنے لگے تب لارڈ
 ولزلی صاحب نے جو اس وقت یہاں کے گورنر جنرل تھے انکے پیشوا
 یا بھی راو سے دوستی کرنا چاہا اُس نے اس وقت تو دولت راو سیندھیا کے
 ہونے سے نما لیا لیکن جب جس وقت راو ہلکر نے آپس چڑھا دیا تب سرکار
 سے قول و قرار کر لیا اور بندیل کھنڈ کا علاقہ بھی دے دیا یہ سنکر سیندھیا
 بگڑا اور اُس نے چاہا کہ ناگپور والے سے بلکر کچھ فساد اٹھائے لیکن اوہر تو
 لارڈ ولک صاحب ڈیک اور سواری اور دہلی اور آوہر جنرل ولزلی
 آسانی اور رانگھانو کی لڑائیوں میں ہلکا اور سیندھیا کے دانت ایسے
 کیے کہ آخر کو سنہ ۱۸۵۳ء میں ناگپور کے راجا نے تو کلک کا خلع اور سیندھیا
 بالکل انترید یعنی گنگا اور جمناس کے بیچ کا ملک انگریزوں کو دیکے اپنا چھو
 چھڑایا پھر تو اس نے ملک کے ہاتھ لگنے سے انگریزوں کی عملداری
 دی تاکہ پہنچ گئی وہاں اس زمانے میں شاہ عالم بادشاہ قلعے کے اندر
 کی قید میں پڑا تھا لارڈ ولزلی نے اُسکو قید سے بچھڑا کر گزارے کیواسطے
 ایک لاکھ روپیہ عینے سے کچھ اوپر اسکی سخاوت مقرر کر دی پھر تھوڑے
 روز بعد نیا لیون نے اپنی حد سے قدم باہر نکالا اور بڑھتے بڑھتے د

کانگڑے تک پہنچ گئے جب پہاڑ سے اتر کر زراں میں انگریزوں کی رعیت کو
 تنگ کرنے لگے تو سرکار نے انکو بھی نصیحت دینا مناسب سمجھا ^{۱۸۱۸ء}
 میں مئوں کے قلعے پر انکی فوج کو شکست دیکے کالی ندی کے چھم طرف
 کے پہاڑ تو اپنے دخل میں کر لیا اور پورب طرف کے انکے پاس ^{۱۸۱۸ء} سے
 اگرچہ باجی راو نے اپنی مصیبت کے وقت میں انگریزوں سے قول قرار
 کر لیا تھا لیکن دل میں انکے ساتھ دغا کی زد کھینچا چاہتا تھا یہاں تک کہ
 آٹے تاریخ ۱۸ نومبر ۱۸۱۸ء کو پونا کے درمیان زبردستی میں آگ لگا دی
 اور انگریزی سپاہی جو تھوڑے سے وہاں رہتے تھے انکا مقابلہ کیا
 اور اذھر سے سیندھیا کا بھی ایک خط نیاں کے راجا کے نام پہ
 پکارا گیا کہ جس سے اوکی جانی دشمنی انگریز کے ساتھ ثابت ہو گئی
 پنداروں نے بھی قریب پچیس ہزار سوار کے اکٹھا ہو کر سارے ملک
 میں لوٹ مار مچا رکھی تھی بلکہ کے کارواں بھی سرکار کے مخالفوں کی
 طرف بازی کرتے تھے امیر خان ٹونک والا اپنے چھانوں کے ساتھ
 راجپوتانے کو تباہ کر رہا تھا یہاں دیکھا جائیے خدا کی قدرت اور
 کوکہ اگرچہ اسوقت میں ہر ایک طرف اہل چل بڑ گئی تھی اور سارے
 ہندوستان میں فساد کی آگ بھڑکتی چلی تھی مگر لارڈ ویلنگٹن ^{۱۸۱۸ء}
 جو اس زمانے میں گورنر جنرل تھے انھوں نے اس ہوشیاری کے

ساتھ سہکا بندوبست کر لیا اور اپنی فوج کو چاروں طرف اس ڈھب سے
 دوڑا دیا کہ ادھر تو سینہ ہیا کو جو کچھ سرکار نے فرمایا اسب مان کر اچھوتا
 سے اپنا اختیار یا لکاح اٹھا لیتا پڑا اور ادھر امیر خان نے اپنا تو مجباً
 سرکار کے حوالے کر دیا باجی راوہیشوا نے بھی سرکاری خزانے سے
 آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن لیکر ٹھہر میں لٹکا کو سینا اختیار کیا اور ہلکے کی فوج
 میں پوزیشن تکٹ کھا کر سرکار کی اطاعت دل زبان سے قبول کی پھر
 ہنگوڑ کا راجا اپنے قصور کے ڈر کے مارے اپنا ہی ملک چھوڑ کر بھاگ گیا
 چنانچہ سرکار نے اُسکا کچھ تھوڑا سا ملک لیکر باقی اسکے وارثوں کو دے ڈالا
 پندارے اسقدر قتل ہوئے کہ نام کو بھی باقی نہ رہے جو کچھ جیتے تھے وہ لوٹا
 چھوڑ کر کیتی بابری کسے لگے الغرض شاہ اسماعیل میں مرہٹوں کی لڑائی لکھن
 فتح کے ساتھ ختم ہو گئی اور سب طرف سے امن چین کی ہلچلی کابل کی لڑائی
 کے وقت سندھ کے امیر مرہٹوں نے کراچی اور ٹھٹھا سرکار کو دے ڈالا تھا
 اور سندھ دہلی کی راہ سے محصول اٹھا لینے کا قرار کئی باتوں کے
 ساتھ سرکار سے کیا تھا لیکن فاکر کے اپنے قول و راہ سے پھر گئے تب
 شاہ اسماعیل سرکار نے انکو بھی اُس ملک سے خارج کر کے وہاں بالکل اپنا
 سونہل کر دیا بعد اسکے شاہ اسماعیل کے اخیر میں سکھوں نے ستیاج پاراٹر کر
 ہر فارپہ چڑھائی کر دی لیکر ہاتھ کو بیسا کیا ویسا چل پالیا پہلے تو سرکار نے

۱۲۶ء انگلستان کے بادشاہ ہنری ہفدوم نے اس بادشاہ کا ملک ضبط کر لیا
اور قصور معاف کر کے ولیم پنجم کو لاہور کی گدی پہچال رکھا لیکن پھر بھی
جب یلوگ لڑائی بھڑائی سے باز نہیں آئے اور بہت عرصے تک لڑتے
رہے تب ۱۲۹ء میں سرکار نے بالکل انگلستان ضبط کر کے اپنی غلامی میں
شامل کر لیا اور ولیم پنجم کو پنجاب سے نکال کر گیارہویں کے لیے دکن ہزار پور
میں اور سکامپٹر کر دیا اب اس دم ملک سے لگتے لگتے بالکل انگریز ہو چکا
ہو اور شاہیہ سے سمندر تک انھیں کا ڈنکا جاری ہی بلکہ پورب اور گجرات
ہندوستان کی اصلی سرحد بھی زیادہ انکی غلامی بڑھتی چلی

عندر کا حال

سید برپا ہونے قدر شہنشاہ کے بہت کچھ صاحبان انگریز بہادرین
اور خلاف آن باتفاق انکے اہل ہند نے بھی اسباب اس کے تحریر کیے ہیں
غرض تقدیر الہی ہونا ربات تھی جی ہوئی مگر خد میں تین قسم کے لوگ تھے
۱۔ عام لوگ بانی خد کے اور باغی سرکاری فوج کے تھے ۲۔ سرداران
باغی مثل شاہ دہلی اور بیگم اودھا اور نانا پیشوا مع و احقین وغیرہ کے جو
اپنے اسلاف کے ملک و مملکت سے مجرور اور اسکے مدعی تھے ۳۔
بیکار اور نوکری پیشہ اور ادب باش اور وہ لوگ جنکا پیشہ رہنمائی تھا نقطہ

لیکن سرکار کی قدرت اور نیت نے اس مواد فاسد کو جڑ سے ایسا
رفع کیا کہ اب ہندوستان میں اس کا اثر باقی نہیں رہا۔

ذکر عدولت ملکہ معظمہ شہنشاہ انگلند و خلد اللہ

سنہ ۱۸۵۸ء میں ملکہ معظمہ یعنی کوئین وکٹوریہ نے اس ملک کا انتظام
سے لیکر اپنے ایک وزیر کے سپرد کر دیا اور انکے مدد کو اسطے بارہ صاحبان
جلیل الشان کی ایک کونسل بھی مقرر کر دی جاسی وزیر کا لقب سکریٹری
ان اسٹیٹ فار انڈیا ہو سارا انتظام وزیر کے اختیار میں ہو وہی صاحب
کو اس ملک کے عہدوں پر مقرر کر کے ومان سے بھیجتا ہو اور یہاں
پر گورنر جنرل کو با اتفاق راسی کونسل اختیار دے رکھا ہو گورنر جنرل
تحت میں مندرج ہو وہی کے گورنر اپنی اپنی کونسل سمیت اور اگر وہ
پنجاب کے لفٹنٹ گورنر اور بنگالے کے ڈپٹی گورنر اور اوڈھ اور ناگپور
کے چیف کمشنر مقرر ہیں اور پھر سوائے پنجاب کے چاروں گورنروں
کے زیر حکم چار صدر دیوانی اور صدر نظامت عدالت اور چار
بورڈ دیونیو اور انکے تابع ہر ایک ضلع میں کمشنر و جج مجسٹریٹ کلکٹر وغیرہ
اپنا اپنا کام کرتے ہیں پنجاب اور اوڈھ ناگپور دیونیو صدر دیوانی و
نظامت کی جگہ جوڈیشل کمشنر اور بوڈ کی جگہ فائشل کالکٹر رہتے

اور کشتہ کے نیچے اکثر ضلعوں میں حاکم ضلع ڈپٹی کمشنر کو ملا تے ہیں کلکتہ
سندراج بمبئی میں انگریزوں پر نا لاشات سننے کے واسطے عبد الہ
سپریم کورٹ مقرر ہر کلکتہ سندراج بمبئی ان تین احاطوں کی واسطے کمانڈر انچیف
ولایت سے مقرر ہو کر آتے ہیں لیکن کلکتہ والا کمانڈر انچیف ورنون پرنسپل
ہو اسوقت ہندوستان میں فوج گورہ اتھی ہزار تھے کم نہیں تھے قسط

رونق تمان

سرکار کے عمل سے جا بجا شرک اور ریل اور تار برقی اور چوکی تھانہ اور ہندی
اور آمد رفت بلاندراحت اور اجارے کشتی و جہاز و نہر اور انتظام ملک
کے امین اور دارالشفاء و مطابع اور اخبار و زبان اور انگریزی اور
مدرسہ اور ڈاک اور معانی محضولات اکثر اشیاء سے اب ہندوین
رونق اور امن و آسائش بدرجہ ہمزادہ ہر نہایت کی بھی ترقی ہو گئی
کیفیت سرکاری علاقوں تک ہر جواڑوں کا حال کم کم بدلا ہے اور
روز بروز بدلتا جاتا ہے چونکہ اکثر تجارت اہل یوزب کے ہاتھ میں ہے اور
اشیاء کی لایتی کے آگے شہابی ہند بقدر ہو گئیں سولے اسکے ہند
میں نوکرئی پیشہ بہت لوگ ہیں جو اکثر بیگار میں اسی وجہ سے تمام شہر
ہند کے صورتہ آسودگی کا حقہ نہیں دیکھتے مالدار اور امرالوگ تن پرور

اور عیاشی کے سبب اپنے دخل و خرچ کا انتظام کم کرتے ہیں اس وجہ سے جلد تباہ ہو جاتے ہیں فقط

جدول ریاستہائے ہندوستانی

سلسلہ	نام ریاست	پیشگی رقم	اموال	کینیت
۱	اردو پور	۱۱۶۰۰	۱۲ لاکھ ۵۰ ہزار	ریاست قدیم برہم پور اور ان کے پڑوسیوں کی زمینیں
۲	الہور	۳۵۰۰	۸ لاکھ	والی ریاست جہان سرکار ستاس سال نشینی واقع ریاست مومس واقع راجستان
۳	اندور	۸۰۰۰	۱۲ لاکھ	انتظام اچھا والی پوشیار
۴	لجپت گڑھ	۰	۳ لاکھ ۲۵ ہزار	واقع بندیل کھنڈ
۵	ارچھا	۰	۷ لاکھ	ایضا صدر شری ہر
۶	پانسوار	۱۵۰	۲ لاکھ	جنوب اودے پور
۷	برودھ	۲۴۰۰۰	۷۰ لاکھ	ملک مذخیر اور آباد والی مائل و صاحب ہٹار
۸	بسر	۰	۱ لاکھ	
۹	بیجاوند	۰	۱۲ لاکھ ۲۵ ہزار	واقع بندیل کھنڈ
۱۰	ہندی	۲۲۰۰	۶ لاکھ	شہر لائی ہر اور گڑھی دیا کی مشہور
۱۱	بہاولپور	۲۰۰۰۰	۲۵ لاکھ	انتظام خیریت والی حال میدا مغز

نمبر	نام ریاست	وسعت مربع	آمدنی لاکھ	کیفیت
۱۲	بھوپال	۷۰۰۰	۲۵ لکھ	والیہ ٹربی عاقل و ہوشیار نظام قابل تعریف
۱۳	بھرت پور	۲۰۰۰	۲۰ لکھ	ملک آباد والی صغیر سن
۱۴	بیکانیر	۱۷۰۰۰	۲۰ لکھ	والیہ منذب اور لائق و نام آور
۱۵	پٹیالا	۵۰۰۰	۲۵ لکھ	ملک آباد و حیت آسودہ و ہمارے لائق والی شہر
۱۶	پنا	۰	۳۷ لکھ	ہیرے کی عمدہ کان یہیں ہے
۱۷	پرتاب گڑھ	۱۵۰۰	۲۰ لکھ	شجر کی آب سراب
۱۸	ترپور انکوڑو	۵۰۰۰	۲۷ لکھ	ملک سیر حاصل زرد ریزہ
۱۹	ٹونک	۱۸۰۰	۱۰ لکھ	حاکم حال بہت دیندار و تشرع
۲۰	جودھپور	۲۵۰۰۰	۷ لکھ	باشندے یہاں کے افیونی اور والی شوقین خوش اوقات انتظام و ہمارے سہی
۲۱	جی پور	۱۵۰۰۰	۸۵ لکھ	والیہ عاقل و ہوشیار و لائق انتظامیت
۲۲	جیسلمیر	۱۲۰۰۰	۱ لکھ	شہر آجائے باشندے کم
۲۳	جیند	۰	۵ لکھ	والیہ مہر و منتظم ہمارے اچھے
۲۴	چارکھائی	۰	۲۷ لکھ	عرف چرکھڑی والی صغیر سن
۲۵	چتر پور	۰	۳ لکھ	
۲۶	جہان پور	۰	۵ لکھ	آب و ہوا صلی علی

نمبر	نام راست	دستخط	آمدنی سال	کیفیت
۳۵	دو تیا	۰۰	۱۰۰	واقعہ تبدیل کنندہ
۳۸	دھارا	۱۰۰۰	۱۰۰	دارالحکومتہ اجایع و باجی رادپشوا والی پرنس
۳۹	دھول پٹ	۱۹۲۵	۷۰	انتظام واپار سببی والی خاف و لیمنہ قابل
۴۰	دیو اکسن	۰۰	۱۰۰	محلات قلعہ و دیو پٹا و دیو پٹا جیسین متا پٹیل میجر
۴۱	دو نگریو	۱۰۰۰	۱۰۰	محکمہ پینڈ سنگ مرمر قابل دید
۴۲	دیوان	۱۰۰۰	۱۰۰	انتظام منیت اہلکار کم والی عالی نش مجاز
۴۳	رامچند	۷۰۰	۱۰۰	محکمہ سیراب سیر حاصل انتظام چشتی قابل محکمہ
۴۴	سازتہ پٹی	۱۰۰۰	۱۰۰	محکمہ کوہ و جنگل و بیٹر تسلط سرکار راجا کو بعد
۴۵	سروہی	۳۷۰۰	۱۰۰	سروہی کی تلوار شہرہ
۴۶	استخفر	۰	۱۰۰	واقعہ تبدیل کنندہ
۴۷	شکر	۱۹۰۰	۱۰۰	کوہ دار جنگ مشہور و مذہب بہ ہادی بک
۴۸	فرید کوٹ	۰	۱۰۰	قریب فرید پور پنجاب
۴۹	قروٹی	۱۹۰۰	۵۰۰۰	والی صاحب حوصلہ
۵۰	کھاروار	۱۹۰۰	۱۰۰	صدر بلا سپورہ مالہ پنجاب کوہ پرخشا و گشتا
۵۱	کیو تھلا	۰	۱۰۰	محکمہ آب و حریت شاہ و اہلکار خیر خواہی و اہلکار

کیفیت

سلا	نام ریت	دست پیک	آندنی ماٹ
۴۲	کچھی	۲۰۰۰	۸ لکھ
۴۳	کشیہ جھو	۲۵۰۰	۵۰ لکھ
۴۴	کشنگڑہ	۷۰۰	۲ لکھ
۴۵	کوٹا	۶۵۰۰	۳۵ لکھ
۴۶	کوچی	۲۰۰۰	۵ لکھ
۴۷	گولا پور	۲۵۰۰	۵ لکھ
۴۸	گوالیر	۳۳۰۰	۸ لکھ
۴۹	گھڑاں	۲۵۰۰	۱ لکھ
۵۰	مایر کوٹھ		۲ لکھ
۵۱	منی پور	۷۵۰۰	۱ لکھ
۵۲	میسور	۳۷۰۰	۷ لکھ
۵۳	ناجھہ	۵۵۰۰	۷ لکھ
۵۴	نیپال	۷۰۰۰	۳۰ لکھ

جنگل و جھیل آب شور برسات عالم آب پیر جھیل گنگا
والی عاقل الحاکم سرکار خیر خواہ ملک آباد عایشاد
ثبث اولاد ظالم سنگھ کو حسے نابالغی ہاجا کیم
کیا سیر کرنے ملا دیادہ جھالرا پائین مین
عرف کوچین باب تحت سرکار یہ شہر اور کوٹا
کے محلات عمدہ
کوہستان مین لب دنیا ہو
علاوہ جاگیر اسکے والدہ زریہ علیہ آسودہ کیا آب جنگل پوری
والی بدینہ اثر اللہ صاحب افواج جھیل الحاکم
محمد بابر کوہستان
قدیم خاندان ہے
باشندہ معتقد دیوی بہنہ جنگلی کو کثیر تسلط
تسلط سرکار
والی عاقل یہ راج پنجاب مین ہے
سرکار سے عہد نامہ وکاشتی ہے

پورا پنہا ہے ہندو عموماً کتب سنسکرت کے مستنبط ہے کہ قدیم ہی نام اسکا اور
 کوشل ہے اور تہذیب کی یاد دی منوجی موجد اصول مہرم شاستر سے بتائی ہیں
 اور مقرر شاہی اور انگریزی میں صوبہ اور دکھا جاتا ہے اور قدیم سادہ معنی
 مقام اجمود ہیا دار الامارۃ و حاکم نشین رہا اور ہندو لوگ مولود دار السلطنت
 ہمارا جہ رام چندر جی سے خاص اودہ اور اسکے مضافات کو ایک حمایت
 جانتے ہیں عہد سلطنت ہمارا جہ رام چندر میں اودہ کا دار السلطنت اجمود ہیا
 تھا کہ جیسا طول ایک سو اٹھائیس کوس اور عرض چالیس کوس تھا یہ ملک بسبب کثرت ویرا
 اور ندیوں کے ہندوستان کا گویا ایک مانج تھا کثرت آبادی و جمعیت
 و مردم شماری و پیداواری و آمدنی میں ہندوستان کی اور ہلا د سے
 جو اکثر مقابلہ ہوا سب باتوں میں صوبہ اور کو ترجیح رہی پہاڑ بالکل نہیں
 زمین ہوا اس ملک میں لاجورد کی کان ہے اور یہاں کا لاجورد نہایت
 عمدہ اور صاف ہے۔

زراعت یہاں کی خشک چانول افیون تو مشہور ہے باقی ہر قسم کی پیداوار
 اور پھول پل افرون اور زائد اب انگریزی ناسے میں تل روئی افیون
 کی زراعت کثرت سے ہو چکی ہے قبل تسلط اہل اسلام بطور خود ہیا
 لوگ اپنا گذران قناعت سے کرتے تھے انقلاب عہد ابوریون سے

کچھ پہل چل ہوتی رہی علی الخصوص اخیر زمانہ تموریہ میں بہت بڑا نشیب و فراز
 ہوا جو نواز بخون سے خود معلوم ہوگا اب عہد انگریزی میں ہر ضلع تعلقہ دار
 میں ایسا بندوبست ہو گیا ہے کہ سرکار کو اب کسی نوع کا دفعہ نہیں اور
 ہمیشہ سے اس ملک میں معافی اور سبکدہی بہت ہے کہ اس سے
 گذارہ یہاں کی خلافی کا ہوتا تھا دعا گو حاکم وقت رہتے تھے اور اپنی قسم
 کے کمالات حاصل کرتے تھے اب اکثر معافیان اور جاگیرین میں حیا
 ہین بڑے دیا و ندیان اس ملک کے یہ شمار کیے گئے ہیں گنگا گنگا
 گوشتی راستی سر جو و چو کا اور یہی بعض ندیاں ہیں جو بارہون میں سے روا
 رہتی ہیں مالگزار می کا بندوبست عہد شاہی میں اور اس زمانے میں
 بھی نصفی کا ہے اور اب بندوبست پختہ ہی کئی ضلعوں میں ہو گیا تو یہ
 قریب قریب ہے بندوبست بحال ہے رعایا اور ملک کی آبادی
 اور بہتری ملائم بندوبست کے سبب سے منظور ہے۔ محاصل ہنگا
 اگرچہ پختہ ڈیرہ کدور کا عہد شاہی میں مشہور ہے مگر یہی ایک کروڑی
 خزانہ نہوا گراب جو مالگزاری کا بندوبست سرسری کیا گیا ہے البتہ قریب
 ایک کروڑ ۲ لاکھ ہے جو اسے اسکے اور آمدنی ملا کر کل مبلغ ایک کروڑ ۲۵
 اس قدر ہیں اس ملک میں اب سرکاری فوج بھی اکثر ہے اور پولیس کے
 بندوبست سے جنگی سپاہ کو زیادہ تر امداد اور کام کے دینے کی ضرورت

نہیں ہوتی۔ اس نام سے زمین داران حکومت لکھنؤ کی حدود میں اور تہ
 کی طرف نیپال کی ترائی ہے اور دکن لکھنؤ اور سپار کا پور کا ضلع جاب
 شرق گو رکھ پور اور چونپور اور غرب فرخ آباد اور شاہجان پور۔ اس ملک
 میں قبل مسیح مہم چار کشتری تھیں اب صرف تین کشتری رہ گئیں لکھنؤ
 خیر آباد فیض آباد ان تینوں کشتری کے ضلع ضلع کی مختصر کیفیت
 ہے قسمت لکھنؤ کا پہلا ضلع

لکھنؤ

پندرہ ضلع داران حکومت اس صوبے کا ہے یہ شہر آب گوتی دکن روپہ
 آباد ہے گوتی کو دونوں طرف آبادی سے تخمیناً تین لاکھ آدمی کی
 بستی ہے ۴۸ درجہ ۱۰ دقیقہ اور عرض ۸۰ درجہ ۵۰ دقیقہ پہنچ طول
 میں دارالامانہ کلکتے سے گوشہ شمال اور مغرب کی طرف بسا ہوا ہے۔
 اصل نام اسکا لکھش ناوتی بتلاتے ہیں۔ اور بعضے لوگ ایسا ہی کہتے
 ہیں کہ نیمشالہ جہان موت جی مہاٹھ ہزار متیوتوں یعنی زایدوں کے
 ہاتھ جلسے میں پران سناتے تھے اسی مقام پر پتا اصل نام اسکا لکھش
 ناوتی ہے۔ اور بعضے کہیں پور کہتے ہیں اصل دونوں کی ایک ہی ہے
 یعنی مہاراج کہیں برابر خرد راجہ رام چندر جی نے بسایا شہر لکھنؤ کی دار الحکومت
 ہونی کا دعویٰ ہر چند جلوس نواب صفا کدوانہ سے ہے جسکو عرصہ آستی بریکا

ہوا ہے مگر مدت عید سے یہ شہر از بس عظیم اور مشہور شہر ہے اور وہ سے
 تہا فی زمانہ جہاں شہر لکھنؤ آباد ہے اس مقام پر ۱۶ دیہات آباد تھے
 جنکے نام اسبابے محلات سے جو ان کی جگہ آباد ہیں منہوم ہوتے ہیں
 اور باقی دیہات کے نام و نشان مفقود ہو گئے ہیں اور بجز کتب قدیمہ
 اور کسی علامت سے ان کے نام دریافت ہو نہیں سکتے نام شہر لکھنؤ وہ
 بلند مقام متصل علی پور کے ہے جہاں ایک مسجد نامہ در شاہ پیر محمد صاحب
 موجود ہے اور جس کو بنام پچھن ٹیلہ مشہور کرتے ہیں اس جانب یعنی پنجاب
 ٹیلہ مذکور کے ایک گاؤں بنام پچھن پور آباد تھا اور اسی گاؤں کے
 نام سے یہ شہر لکھنؤ مشہور ہوا۔ ایک قدیم روایت ہے کہ شہر اچودھیا
 جبکہ خاندان راجپوتان سورج پٹنئی اس شہر میں حکمران تھے ایسا بڑا
 وسیع شہر تھا کہ آبادی شہر اچودھیا سے جواب آباد ہے شہر لکھنؤ تک
 بلکہ فاصلہ آباد تھا۔ یہ روایت اس وجہ سے قرین قیاس ہو سکتی ہے
 کہ پچھن جی جو آیا دکنڈہ پچھن پور کے تھے بھائی سری رام چند کے تھے
 جنہوں نے اچودھیا کو آباد کیا تھا اور یہ دونوں بھائی کبھی جدا نہ ہوئے
 تھے اس نظر سے ظن غالب ہے کہ دونوں نے آبادی اپنے اپنے
 شہر کی متصل ایک دوسرے سے کی ہو غالب ہے کہ آبادی پچھن
 کی رہنمون کی تھی اور چند خاندان شیخ جو تیسرا عزمین ہمراہ فوج سپاہ

خانہ تہ تیہان برادر دادہ محمود و غوثی لکھنؤ مغلوب کر کے خود اس کے ملک پر
 تسلط ہو گئے تھے اس وقت میں اہل اسلام اس ملک میں آئے تھے
 گلاب ہر ایک خاندان اہل مذہم بیان کرتا ہے کہ وہ ہمراہ فرج پسر سالار
 یہاں آئے ظاہر ان کی تہذیب اور قیام اس ملک میں بتدریج ہوا ہوا و زلیلا
 کہ تھوہر کے عرصے سے آبادی ان کی یہاں قرار پائی جو یہ خاندان شیخ
 جو ہمراہ پسر سالار کے آیا تھا انہوں نے ملک میں بڑی عظمت و شان
 پیدا کی یہاں تک کہ فرج میں سے اس کے خاندان کے کئی شخص علاقہ مغربی
 پر مہمان ہو گئے تھے اہل دل لوگوں نے جو یہ تہذیب قلعے کی کری اور یہ
 قلعہ اس کا مہر بہت مشہور ہوا اور یہ قلعہ اس مقام پر تعمیر کیا گیا تھا جہاں سے
 قلعہ بھی ہوں مشہور ہے۔ اور روایت اس طرح مشہور ہے کہ اس کی تعمیر
 اہیر کے ذمے تھی جہاں نام لکھنا تھا اس وجہ سے اس کو قلعہ لکھنا کہتے
 تھے اور چونکہ یہ خاندان شیخ بہت ذی تہ تھا اور کثرت اشخاص و زمین
 شی اس لیے اس کے گورنر میں اکثر آبادی ہو گئی اور یہ دونوں آبادی
 کے نام بھی چھین دیے اور لکھنا کے نام سے مخلوط ہو کر لکھنؤ ہو گیا البتہ یہ امر
 تحقیق معلوم نہیں ہوتا کہ یہ نام لکھنؤ اس آبادی کا کیا تھا اگر وہیں تک
 نہیں کہ یہ آبادی قبل از ہندو اکبر شاہ بنام لکھنؤ مشہور تھی شیخان لکھنؤ ایک تہذیب
 اثبات ہنگی اس شہر کا بیان کرتے ہیں کہ جب شہزادہ عزمین ہمایون بادشاہ

واسطے جنگ تیر شاہ پادشاہ جو پور کے جو بعد از ان تہنشاہ دہلی ہو گیا اور جو
 اور اٹھائے اور میں اہتمام لکھنؤ چار گھنٹے استراحت فرمائی تھی باوجود اسکے کہ
 فوج شکست خوردہ و دل شکستہ تھی اور ایسے وقت میں جہاں بھی فرمانروا ہوں
 رہتی مگر تاہم اس عرصے قلیل میں فوج مذکورہ نے واسطے تہنشاہ کے دستیار
 رہا یہ اور چچا اس اس سب بہم پہنچا ہے تھے اس قصے میں ہر چند مبالغہ ہو
 مگر یہ بات ظاہر ہے کہ اس زمانے میں ہی شہر لکھنؤ آباد و مالدار رہتا عرض کہ
 زمانہ نصف الدولہ سے تا عہد و احد علی شاہ آبادی بہت ہی گئی بلکہ کسی زمانے
 میں آدمیوں کا بن مشہور تھا اور عہد سلطنت میں پانچ لاکھ سے زیادہ سکونت
 پاتے تھے اس شہر میں کشتی رانین بہت سے کڑے اور ٹولے اور
 محل آباد ہیں جن محلے میں شیخ مینا صاحب کی درگاہ تھی اب وہ محلہ تو سالم
 ہو گیا لیکن درگاہ موجود ہے اکثر لوگ بچھینے کو فاتحہ کے واسطے وہاں جاتی ہیں
 سوال اسکے اور یہی یارت گاہ اہل ہنود و اہل سلام کی ہیں جسکی تفصیل طول
 — باغات اس شہر میں اکثر اور میو جات ہر قسم کے نہایت عمدہ انب و خربزہ
 اور کوئے مشہور ہیں — کوپے یہاں کے تنگ اور غلیظ گھراں صفائی
 شہر کے لیے کیڑی سے تدارک ہوتا جاتا ہے اور اب ٹرکین بھی وسیع اور
 فراخ بخلی ہیں اور کھلتی جاتی ہیں اور اب بھی اس ٹوٹی پھوٹی حالت پر شہر کو
 کسی بلند مقام سے دیکھا جائے تو جہانک نظر جائے وہاں تک رخت

بلخ میں آگیا اور عالی شان مکانات اور بعض جاہلیہ عمارتیں ہوتی سنہری سیان
 نظر آتی ہیں۔ حسین آباد اور چون میں اپنی رونق ہوتی ہے۔ غلہ
 شاہی میں حجاموں کے گھر کے دروازے پر دو شاخے اور احوال خورون کے
 پائون میں ماسی جوتی موجود ہے جس کے گھر میں چوبیسے پر تو اپنی رہتا ہے
 یعنی ہزارین بستے پرستے تھے لہذا تو اس شہر کا مشہور اور اہم ہے کہ
 بیان کے افراد و سادہ اہل و عاقل اسے شہر کی شان و شوکت کچھ
 نہیں سمجھتے مگر اسے مانتی ہے شہر قسطنطنیہ کی عین موجودگی
 غلط فہمی اسے پہلے پانچ شاہی مکانات کے بڑی طعناں میں بھی تھیں
 فریہ اور سجادت اور دیگر انسان کی محفل رنگ ہوتی تھی جہاں کوئل
 اور دیگر مخلوقات کا کیا بیان ہو تو حیرت انگیز کی شان و شوکت اس
 عیان ہو تو قسطنطنیہ کا کمال منزل اور شہر میں محل میں حسین آباد
 کتب خانہ ہے لائن دیدہ ہے اب بھی جو کچھ مسامری اور ہندی سے محفوظ ہے
 جیسا کہ ان اشرافین زیر کیفیت مکانات اس کے درج ہو گا قابل دیدہ ہیں۔
 محرم میان کا مشہور عالم ہے لام باطیہ ایام محرم میں نور کے قسطنطنیہ
 سب سے ہیں خصوصاً خسیں بابو لوگ لکھتے تھے کہ تراش و خراش بول چال
 میں پوشیدہ کی زبان کو اپنے برابر نہیں جانتے بلکہ غموما اتفاق
 کہ جیسا یورپ میں فریج ویسا ہی ہند میں لکھتے ہیں وہی بہت کثرت

سے ہوتے ہیں مثل عیش باغ اٹھو کا میلہ سورج کندہ گونچدی اور باقی حال
 باشندوں کا آخر میں لکھا جائیگا اس ضلع میں اگرچہ جو سٹے چھوٹے
 قصبے بہت ہیں مگر کاکورمی کرسی قلعہ آباد کاکورمی کے مسلمان رئیس
 برٹس نے نامور خدمات سرکاری پر اکثر جگہ ممتاز اور عموماً اس قصبے کے
 لوگ قادی جوبی میں عبادت کمال رکھتے ہیں نواح شہر کی زمینداری میں
 اللہ فائدہ آمدنی سرکاری و سبزی کی بہت زیادہ اور ہر موسم کی چیز
 فصل سے آگے اس شہر میں اگر فروخت ہوتی ہیں دار الحکومت عمل
 انگریزی میں بہتور لکھنؤ ہی قرار پایا صاحب چیت کشتہ بہت سارے ہی
 جگہ پشرفین رکھتے ہیں اس ضلع کے قلعہ واریہ اکثر شہر کی خرید کی کے
 سب سے خوش وضع و رنگت ہیں اس میں اس ضلع کی اوسط
 درجے کی ہے۔ حضور تحصیل لکھنؤ کرسی موہن لال گنج آباد

یہ چار تحصیل ہیں۔

دریا باؤں میں زراعت دریا باؤ

اس کا صدر مقام لکھنؤ سے ۲۵ میل فاصلے پر ہے۔ ایک قصبہ
موجود ہے اب ایک سرائے نچتہ نئی زیر اہتمام انکاران سرکاری تعمیر
رہی ہے۔ آب و ہوا اس ضلع کی بہت اچھی زراعت پر فلاح ہے
تعلقہ درجہ اس ضلع کے نامی گرامی رعایا خوش اور اکثر تعلقہ دار
اہل ایلہم سے ہیں جنگل کم ندیان اور پھیل سے سارا ضلع سیراب
اور ہر مقام سیرکھین ایک میلہ بھی ہر سال ہوتا ہے اور اب لکھنؤ سے
فرمان گنج ہوتے ہوئے فیض آباد تک ٹرک نچتہ طیارہ چلتی ہے اور
ایک اسکول بھی زیر اہتمام ضلع کے جاری ہے اور اس ضلع میں
تحصیل ہائے مفصلہ ذیل ہیں۔ فرمان گنج خصوصاً تحصیل ردولی
دریا باؤ رام نگر +

میرا ضلع رائے بریلی

یہ مقام لکھنؤ سے ۵۵ میل جانب مشرق مائل جنوب واقع ہے قصبہ
پرانا مکانات کمنہ اور یہ ضلع قبل از تجویز جدید مقام کشتری عبودارہ
بھی رہا زمین عموماً اچھی اور ہر طرح کی قابلیت زراعت اور تعلقہ دار
بڑے بڑے ہیں اور آسودہ اور مرلہ احوال میں لیکن منہ و کمر

راجپوت کثرت سے ہیں شاہزادہ سہدیو سنگہ خلع ہر دار شیر سنگہ
 ہمارا راجہ پنجاب کو اس ضلع میں جاگیر عطا ہوئی ہے اس لیے وہ بھی
 یہاں رہتے ہیں اور بعض بعض انگریز جو اس ضلع میں تعلقدار
 ہیں انھوں نے نیل اور پنبہ کی زراعت میں توجہ کی ہے
 اسے بریلی دکنو ہمارا حیدر گڑھ یہ چار تحصیل ہیں *

چوتھا اڈنام

لکھنؤ سے ۴۰ میل جنوب اسکے گنگا دکنے پار کانپور ہے
 صدر مقام اسکا اڈنام ہے بندوبست پختہ سے زفاہ رعایا برابرا
 ہوا ہے تعلقہ داری بہت کم مندر مسلمان کی آبادی ہے برہمن اور
 راجپوت زیادہ ہیں عموماً اوسط درجہ کی زمین خاص مقام اڈنام
 شیخون کا آباد کیا ہے شاید یہ پرانے خاندان شیخون سے ہیں
 اب بھی ان کے خاندان سے لوگ موجود ہیں اس ضلع کا انتظام
 بہت اچھا اور رعایا کمال خوش حضور تحصیل اڈنام نواب گج
 پوروا صفی پور یہ چار تحصیل ہیں *

قسمت خیر آباد

ضلع ہردوئی

مقام ضلع کا خاص ہر دوئی لکھنؤ سے پہلے ہے ضلع بہت وسیع ہے
 جدید بنی علی ملحق ہیں فرخ آباد اور جنوبی حد گنگا سے ملتی ہے ضلع
 کی زمین متوسط آدمی بھی عمدہ ہے اور مانگر جان کے طور مشہور
 ہیں اسی ضلع میں واقع ہے اس ضلع میں اچھے اچھے قلعے
 بلکہ بطور شہر آباد ہیں سندیلہ بلگرام شاہ آباد گویا کوٹہ
 لیکن ضلع کا دار الحکومت بہت خراب موقع پر آباد ہے اہل علم
 کو بوجہ نہ ہونے گہرے تکلیف موتی ہے لیکن اب آباد ہوتا
 جاتا ہے جنگل بھی اکثر واقع ہیں اور بہت کچھ بنیام بھی ہو گئے
 اور زمین آبادی ہوتی جاتی ہے سندھو دیوان دوہون دیوان
 کے رئیس اعظم تعلقہ دار ہیں چودہری شمیم علی رئیس سندیلہ
 اور راجہ پردیو بخش کشیاری کے بڑے عالی شان اور نامور ہیں
 سوا ان کے اور اور بھی رئیس تعلقہ دار خصوصاً اہل اسلام سے
 زیادہ تر ہا وضع اور پر تکلف ہیں اب اس ضلع میں
 حاکم ضلع کے اہتمام سے اجا ہے اور ترقی پر ہے ہمدرد
 اور مدرسوں کی لیاقت قابل تعریف ہر دوئی حضور تحصیل
 شاہ آباد سندیلہ بلگرام یہ چار تحصیل ہیں *

دوسرا سیٹاپور

مقام دارالحکومت کشنری و ضلع کاسہ خیر آباد سے جانب شمالی
۶ میل تک فاصلہ ہے ۶۰ میل ہے حکام کی نیک نیتی سے اس ضلع
میں یوں فیوفا برکت ہے قلعہ دار اور رئیس قدیمی سے یہ ضلع
گلزار ہے زمین بہت اچھی گنجائشی کمی قصبہ نامی مثل خیر آباد
بارہی بسوان راتپور اور ضلع کے صدر مقام سے کچھ فاصلے
پر مگر کھ اور اسکے قریب نیمسارمین یہ دونوں مقام متبرک
اور پرانے ہیں اور نیمسارن وہ مقام ہے جہاں سوت جی نے
پوران سنایا گومتی اور اسکے تلے بہتی ہے اسکے نزدیک ایک حص
یر خدا ورت نام کا ہے اسکا پانی اندر ہی اندر جوش کھا کر ایسا چکر
کھاتا ہے کہ آدمی کو مقدور نہیں کہ او سمین غوطہ لگا سکے یہی
وہ مقام منود کے نزدیک ہے کہ انقلابات زمانہ سے جب بید
اور پرتھویان علوم و فنون کی جو ضائع ہو گئیں تھیں اس مقام
پر انکی آرسر نو ایجاد ہوئی اور حضرات خدیت کشیش پاک باطنوں
کی رہنمائی سے پھر علوم اور پرانی سنسکرت کی پرتھویوں کا ظہور
ہو گیا اور اسکے قریب ایک سرخسہ ہے کہ وہ گومتی میں ملتا ہے
ایک گز چوڑا اور چار انڈر گل گہرا ہے جب برہمن پوجا کرتے چانوں

اور ہون کا سامان اور زمین چھوڑنے ہیں اور مکا نشان زمین ملتا
 اور بھی اکثر عقائد غریبی کی وجہ سے یاقین مشہور ہیں نمیاں
 مصر کھجہ کا ہر سال میں جب کوئی پر بوجا میلہ ہوتا ہے اور
 معمولی میلہ ہر سال بڑی دھوم سے ہوتا ہے کئی سال سے
 ہاکم صلح اور صاحب کشتی غنایت سے خیر آباد کے مقام پر ایک
 میلہ ہوتا ہے اس میں گھوڑے اور مویشی کثرت سے لگنے کو
 آتے ہیں اور یہ قصبہ خیر آباد بہت قدیمی اور اکثر رئیس سیک
 نامور اور سرکاری خدمتوں پر نامور ہیں مکا خیاط کا امام بارہ
 مشہور ہے فیکر کی زراعت بہت اور کئی مقاموں پر کھنڈ سال
 بھی سہنے بسوان میں قالین بنائے جاتے ہیں اور تاکو بھی اچھا
 ہوتا ہے اور محمود آباد کی ریاست اس ضلع میں بڑی ہے۔
 چار تحصیل کے مقام ہیں حضور تحصیل سیتا پور بسوان
 باری مصر کھجہ

تیسرا لکھنؤ پور

لکھنؤ سے فاصلہ تقریباً ۶۰ میل سیتا پور کے اور ۲۴ میل پر
 دارالحکومت ضلع ہے شمالی اور غرب میں بہت بڑی حد داسکی
 پیلی بحیثیت اور شاہجہان پور اور بریلی اور شرق میں مہراج

اور دریا باد کا ضلع سب سے تعلق دار اور راجہ پور اس نے پور اس نے ہین
 زمین متوسط خبگل بکثرت اور شکاری جانور اس خبگل میں بہت
 اور جانب شمالی ضلع میں بیماری ہمیشہ رہتی ہے اور کوکرنات
 عبادیو کا مقام اس ضلع میں بہت متبرک گنا جاتا کو وسیع ہی ایک
 سال میں ہوتے ہین اور متقد صد ہا کو س سے آتے ہین
 حضور تحصیل لکھیم پور علی گنج محمدی یہ تین تحصیل ہین +

چوتھا بہرائچ

لکھنؤ سے بسا صلبہ ہیمیل او ترکی جانب ہے اس ضلع میں
 بڑا علاقہ تعلقہ داری راجہ کپور تھلہ یعنی علاقہ بونڈی و درگا پور
 اور بھی بڑے بڑے تعلقہ در ہین حدود شمالی اس ضلع کی نیپاں سے
 ملتی ہوئی ہین یہ ضلع گھاگھرا اور اپتی ندیوں کی وجہ سے
 بالکل سیراب خبگل کی کثرت مگر نہ بھی بہت ہے اور پیداوار کی
 سب قسم کی ہے لیکن دھان بکثرت پیدا ہوتا ہے سرسہ
 اس ضلع کے تلے بہتی ہے سیدالارہ سو و غازی کی درگاہ اور
 رجب سالار کا مقبرہ اسی جگہ ہے سنتے ہین کہ رجب سالار
 تغلق شاہ کو بھائی تھے اور سیدالارہ سو و غازی کے حال میں اختلاف
 ہے صحیح قول یہ ہے کہ قوم کرشید لیکن سلطان محمود غزنوی سے

بھی قرابت رکھتے تھے اور بعض کا یہ قول ہے کہ چچان ستنے کیشن شہید
 ہوئے غرض درگاہ اونکی اہل عالم کی زیارت گاہ ہے سال میں ایک بار
 میلا ہوتا ہے دور و دور سے لوگ مینائی کے ہمراہ آتے ہیں کتنے ہی
 سیاح بیوپاری بھی آتے ہیں اقوام اور زلال لال لال نیرون کے ساتھ
 ہزاروں ڈوفالی گاتے بجاتے ساتھ لیکر اپنی اپنی مقیموں سے نکلتے
 ہیں عرض جلیجھ کا پہلا اتوار اس میلے کا دن ہے عقائد مذہبی و جاہلی
 سے معتقدین انواع و اقسام کی حرکات سے اس میلے میں شریک
 ہونے ہیں صدر تحصیل بہرائچ حاتم پور نان پارہ یمن
 مقام ہیں +

تیسری کشنری فیض آباد

پہلا گونڈہ

دارالحکومت ضلع کا ہے لکھنؤ سے فاصلہ ۶۰ میل فیض آباد سے
 ۲۴ میل شمالی ہے۔ گھاگرا کے کنارے کنارے ضلع گورکھپور
 تک آباد ہے پیداوار ہر قسم روئی و نیل کی زراعت کے لائق
 زمین بہت ہے ہمارا جو گجے سنگ صاحب بہادر بلرام پور کا
 نعلقہ اسی ضلع میں اور ایک حصہ تعلقداری ہمارا جو بانسنگ صاحب
 بہادر قائم خاں یعنی علاقہ تلسی پور بھی ہے۔ جنگل آبادہ بھی ہے

پڑے پڑے تعلیقہ موسے ہمارا جہ بلہام پور و ہمارا جہ مانسنگہ صاحب
 بناد کے بہت کم ہیں آب و ہوا اچھی و مفرح ہے ۔ یہ مقامات
 تحصیل ہیں ۔ حضور تحصیل گوندہ ۔ او ترولہ سعد اللہ نگر طبرگنج

فیض آباد

لکھنؤ سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ضلع کا دارالحکومت لب گھا گھرا
 واقع ہے پڑانا شہر دارالامارتہ اودہ مقام نمگلہ کے نام سے
 سو کوس کے فاصلہ پر آباد ہے یہ مقام ہندوؤں کے عقائد میں
 بڑا متبرک ہے دیس دیس کے مذہبی معتقد اس مقام پر آتے
 ہیں کیونکہ مولد و دارالحکومت ہمارا جہ رام چند جی کا ہے متافضون
 کی اب بھی کثرت ہے ہنومان گرٹھی اسی مقام پر ہے اب سرکا
 سے مذہبی امور میں مراعات ہیں ہر سال رام نو می یعنی چیت
 کی نو می کو بڑا ہی میلہ ہوتا ہے ہمارا جہ مانسنگہ صاحب بہادر قائم شاہ
 اور ان کے خاندان سے اکثر مقامات گھاٹ اور دیو استھان
 یادگار ہے اندون بھی ہمارا جہ صاحب کی اعانت سے اسکول
 اور ایک مدرسہ آموزش مذہبی فرائض کا جاری ہے جسکا مصارف
 ہزار روپیہ ماہوار ہے ہمارا جہ موصوف نے اپنی بہت عالی پر کیا ہے
 فیض آباد کے قریب دو بڑی قبریں ہیں طعلی اذ نکا سات سات

آٹھ آٹھ گز سے کم نہیں عوام اونکو حضرت شلیٹ اور حضرت نوشک
 فسوب کہتے ہیں اور ہر پنجشنبہ کو اکثر لوگ وہاں جا کر فاتحہ پڑھتے
 ہیں۔ اور بعضوں کے نزدیک رتن پور میں کبیر جیلا سے کی قبر
 ہے یہ شخص سلطان سکندر لودھی کے عہد میں تھا بنارس کے مقام
 میں عقائد منہود میں عبادت کرتا رہا فقرا کے نزدیک موصوف حساب
 کمال تھا چنانچہ اس کے طبعا و اکثر وہ ہر سے اہل مذاہن کے
 درویشان ہیں۔ شجاع الدولہ کے عہد کی آبادی بہت تھانے
 ہیں اور اب لکھنؤ سے ادتر کر صوبہ اودھ میں چٹھر ہے ملک پیراب
 اور ہر قسم کی پیداواری و زراعت ہوتی ہے عاراجہ مان سنگہ
 بہادر کا صدر علاقہ اس ضلع میں ہے اور یہ چار مقامات تفصیل
 ہیں فیض آباد اکبر پور دوست پور پپتی پور +

سلطان پور

یہ ضلع شرقی و جنوبی حد فیض آباد سے بمقام ۲۰ میل اور لکھنؤ
 سے بمقام ۸۰ میل واقع ہے متوسط کیفیت ضلع ہے
 اور اشخاص و رعایا اسچھے اور ریشے تعلقہ دار اس ضلع کے راجہ بادھو سنگہ
 صاحب بہادر گڑھ آٹھویں کی زمین زمین بہت اچھی قابلیت ہر قسم
 کی گومتی اور کئی ندیاں اس ضلع میں ہیں اور مقامات تفصیل

یہ مین حضور تحصیل سلطان پور ایٹھویں انھونا موہن گنج

پرتاپ گڑھ

یہ ضلع کلکتہ سے بقاصلاً ۱۲ میل واقع ہے ضلع کا دار الحکومتہ بلیا گھاٹ ہے جنوب الہ آباد شرق جو پور صوبہ بلکہ صوبہ اودھ کی شرقی حد اس ضلع کی حدود پر ختم ہے یہ ضلع سب طرح سے اچھا رعایا آباد تعلقدار شریف و خوش او بندوبست پنختہ ہوتا جاتا ہے اور یہ مقامات تحصیل مین حضور تحصیل بلیا گھاٹ پٹی بکھر بہار سلون *

انتباہ

یہ کیفیت نہایت ہی مختصر ہے دوسری کتاب مفصل حالات ملک اودھ مین عنقریب طبع ہونے والی ہے اس سے شرح معلوم ہو گا۔ عہد شاہی مین یہ انتظام اضلاع نتھا صرف سرسری طور پر نظامت کبھی چار کبھی پانچ اور اون کے نیچے کے چککہ دار ہوتے رہے اور مالگداری کا انتظام تو کبھی نتھا اب سرکاری عملداری مین ہر جگہ آبادی و زراعت کی کثرت اور فضل الہی سے تولید و تناسل حضرت نبی آدم کی بھی افزائش اللھم یو یا قیوم آمین

نواب جاوید خان بہان الملک

صوبہ داران اودھ کی ریاست کا بڑا شاہی سپہ نواب ہو گئے ہیں کہ صنفی نام
 نواب کا میر محمد امین بیٹا فیض شاہ پوری فی مائتہ دولت بہادری شاہ شہجہان آباد
 میں آیا اور محمد دولت محمد شاہ شہزادہ امین جگہ دلی میں لگا کر اودھ شاہی مقرر
 اور وقت میں اتفاقات انقلابی وقت سے متروک رہا دیا و شاہ ہو گیا بلکہ
 خدمتیں پسندیدہ اس سے کسی موقع میں آئیں کہ مترصد عہد وزارت کا تھا
 چنانچہ اس وقت میں ملکہ امیری اودھ میں ہر مقام پر پہلے انتظامیان جو زمین
 واسطے انتظام مقرر ہوئے اودھ کے کاموں پر کہ آئے اور عہدہ سابق بھی بہ طور
 رہا اس صوبہ میں اس وقت پشتہ پشت سے خاندان شیخ لڑا علی گڑھ
 جو عہد اکبر میں صوبہ دار تھے زبیر اراٹھ اس صوبہ پر قابض متصرف تھے
 بلکہ اس صوبہ کی آمدنی بالکل خورد و برد تھی اور زمانہ گانگہ کی کہ درپردہ
 سرکش ہو رہے تھے جبکہ نواب بہان الملک اس صوبہ میں پہنچا تو لگھنؤ
 میں اگر شہر اور بڑے سدا رہا ہو سستے شیخ زادوں کے کنارہ شہر میں بھی دخل
 نہ ہو سکا اور کسی زمین نگاہ نگہ نہ کے اکبری دروازے کی جنوبی جانب
 خیمہ بنی اور کوئی تدبیر موافق حال نہونی تو عیاری کو کام میں لایا شہزادہ
 رابطہ اتحاد برپا کر خیال عداوت یکدم مٹا فتنوں کے دل سے شایاں چید

سماوت خان بمان ملوک



ایک مہینہ میں تیراؤنکی دعوت کا اذن عام دیا چنانچہ وہ جمعیت کثیر سے سا
 ہزار آدمیوں کے ساتھ ہمان ہوئے یہ موقع اور قابو پا کر کہیں گا دسے سو
 افواج سواروں کے حملہ آور ہوا اور ساری جماعت کو جمع اون کے سرداروں کے
 اوسے جگہ بٹگانے لگایا اور پھر سارے صوبے میں قابض ہو کر انتظام مہات
 میں نام آور ہوا۔ ایک ذات ہے کہ شیخوں نے داب حکومت اور سیٹ
 دکن کے نیکے واسطے محلہ میں دروازے پر شمشیر بربند لگا دی تھی کہ جب پاشا
 کا صوبہ دار یا حاکم صوبہ داری اودہ پر خوار و مود ہو کر آتا تھا تو اپنی دلیری اور
 شجاعت سے اوسکو تنگ کرتے تھے اور اوس سے اوس تلوار کا
 سلام لیا کرتے تھے۔

جب برہان الملک کا قبضہ اور تصرف شہر میں کما حقہ ہوا فوراً اوس تلوار
 کو پہکوا دیا اور بعد اوسکے بے کنگے اس صوبے پر تسلط ہوا اوس زمانے
 میں چالیس لاکھ روپیہ فاصلہ صوبہ تھا اور حمد برہان الملک میں صوبے کی
 یہ حدیں تھیں۔ دکن گنگا۔ شمال دریائے رپتی و ترائی نیپال
 مشرقی محض عظیم آباد۔ مغربی شاہ آباد محض فرخ آباد اتر اتر
 شاہ جہان آباد پونچھکریعہ بنگالہ شاہ و فات پانی اور شاہ جہان آباد
 پنج محلہ یہ مکان لکھنؤ میں تیراؤنکی حکومت گاہ تھی شاید مجھی ہوں کے متصل
 واقع تھا اب نہ نام ہے نہ نشان۔

میں فن اور راجہ جی سنگھ اسکے نشانی میں کا پر دہ تھا قطعہ تار تار
 ہوئی بسدم کتاب سید عمر ادیب مرگ کر ہاتھوں اتر پڑا بیخ کی جو فکر شایان
 ہوا سال سہی اذکی شاعر قلم ذوالفقو علی کی ہمد کسی اسم ستارہ تاج سے باہر

مرزا محمد معین الملک بلقش نواب صفدر جنگ

باب اس نواب کا نواب جعفر علی خان داماد ہشیر زادہ نواب برہان الملک کا تھا
 نواب برہان الملک کی صوبہ داری نسبت اور صوبہ دار کے اودہ میں زیادہ استحکام
 سے رہی ہوا سٹے ان کے خاندان میں اس صوبے نے زیادہ ترقی
 کیڑا اور اپنا نقشہ جمایا بعد انتقال برہان الملک کے اسٹہ ہجری میں
 نواب صفدر جنگ قائم مقام برہان الملک کے حضور بہادر شاہ شاہجہان
 سے ہوا اور وزارت کا منصب بھی حاصل کیا یہ نواب پڑا ہی دلیر اور صاحب
 تدبیر تھا اور مقرب پادشاہ دہلی رہا جب احمد خان ایلی کی شورش ہندوستان
 میں ہوئی اور شہل نادر شاہ کے ہندوستان میں اگر ایک تملک ڈال دیا تھا
 ہمراہ لشکر شاہی بر قات شاہزادہ احمد صفدر جنگ نے وہ دوا شجاعت دی
 کہ اور بھی مقرب و گاہ ہوا اور بعد فتح پانیکہ شاہزادہ موصوف محمد صفدر جنگ
 دہلی کی جانب روانہ ہوا کہ راستے میں خبر وفات محمد شاہ کی معلوم ہوئی یہ خبر
 افسانہ ہوئی تھی کہ صفدر جنگ نے چتر شاہی احمد شاہ کے سر پر ہیرا پاش

نواب منصور علی خان صدیق برادر شاہ



مع اراکین در گاہ جوہر کاب شاہزادہ تھے بہون نے وزیرین تخت و تاج کی دین
 کہ اس جلد وین عمدہ وزارت حاصل ہوا لیکن اکثر ائمہ اراکین سلطنت کہ جو
 پشتہا پشت سے مقرب در گاہ تھے اس خدمت وزارت صفدر جنگ سے
 ناخوش ہوئے اور وہ پی ہتھیال صفدر جنگ تھے لیکن صفدر جنگ کا
 غرور تھا کسی دشمن کی پیش گوئی بلکہ لاکھ ہجری میں کمال دلو انگریز سے
 مخالفان ہیکو نکو فریب سے قتل کر اپنا قبضہ اور دخل کر لیا راجہ نول رائے کو
 اپنا نائب مقرر کر کے اس جگہ پر چوڑ کر خود صفدر جنگ واثہ شاہجہان آباد
 ہوا چند روز کے بعد پٹانوں نے یورش کی اور راجہ نول رائے اسی
 ہنگامے میں کام آئے اور یورش کی خبر پاتے ہی صفدر جنگ نے
 باعانت سورج مل جاٹ راجہ بہر پور و مرہٹہ وغیرہ کی جمعیت کثیر کے ساتھ
 بہر مقابلہ پٹانوں کا کیا پٹانوں کے افسر احمد خان و رستم خان برادر
 قائم جنگ کے تھے اس ہنگامے میں لاکھوں آدمی کا کشت خون ہوا
 اور رستم خان مارا گیا اور صفدر جنگ سلمٹ کو جا کر شاہجہان آباد کو پہر گیا
 اور بقیہ فوج مشکل سے جانیر ہو کر واثہ آباد ہوئی پہر او وہ اور فرخ آباد
 دونوں صوبوں میں روسیہ گم دی سے روز حشر نمودار تھا سارا ملک تالچ
 ہو گیا شہر سراسر بچ گیا وہاں کے ہما جنوں نے شہر کی حفاظت
 اور بچانیکے واسطے دو کور و روپیہ پیشکش کیا کہ روہیلون کی بدانتظامی اور

طبع نفس سے لکھنو کا انتظام جابجا اور شیخ مغل الدین نے اپنے قبضے اور تصرف میں کر لیا
 ساکنان لکھنو اور نواح اس کے لئے اگر پٹانوں کو تہ تیغ کیا اور علاقہ تجات پر سبھو بی
 مسلط ہو گئے اور صفدر جنگ کو اطلاع دی کہ یہ وقت ہے کہ وہ بہیلون سے
 عوض لیجے چنانچہ صفدر جنگ نے باجوہ بہاؤ و مدار کو جمعیت کثیر اتنی ہزار لاکھ
 میں تھی اور کئی سو سے لکھو خان وغیرہ بہیلون فرخ آباد کے لاس مار گئے یا اور کر
 خویہی خیمہ اور مرہٹوں سے کہ معاون صفدر جنگ تھے اور واسطے صلح کر اپنے
 احمد خان و مہیلے کے صفدر جنگ سے دونوں طرف سے دو کروڑ روپیے نقد پاسے اور
 ملک کو لوٹ گئے اور اللہ آباد اور دہ کے صوبے کا انتظام و تسلط خاطر خواہ کر کے صفدر
 پیر شاہ جہان آباد کو لوٹ گیا بسکہ اگر الین سلطنت اعلیٰ خسروی بادشاہ نے صفدر جنگ
 کی طرف سے بادشاہ کو آشفہ کر کہا تھا صفدر جنگ تنگ ہو کر اپنے ملک مقبوضہ میں چلا آیا
 اور وہاں تک اس صوبہ و وہ مقام فیض آباد اور حکومت کی سیر کی شہداء میں
 وفات پائی اور فیض آباد میں لائے و سکی پیر زمین جوئی اور ٹنڈے شاہ جہان آباد میں
 وہ کھانہ مردان کر بلا کے دفن کی گئی اور استخوان انکی کر بلا جو علی گئی تھی اب فیض آباد
 وفات منصور علی خان آوہی مرت یاست میں برس تقیمہ صفدر جنگ کے
 زمانے میں سلطنت اسلام ہند کا نور ہر روز گشتا گیا ہر ایک صوبہ دار بجای خود حاکم
 و نواب ہو بیٹھا مرہٹوں اور خانوں اور سکھوں نے جدا جدا شوشین کہیں تمام ہندوستان
 پامال تسلط ای ہو گیا اور ہندو لکھنوی کان خیمہ اکاشٹ خون جو اقتضا غیب سے نکلتی تھی

بیان جنگ میر قاسم خان ناظم بنگالہ بالاکرین

نواب شجاع الدولہ بہادر کو جو سرکوبی سرکشان بنیدل کہندے تھوون سے لگی ہوئی
 تھی اس پر نہ پاس الوجہ عمل میں آئی یعنی وہ نہ کو بونہجے اس وقت ناگا ہ
 میر قاسم خان ناظم بنگالہ نے کہ انگریز کے ہاتھوں سے شکست پائی تھی اس
 نواب شجاع الدولہ بہادر کو اپنا مددگار اسطرح سے بنالیا کہ اگر آپ میری دستگیری
 کریں لاکھ روپیہ کوچ اور پچاس ہزار مقام دو گنا اور بعد فتح کے یہ سترہ ہجرت
 تھا کہ صوبہ عظیم آباد کہ ۱۰ لاکھ کی جنگیہ ہے مع ایک کروڑ روپیہ نقد تو انہیں صوبہ عظیم
 بہادر تھانے سے فرزند کی خوشی ہو گنا تو البصاحب ہی اس معاملے پر رضی ہو کر مستعد
 و شریک حال ہوئے حاصل عا تو در کنا تمامی سترہ اور چار ہجرت نقد و جنس کروڑ
 روپے کے تو البصاحب کے تصرف میں آئی اور میر محمد قاسم خان کو بکی تھوون
 سے یہاں تک تنگ ہوئے کہ حصول عا اور مال متاع سے دست بردار ہو
 اور بوا اسطرح علیخان اپنی گلو خلاصی کر کے پریشان وزگار روپیہ کے ملک
 میں چلے گئے نواب شجاع الدولہ نے اس وقت چاہا کہ ملک بنگالہ اپنے قبضہ
 تصرف میں آجائے فوج بھی کثیر ہر کتاب تھی شجاعت نے ہاتھ نہ اون کا
 انگریزوں نے بصلاح وقت نواب ممدوح سے پیغام صلح کا دیا کہ عالیجا و دنیا
 اویشیں منساو کا تہا در میان سے گیا تمہارے اور ہمارے درمیان خدائے

کوئی امر کہ مبنی فساد یا غنا کا ہو نہیں ہے اہمیت میں مناسب ہے کہ سلسلہ
 رسم اتحاد و محبت کا جاری ہے قول اقرار کی پاسداری ہے دوست و
 دشمن جانیں کے طرفین میں دوست و دشمن سمجھے جائیں اور صوبہ عظیم
 کا جو عالیجاوٹے نامزد صاحبزادہ عالی مرتبت کے کیا ہے اویس سے
 ہلکوبی کس طرح دریغ و ہنگام نہیں ہے چنانچہ راجہ جی نگر اس وقت میں کاپرہ دار و دارالاعمال
 اس سرکار کا تھا بنظر خیر خواہی طرح مصالحوہ و رفع فساد کی ڈالی لیکن نواب جنگ
 و مرزا علیخان نے بغیر یہ خان غیر کہ ہو خواہ نواب شجاع الدولہ بہادر کے تھے
 برہمن اس معاملہ اور مصالحوہ کے ہوئے قوت توپا و فنگ کی آئی اور شعلہ
 آتش جہاد اٹھ اٹھا آسمان سے گندہ و منصوبہ خود شکست تھی نواب صاحب نے
 عین حرکت میں یہ چاہا کہ ہاتھی سے دو ترکہ گورے پر سوار ہوں ہاتھی کو
 فیلبان سے جھٹلا دیا فوج کو بلا تامل یہ زمین نشین ہو کہ نواب مدفع پڑے
 زخم کا ہی کیا یا قدم میدان سے ہٹایا اور دھر راجہ جی نگر بہادر اٹھ گئے پہلے
 دس بارہ ہزار فوج ہمارا ہی اپنی سے خوب میدان کا زلہ گرم کیا مگر اس وقت
 یہ خیال میں آیا کہ شجاعت چہاں تو کی کیا چاہیے کہ وہ اس وقت خاص میں
 کیا کار نمایاں کرتے تھے میں اور شجاعت دکھاتے تھے میں جنگ سے کنارہ کش
 ہوا کہ فوج افغان وغیرہ نے عین وقت پر دغا دے آپ کو بے سرد و سبک
 یہاں گرا دیا یہ وہی نعمت کا خطرہ یہاں تھکا تھکا نواب لڑنے والے حرام بود بجای

[illegible]

اپنے مقام پر ایسے ہی محبوبت معاہدے کی قرار پائی کہ ایک ہسپے میں
 چھوٹے حاصلات تک سے داخل خزانہ انگریزی ہو کرین اور ملک پر
 نواب صاحب بہادر بدستور قابض اور متصرف میں انصاف نواب صاحب بہادر
 رضی و خوشی کشیان جو اہل غیر و بطریق تواضع سرکار انگریزی سے لیکر
 داخل لشکر ہوئے اسے اپنے قلمرو پر بدستور اختیار حاصل ہوا یہ معاملہ سید احمد
 میں گذرا لیکن اس معرکہ میں بہت الاعد و جنس عماد الملک بہادر تگت
 اور ضائع ہوا تھا، اسکی حوض میں نواب صاحب بہادر نے گیارہ لاکھ کا
 بمک اپنی قلمرو سے جدا کر کے سید اسکی عماد الملک بہادر کو ارسال کی تھی
 اسکی ہمت نے قبول بخیا پیروی اور خوشی خاطر روانہ شاہجہان آباد کو
 ہوئے نواب صاحب بہادر باجوئے بعض مشیران عاقبت اندیش راجہ
 مہنی بہادر کی طرف سے دل میں مال رکھنے لگے اور استیصال اسکا
 منظور نظر تھا چنانچہ بعد چند سے لکھنؤ میں تشریف لائے اور یہاں سے
 اسکا اپنے بہادر لیا اور اصلاح ایلم خان کار پرواز کراد میں بایست میں تھا
 دینی مرتبہ صاحب اقتدار تھا بلکہ لکھنؤ میں آج تک ایلم خان کا میدان مسجد
 مشہور ہے جسے پیر میمن سلامتی اسکی اکبر بنو پیری گئی آج ضیا
 چشم و امی اور انوسی میں شادی اہمیت الدولہ بہادر بھتی خان عرف مرزا
 کی ساتھ شمس النساء بیگم دختر خاتمان خلف قمر الدین خان وزیر محمد شاہ کے

انساب شجاع الدوله محمد شاه



ہوئی چوبیس لاکھ روپیہ اس سداوی میں صرف ہوا تھا۔

نواب شجاع الدولہ بہادر

مخاطب جلال الدین محمد شجاع الدولہ بہادر ابو منصور خان اس جنگ فدوی احمد شاہ پادشاہ شہزادہ شجاع الدین میں ۱۲۶۸ برس کی عمر میں سندھ نشین ہو کر پورہ مقام فیض آباد میں ہوئے مادہ تاریخ سندھ نشینی۔ رونق مسند ماہ وزارت اسی نواب کے زمانے میں انگریزوں کی قدرت و اقتدار نے ترقی پائی جوانی عمر و نشہ حکومت کے تقاضے سے ابتدا میں عیاشی و تن پروری میں مشغول تھا اور اسی سبب سے بعض عمائد و لاکین کی بیہشورت ٹھہری کہ اس نواب کو حکومت سے خارج کر کے نواح پنجاب تلخان برادر زادہ صفدر جنگ کو کہ الہ آباد میں مقیم تھا بلا کر مسند حکومت پر نصب کر دینا نواب بہو بیگ صاحب نے کہ اس کا اقتدار بہت تھا اس بارادہ سے بیجا سے لاکیز ریاست کو باز رکھا اور اس وقت سے نواب شجاع الدولہ نے آئین ریاست داری کو کار فرمایا اور پردہ غفلت کا گوش ہوش سے اوٹھایا اور اسی زمانے میں سلطنت دہلی میں فتور پر فتور برپا ہونے لگے تھے ملازمان درگاہ اور لاکین سلطنت نے نالائقی سے سلطنت کو ایک کھیل بنا کر کہا تھا جس کا ذرا بھی قابو ہوا یا دشاہ کو بچائے پہرے چنانچہ عمائد و دیگر وزراء سلطنت وغیرہ نے شاہزادہ علی گوہر شاہ عالم کو عداوت سے

خارج کر دیا اور اس سبب سے نانہرہ دہانہ کو راجا دھین مقیم تھے کہ اس
 موسم میں احمد شاہ درانی پادشاہ دہلی کی اور کے لیے مرہٹہ بہادر اور غنڈ
 کے مقابلہ کو راستہ پر ہندوستان میں بڑھ چکا تھا اور ان امرتوں نے
 جمعیت کثیرہ و جم غفیر قریب بیس بیس لاکھ کے دہلی کو گھیر لیا اور مرکز
 خاطر تھا کہ دہلی کو فتح کر کے تخت و تاج کرین کہ احمد شاہ درانی بارادہ لگ
 اور احمد شاہ دہلی کے آیا اور حساباً یہاں سے احمد شاہ درانی و پاس نامہ
 اسلام کے تاج الدولہ دیگر صوبہ داران شاہی احمد شاہ کے
 لشکر میں بوجھے اور باتفاق یکدیگر ان سب نے خوب ہی قریب ہون کا
 پانی پت کے مقام پر مقابلہ کیا آخر مرہٹوں کی گمشدہ سے کچھ ہو سکا اور غنم
 نے راہ فراری اس فتح نمایاں سے احمد شاہ درانی تاج الدولہ آباد کی خدمت میں
 ہوئی بلکہ سلطنت کو کچھ استحکام ہو گیا۔ بعد اس میں گانے کے بادشاہ سے
 رخصت ہو کر نواب بدکوارہی دارالریاست صوبہ اودھ میں لوٹ آیا اور اودھ
 سے راجستھانی و محدویت پر تھری میں جھڑپ میں مشہور تھانہ نواب کا دست
 اور ولی اور شجاعت میں کسم بکسم ہوا تھا رفاہ خلعت میں حتی الوسع گشت کرتا
 اور اس نواب کے عہد میں صوبہ اودھ بالکل خربخشہ خالفون سے پاک
 ہو گیا اور ریاست بالاعتدال سمجھی گئی اور اس نے میں اقبال نواب سے
 ہر مسئلہ کی رائی اور ہر کار و کستی کی کیفیت دیگر سوانح میں مفصل تحریر ہے

اس صوبے کی حد زیادہ بڑھ گئی غزب آباد و شرقیہ میں ہزار پور اور
الہ آباد کا صوبہ بھی شامل صوبہ اودھ ہو گیا اس نواب کے عہد ریاست میں
چند لڑائیاں و قوعات تازہ بربروی کا لڑائی جس کے ریاست میں روز بروز
زوال و تنزل ہوتا گیا اور یہ بھی سبب ہوا کہ ریاست جدید تہی جہد قدر
محمود دار بھی خفیت سمجھتے تھے لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ نواب دلیر دبا
اور اس نے ملک کا مدبر سمجھا گیا تھا۔

ساتھ ہی بنگال کھنڈ کی مشور شین

اس صوبے کی چوٹی چوٹی ریاستیں تھیں بن مانہ کارنگ دیکھ کر ہر ایک
زمین خود سر ہو گیا سارے صوبے میں غور ہو گیا اور بعضے بعضے ریاستوں
خود لشکر نواب شجاع الدولہ سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا کہیں سے فتح اور کہیں
شکست ہوئی لیکن ان نظام قرار واقعی نہ ہو سکا اس لیے راجہ بھٹ بہادر گورشا میں
کو مع سرداران دیگر اصلاح بغاوت تبدیل کندی واسطے معین کیا بغاوت
و خون بسیار نواب کی فوج کو نہریت ہوئی اور بہت سے سردار کام میں
آئے اور بہت بہادر شکست کھا کر اودھ میں لوٹ آیا یہ معرکہ ۱۷۷۱ء
میں ہوا اور اس سے کسی قدر اقتدار نواب کا کم ہوتا گیا۔

یہ شخص مشہور کسیوں دور دراز کان شاہی سے تھا۔

وقائع احمد خان بنگش فرخ آبادی و نواب شجاع الدولہ

یہ احمد خان وہی سولہویں ہے جسے نواب نواز اسے صفدر جنگ کو تیغ
 کو کے فرخ آباد میں اپنا محل و قلعہ کر لیا تھا جس کے ہینسال کے واسطے
 نواب صفدر جنگ نے بیعت مرہٹوں کے بہت سی کوششوں کے
 بعد کامیابی حاصل کی لیکن برابری نام اطاعت قبول کر کے جگہ اعلیٰ ہوتا
 مگر درحقیقت وہ اپنی ریاست پر قابض تھا۔ زمانہ صفدر جنگ سے تا بعد
 شجاع الدولہ رسم درازہ و اتحاد و اخلاص فیما بین سرکامین رہا جبکہ
 نواب شجاع الدولہ سے بیٹھے بیٹھے سردار اوس کے سرکش ہو گئے تو ایک
 مسمیٰ امراؤ گر گوشائین نواب سے منحرف ہوا احمد خان بنگش نے اسی
 سردار کو اپنے پاس جگہ دی یہ بات نواب شجاع الدولہ بہادر کو ناگوار
 گذری اور انہوں نے امراؤ گر کے کھال پیسے کو لکھا اوس نے دیہ جواب دے
 لکھا کہ وہ طلبیدہ نہیں آیا اور کچا دینا خلاف مروت و مرویت کے ہے
 نواب شجاع الدولہ نے لشکر کشی کی اور بیوج میں فرج کا جما دیا گیا اور پیر
 کی سیاہ اور دو تون کی جمعیت سے دونوں طرف کی جمعیت لا تعد تہی ہوا
 تھے کہ آتش بھگتا مشعل ہو کر نواب نجیب الدولہ بہادر شجاع الدولہ کے

لشکر کا مدد و معاون ہوا اور اس غریب جنگ اور حالت میں اس کو اس طرح
 فرو کر دیا کہ امر گو فرخ آباد سے لگے بھوادیا اور جو جو سردار فاختہ رامپور
 وغیرہ سے واسطے ملک احمد خان شکیش کی آئی تھی اور کٹوا پنی اپنی ریاست
 پر رخصت کر دیا اور شکر نوب شجاع الدین و خیریت سے اپنی دارالریاست
 اودہ کو پہنچا۔ یہ سب رسیدہ بود بلانی ولی بخیر گذشت ایسے ایسے
 بہت سے ہنگامہ ہوئے اور کئی مرتبہ انگریزوں سے بھی شکست
 پائی آخر کو حسب قرار داد چھ آٹھ انگریزوں کو دیتے تھے اور باقی
 نو اہل صاحب کا حصہ با اور وہیلون سے بھی ہمیشہ تاحین حیات تو اہل
 کی نوک جھوک ہوتی رہی اور اکثر لڑائیوں میں انگریزی سپاہ نے مدد
 دی چنانچہ حافظ رحمت خان کی لڑائی مشہور ہے شہداء ہجری میں
 انگریزوں کی مدد سے فتح پائی اور حافظ رحمت خان کا سر کاٹا گیا اور
 اوسکی سال میں خاوری الدین حیدر تولد ہوئے۔

اس نواب کے عہد حکومت میں سپاہ کا انتظام اچھا نہ تھا اور سردار بھی
 بعض بعض تبدیل ہو گئے مگر ماتحت شاہ دہلی کے سارے صوبوں میں
 مشہور تھا اور ہر ایک اور سرداروں خود سر سے میل ملاپ ہی ہا
 یوم مندر نشینی سے ایسے جھگڑے اور خربخشے رہے کہ ایک دن بھی آسیر
 نہ پائی انگریزوں کے مددگار ہونے سے اودہ کی ریاست کو زور ہوتا گیا

بلکہ موروثی اور خود اختیار ہی ہو گئی اور دشمنانِ مذہبی و بیرونی سے
 نجات پائی سپاہِ میں اکثر سید سالار خواجہ سراہوسے کہاں شجاع
 اور کہاں فہری خواجہ سرزوقی اور اوسے سیاحی کی کثرت
 اس ریاست اور اراکال میں ہوتی گئی آخر زمانہ شجاع الدولہ میں اٹھارہ
 ہزار سوار با فہری تیغ حسن اعلیٰ خان بیسج و خواجہ اسد خان کھٹھی و یوسف خان
 قندھاری آکر لڑے۔ فی اس صوبے کی بیک کسی وقت میں فرخ آباد بھی صوبہ
 صوبہ اور دہ کے شریک تھا و کرد و رسترا لاکھ کی تھی جس میں تیرہ سی لاکھ مہم
 بابت چھوڑے کے سرکار انگریزی میں جاتا تھا۔ نواب شجاع الدولہ کے
 حیدر ریاست تک پہنچ چکے کارایہ شیخوں کو دیا جاتا تھا شاید دو سو و پچاس ہزار
 تھام ۲ ذیقعدہ ۱۱۷۵ ہجری میں وفات پائی مدت ریاست ۱۹ سال راجہ
 مینی بہادر کار پر واز تھا اور بعد و مکی خان۔

مدت ریاست نواب آصف الدولہ بہادر

۲۲ ذیقعدہ ۱۱۷۵ ہجری میں نواب آصف الدولہ قرظند شجاع الدولہ بہادر بہر پور جنگ
 مقام فیس آباد میں ۷۲ برس کی عمر میں سنہ ۱۱۷۵ میں فوت ہوا و اولاد نہ رہی جس سے
 گشت ازبای آصف الدولہ و دولتی سندھ وزارت ہند و ہسی نواب کے عہد
 حکومت میں رول و حکومت کا خزانہ یا گیا فیاضی اس نواب کی مشہور و

نواب صفی الدین بھاد



و معروف ہے جسکو دے مولیٰ اور جسکو دے صفت الدولہ ایک اور کوئی
 زبان پر جاری ہے نواب صفت الدولہ فی حکومت اطمینان کے ساتھ کی
 اور کوئی مخالفت اور تخریر دست خط انداز ریاست نہ تھا لکن کی آبادی اور فضا
 و سخاوت زبان زد خلایق ہے عزل و نصب نبون کا انگریزی کا اقتدار ہونا
 بنارس وغیرہ کا ملک صاحبان انگریز کے قبض و تصرف میں آیا۔ امام
 رومی دروازی کی بناسۂ ہجری میں دریائی گومتی کا پل باندھنا
 میں ہرزہ زور علیان کی شادی کا ہونا یہ شادی اوس نے میں ایسی کی
 کہ شاید ہندوستان میں کسی نے نہیں کی ہوگی تفصیل اس حال کی یہ ہے
 کہ اگرچہ قبل از دارالحکومت ہر نیلے لکھنؤ ایک اوسط قبضہ تھا لیکن
 نواب صفت الدولہ کے عہد حکومت میں اتریس فیاضی و فیض رسانی کا آواز
 بلند ہوا ہر ملک کے سوداگر عالم فاضل پیشہ ور امیدوار اس شہر میں
 کثرت سے آئے جاسے لگے جو کہ وہ زمانہ نذر منزل و انقلاط خاندان
 تیموریہ کا تہار و زنگار و مٹاش کی حالت سے ہندوستان میں سر ایگی چمکی
 تھی اور ادھر دکن میں چڑیاٹی ہنگامہ مہٹوں اور میو سلطان کا تھا
 حیدرآباد میں ہلکے اور نواب ٹونک نے زلزلہ دال رکھا تھا پنجاب میں
 سکھوں کی شورشوں سے تعصب مذہبی کا جوش تھا اس بگڑی اودہ میں
 کچھ عافیت اور امن تھی اور نواب صفت الدولہ کی فیاضی اور فیض رسانی

اور شہر کی آبادی اس درجہ بڑھی کہ آٹھ ہزار ایک سو تیس کے برابر ہو گیا۔
 مہینہ بھر کھتا۔ دو مہینہ دوا نام باڑہ، نصف الدولہ کا تینا یا لاس دیکھنے اور تعریف
 کے لیے جہاں کہہ خود تذکرہ تعمیرات پر لایا گیا۔ پل ایک یا دو گارہے۔ دستہ القدر
 کے شاہین سرور محبت بہادر گونشا میں کے حوالے میں دو آبہ کا مالک تھا
 اسکی رانی ایک بندر بن ضلع مہرا میں موجود ہے۔ اگرچہ نصف الدولہ کی
 سند تین کے ذریعے سے مختار الدولہ نائب تھا اور اس وجہ سے نہ خود نواب صاحب
 کی شہر و دیگر کان سلطنت کی وقت اس کے فوج میں تھی آخر الامر کان سلطنت
 باہم سازش کر کے سعادت علی خان کو سند وزارت پر بٹھانا چاہتے تھے خصوصاً
 بہت علی خان کا ولی ارادہ یہی تھا کہ سعادت علی خان سند وزارت پر بیٹھے
 لیکن مختار الدولہ کے غرور و تکبر سے ہر ایک سرواڑا راض تھا اور بہت علی خان
 کو بدلہ دے سے ناراض تھا آخر الامر قابو پا کر بہت علی خان نے جبکہ لشکر
 نواب آصف الدولہ کا اٹا دہ میں تھا مختار الدولہ کا کام تمام کیا اور ارادہ تھا کہ
 اوسید علی آصف الدولہ بہادر کا یہی کام تمام کرے لیکن اتفاقاً ہوا خود ہون
 خبر پڑنے سے پہلے گئے۔ نواب آصف الدولہ کو اس سے بدگمان تھا اور
 قتل کا حکم دیا راجہ نواز سکس نے فوراً ہاتھ صاف کیا اور مقام چچان بہت
 خواجہ مر قتل کیا گیا سعادت علی خان ہی قتل ہوئے اور نواب آصف الدولہ بدگمان ہو
 اس وجہ سے سادات علی خان محمد نواب مہراج میں کیسی تیار ہو کر کسی اگر

اور کسی شکستہ میں پہنچتے اور اسی فکر میں رہتے کہ موقع پا کر خود ہی وارثیت
 ہو جائے لیکن قریب نصف الدولہ کی زندگی تک کوئی تدبیر مفید نہیں ہوئی۔
 بعد ازاں قریب تین سال تک خان جگہاگرے سے سواد قلعہ خان کاتیاہوا لکھنؤ میں
 اپنی چھلوت نیاٹ ملا لیکن زندگی نے وفا کی سات دن کے بعد مر گیا پیریا
 کا مشورہ نہا ابوالخاں لکھنؤ میں اسماعیل بیگ خان اور مرزا جعفریہ تین آدمی تجویز
 دہنے لگے لیکن تقدیر کی گسو خیر حد درجہ بیگ خان کہ نہایت انداز میں
 متوقع تو کر ہی سوچا پس روس کے کارڈینٹ صاحب بہادر کی خدمت میں
 جایا کرتا تھا ان کی عنایت سے خلعت نائب حاصل ہوا اور خطاب اور اسکا
 لواہ میر الدولہ بہادر ہوا دیوانی کی خدمت راجہ گیت راسی کو مفوض ہوئی
 اس شخص کا اقتدار اور نام اب تک مشہور ہے تالاب گیت راسی پر اب بھی
 ہر سال میلہ ہوتا ہے اور جنرل مارٹین صاحب سندھ صاحب بھارت عجیب اور
 فیض نسیم میجر صاحب کو تو ایک نیک نامی انکی مشہور ہے عہدہ
 میں انکا بھی سکون لکھنؤ میں تھا اب میر الدولہ سے بہت موافق تھے عہدہ پیریا
 معاملہ دوستی و اتحاد نے فیما بین میں استحکام پایا تھا اسی وجہ سے محل
 ونصیب نریڈینٹ کا حسب تہہ ہامی میر الدولہ بطور میں آتا تھا اولاً منوں میں
 اب میر الدولہ کا اقتدار نہایت وکار گزار ہی چکی ہوئی تھی اگرچہ راجہ گیت راسی
 لیکن ایک جاہلہ خفیف میں دشمنوں نے مل گئے اسی وجہ سے طلبیت ہو گیا

بہا کی راجہ گیت رائے سے پہنچی نظرون سے بھی گریے خزانہ راجہ ہرج
 کو سیر ہو اب فیہ البصاحب موع سے پیش خود یہ تجویز فرمائی کہ راجہ جہاؤلال
 کو بجائے امیر الدولہ نائب سرفراز الدولہ کا کیا چاہیے لیکن مقتضای حاجت نہ
 تعلق سرفراز الدولہ کو اس بات پر کہا کہ آپ نیابت راجہ جہاؤلال کہ آدنی مالک
 ہے قبول نہ فرمائیں اسجام کو یہ راجہ کچھ ہاتھ پاؤں نکالے گا مختصر سرفراز الدولہ
 کو یہ مشورہ پسند آیا ہے نائب کے کام کرنا گوارا نہ تھا بقیہ رفتہ بوقتہ صاحب
 وزیرینٹ کے پرنسپلٹ و لوانیکا راجہ گیت رائے کے کہ سرکار عالی نے فرمایا
 چونکہ یہ امر خلاف طبیعت و راجہ موع سے نہا بعد ایک مہینے کے پرنسپل
 رکھ دیا تو اب موع کے دل میں راجہ جہاؤلال کی کمال جگہ تھی اسلئے اجڑی
 میں لوگوں نے وہ تجویز کائی کہ راجہ جہاؤلال کو کسی طرح تہیان سے
 بکھلا چاہیے کہ انکا اخراج و غل باعث مسوئی راجہ گیت رائے ہو گا تنگ
 عرق ریزبان اس بات میں کہین کہ نواب گورنر جنرل بہادر لکھنؤ میں تشریف لائے
 اور جہاؤلال کو آپ سے جدا کیے کے عظیم الامور میں بھیجا لیکن اس امر کے ظہور
 فراج قصف الدولہ بہادر نہایت برہم اور کد رہا اور یہ بات نہایت پر لاسے کہ
 تفسیر لباس کر کے واسطے نہایت کے طوط کہلائی علی انجمن انٹرنٹ کو حلا جاو
 اور زمین و آسمان اپنے مقام سے گھٹل جائیں لیکن عمدہ نیابت کا حسن نہا
 اور گیت رائے کو نہ دگنا آخر کار تجویز نیابت کی بنام اس علیخان قراپانی

اسی زمانے میں گورنر جنرل لکنئو میں تشریف فرما تھے کہ اورنگزیس کو کوئی چٹی
 ملاش فرمائی گئی تھی کہ ایک چٹی فوب گورنر جنرل اور کونسل کاروبار میں
 کی مضمون عدم تعویض عہدہ نیابت الماس علیجان کو محل آئی اس کے بعد سے
 وہ عہدہ ہو کر واریائی تھی لکنی افضل حسین خان نے خلعت نیابت پامان
 کر کے میں کہ امیر الدولہ اس سرکار کا براخیر خواہ تھا اتفاق کلمتہ جانیکا ہوا
 ایامی گورنمنٹ نے حال سب پر بھی مزاج اصف الدولہ کا استفسار فرمایا امیر الدولہ
 نے بیان کیا کہ آمدنی کی صورت قلت پر ہے اور خرچ بہت تیس لاکھ روپے
 بابت چار آٹھ سرکار کو یہی دینا پڑتا ہے اور جو صاحبان انگریز بہادر و نوادر
 بدوین اورانے لکستھووسے میں انکی ہمانداری اور تواضع اور شہنی میں
 لاکھوں کا صرف ہوتا ہے اور انگریزی سودا گروں سے مال کا حصول نہیں
 لیا جاتا ہے ہزاروں کا زمین ہی نقصان ہوتا ہے اور سوائے اسکے جو سوداگر
 مال لایا کرتے ہیں تو صاحب سے یہ عرض کرتے ہیں کہ یہ اتنا مال
 بے بہا خاص ولایت سے آہی کیواسطے لائے میں چار یا چار مول لینا پڑتا ہے
 قیمت ہی انکی خاطر خواہ دینی پڑتی ہے مختصر یہ کہ اسے دو آٹھ روپے
 ہوسے اور انگریزی سودا گروں سے محصول لینے کی اجازت ہوئی اور
 یہی حکم ریز پڑنے کا نافع ہوا کہ کوئی انگریز بدوین واسطے زمین نہ لے سکے ملاقات
 کو لوگ اصف الدولہ کے پاس شایا کرتے تھے چنانچہ امیر الدولہ نے اس بات

کامیابی کی عرض گلستے میں ایسی انسانی کی گنج گنج شہور ہے اب حال راجہ
جہاؤ لال کا سینے کے گانے غانے سے نواب آصف الدولہ بہادر کو کمال غم و رنج
پیدا ہوا یہاں تک ضبط کیا کہ بیماریوں نے مجرم کیا اور وہ اسے انکار محض کی
کشتہ بین کہ راجہ جہاؤ لال کے فراق میں سوچ لال کشتہ بامجری میں جمعیت کے
دن انتقال کیا اور پیرات گئے اپنے امام بڑے کلام میں کہ تعمیر فرمایا تھا
ہوئے تاریخ زفات کلام علامہ محمد رفیع بن غفاری ہوتا اولیٰ وزیر عثمان ہے
یہ لوح مرقد پر کندہ تھی۔ گلشن عشرت تبارج خزان فتای مدیحہ۔ ستار شام
حسرت مینا یہ انیسیم۔ لکنو بی تصفیت آسمان بی آفتاب۔ شہر نیان بلی رجا
رطوہ سینا بی حکیم۔ وارد آصف مشرقی در محسن آصف باغ غلدہ۔ انبیاء ہدایہ
ہمشیر آصف رفیع۔ فقور رحمت در کانز و بخشش و عجل۔ عاصیان و عین
عقار است اسطی کریم۔ نقش بزرگات و لون بر تربت آصف شہر

بہادر صلابت جنگ یہ نواب شاعر ہی تھے آصف تخلص یہ باغی بون چکر
دل میں تجھے سو لگی ہے + پر شرم ہو ہی کہ دو ہر لو لگی ہے + مٹے نہ ملنے کا
تو وہ غمخوار آپ ہے + پر تجھ کو چاہیے کہ تنگ و دو لگی ہی +

مزار وزیر علیخان بھادور

بعد وفات نواب آصف الدولہ بہادر مزار وزیر علیخان ۸۰ مریح الاول ۱۲۱۲ ہجری
میں نشین وزارت ہوئے خصلتیں اور عادتیں بون تہیں تفضل حسین خان اور میان پور
علیخان وغیرہ کا زندہ بن سے صوت یگاڑ کی پیدا ہوئی یہ لوگ اپنی حفظ جا
اور آبرو کی واسطے دشمن وزیر علیخان کے بن گئے او دہر نواب سعاد علیخان
سے صاحبان صدر نے اور فرمایا تھا کہ بعد وفات نواب آصف الدولہ کے
مسند وزارت تمہارے نامزد ہوگی او ہر را کیں وزارت مزار وزیر علیخان کے
دشمن ہی تھے اور بے تحزیب ہوئے طعوت ابطال فرزند کی بخوبی
نکالی یعنی محض ہوا ہیر ہو گیا وارکان دولت و فسران فوج وغیرہ اس مضمون کا
تیار کروایا کہ مزار وزیر علیخان فرزند نواب آصف الدولہ بہادر کا نہیں ہے آخر کا
مسترجان شور صاحب نے حسب قاعدہ او کو کوٹھی جیا پور میں دربار عام کر کے
نظر بند کیا اور چند روز کے بعد اپنی ذاتی نقد و جنس کے ساتھ بنارس کو روانہ
کیے کہی وہاں مطلق العنان ہے تین لاکھ روپیہ اس سرکار سے اس کے مہند

کے لئے مقرر ہوا لیکن ذاتی شہرت اور حلی تفتہ انگیزی سے راجہ علی بہت
 رئیس بدیل کٹھن اور گوشائیں بہت ہمارے سرکار سید ہیا وغیرہ سے
 خوشنواذ کرتا تھا اس سے اسے کلکتے جائیز کا حکم ہوا ایک دن کا ذکر ہے
 کہ حیری صاحب کو بان کا بڑا صاحب تھا اس سے باتوں باتوں میں مل گئی جانیے
 ہلاک کیا جب تک سپاہ انگیزی اور سکاحاصہ کرے ہاگا انگیزی فرج سے
 اور سکاتعاقب کیا بعد سرگردانی اور پریشانی بسیار والی صیور کا بٹاہ گرین ہوا
 اس سے مصالحت وقت اور بدبے سرکار انگیزی سے محنت ہو کر جو اے
 کو دیا وہاں سے شہر سرکار انگیزی کلکتے میں گیا قید میں کر گیا وہیں
 ہوا اور اس وقت سے زیادہ تر اقتدار سرکار ہو گیا القصد مراد وزیر علیخان
 کو کچھ لطف مستثنیٰ وزارت کا کشتکس میں حاصل ہوا اور نہ رہا
 کو کچھ کیفیت اور انکی عدالت اور سخاوت وغیرہ کی کھلی سچ ہے چاکریہ
 دشمن جاں ہوتا ہے اگر ار اکیں مرزا وزیر علیخان سے نہ نہر جاتے
 تو یہ صورت ظہور میں نہ آتی یہ شخص اپنے عہد وزارت میں جواہرات بڑی
 لکھو گمارو یہ کاپیش از گرفتاری کو تحوں سے نکال کر ساتھ لے گیا
 تھا کار پر دازون نے ہو بیگم سے اس سے ملے کا اظہار کیا انہوں
 نے یہ جواب دیا کہ وہ جو کچھ اسباب نقد و خفس وغیرہ ہمارا
 اپنے یہاں سے لے گیا سب سے ہمنے اور سکو معاف کیا فقط

نواب سادات علیخان بجا



ریاست فی اب سعادت علیخان بہا

جب میں الدولہ اعظم الملک نواب سعادت علیخان بہا اور مبارک
 لکھنؤ سے رونق بخش بنارس ہوئے اور وہاں طرح اقامت کی جب
 حکم آصف الدولہ بہادر کے دہلی تین لاکھ روپیہ سالانہ داسٹے خرچ
 اس سرکار سے پاتے تھے لیکن جہان زمان اور راجپور و گڑگاڑ
 اپنی فکر سے ایک دم غافل نہ تھے کلکتے میں جا کر صاحبان کو نسل سے
 دعویدار ریاست آبادی کے ہونے اور بخیرین نے بھی اسکے دعویٰ کو
 تسلیم کیا اور امیدوار وقت معلومہ کار کھا آخر نواب سعادت علیخان
 نظر بغض الہی کر کے کلکتے سے پھر آئے ایام شامی میں عمر بسر
 کرتے تھے رفتہ رفتہ اوس دن کی نوبت پہنچی کہ جس نکی بتیان
 جیتے تھے یعنی بعد ایک مدت کے خبر وفات آصف الدولہ اور سیدی
 وزیر علیخان کی مسند وزارت پر سنی نہایت ملال ہوا اوسی بتیان میں
 بھرے پر سوار ہو کر پھر کلکتے کو روانہ ہوئے ابھی نواب صاحب
 راج محل تک پہنچے تھے کہ تھوڑے تھوڑے حسین خان کی بنام مولوی
 اس مضمون کی پہنچی کہ نواب بہا وریہاں تشریف لائیں کام دشمن کا
 تمام ہوئے سنتے ہی نواب سعادت علیخان اگلے قدموں راج محل سے
 پھرے اور ہوا کے مانند کانپور میں پہنچے یہاں حبشہ کو وزیر علیخان

گر قرار ہوئے اس کے دوسرے دن صبح کو یکم ذریٰ سنہ ۱۳۸۴ م مطابق
 سوم ماہ شعبان ۱۳۸۴ ہجری بہت کے دن بڑے محل شان سے
 فراب سعادت علیخان داخل لکھنؤ ہوئے پہلے دو تھانے میں تشریف
 لائے ہو سکیم صاحبہ کو تدریسی پچر سند وزارت پائین مقرر ی بھاسے
 تاریخ تشریف آدمی بنارس سے لکھنؤ میں اور تاریخ جلوس خ وزارت کی ہیں

بنارس سے آنا لکھنؤ میں

از بلدہ بنارس با جہ و کمارانی	در لکھنؤ چو ام برج وزارت آمد
تاریخ مقدس حرم تم پرورش	گفتا بگو سعادت با صد سعادت

جلوس فرمانا سند وزارت پر

حسد آید ایمن الہ اولہ دروہر	حکومت راصدوسی سال باشد
خیر و سال جلوس سندوش گفت	بجاء و شمت و اقبال باشد

مہورت تقسیم ملک اوہ کہ انگریزوں کو حسب قرار خواب سعادت علیخان
 نے سنایا ہونے کے بعد دیا اسطرح کہ

اول تفصیل ملک کہ انگریزوں کو تقسیم ہوا

شیخ بابا	محلات پیر	چکلا کورہ و کورہ انڈ	کیر گڈہ
صوبہ	صوبہ	صوبہ	صوبہ
علی گڑھ	جنوب	گورکھ پور	صوبہ
صوبہ	صوبہ	صوبہ	صوبہ

چکلا بریلی
اسامی کے
باندہ و غیرہ
نوع کے
پابل سہاوی شعلہ
میدان کے

دوسری تفصیل ملک کہ بقدر تقسیم اس سرکار میں باقی رہا

چکلا گورنمنٹ	چکلا بیسواڑہ	چکلا بالمرٹو	چکلا پچمراشہ
صاحب محال	صاحب محال	صاحب محال	صاحب محال
میں	میں	میں	میں
چکلا جگہ پیر پور	چکلا غیر آباد	چکلا اسٹرکٹ	چکلا آباد و غیرہ
صاحب محال	صاحب محال	صاحب محال	صاحب محال
میں	میں	میں	میں
راؤ مگر	چکلا محمدی	چکلا سلطان پور	گوشا مین گنج
صاحب محال	صاحب محال	صاحب محال	صاحب محال
میں	میں	میں	میں
مندیہ مع حوالہ و غیرہ	ملک پور بہار	املاک نواب صاحب	املاک نواب صاحب
صاحب محال	صاحب محال	صاحب محال	صاحب محال
میں	میں	میں	میں
مندیہ مع حوالہ و غیرہ	ملک پور بہار	املاک نواب صاحب	املاک نواب صاحب
صاحب محال	صاحب محال	صاحب محال	صاحب محال
میں	میں	میں	میں

جب اس تقسیم ملک سے نواب صاحب نے فرصت پائی ۵۵ ہجری کا سن مبارک تھا ایک سال کامل ہر ایک شخص کی خیال ڈھال دیکھتے رہے کیونکہ بعد مغزولی اپنے متقدم کے اہلکاروں کو بھی قدرت ہو گئی تھی کسی اہلکار و غیرہ سے کسی طرح خبر نہ لے جو جب کا جی چاہتا تھا وہ کرتا تھا

مگر دوست دشمن کا خیال کمزور خاطر عالی تھا زبان پر نہیں لاتے تھے
 کہ ایسا نادر وزیر علیخان کا ساما عالمہ پیش آئے غلریست اور دانیائی میں بارسلو
 وقت تھے نواب سعادت خان سے واجد علی شاہ تک ایسا بیدار مہر
 عالی فہم عقل کوئی صاحب مسند تخت نہیں ہو واجب سب طرف سے
 طبیعت ان کی مہمٹیں ہوئے تفضل حسین خان کو بعد وہ وکالت کاکہٹہ ٹالا
 اور اس انداز سے نکھر امون کو صفیہ دل کھٹکتا تھا آہستہ آہستہ مہر کو
 پہونچایا نواب نصیر الدولہ بہادر جو ملقب بہ محمد علی شاہ ہوئے اور نواب
 تھمس الدولہ بہادر مرشد زادے کام نیابت کا کرتے تھے امیر الدولہ
 بشرکت اچہ کیت رامی کار سرکار کو نظام دیتے تھے اور نواب
 سہ فرار الدولہ برائے نام شریک ہوتے تھے خطاب ناظم الملک کہ
 مہر میں کندہ تھا وہ بموجب حکم حضور پر نور بہار الملک بدل ہوا اور
 رتن چند کہ ملازم قدیم تھا صورت انصرام محلہ امور کی اوسکے تعلق تھی
 اوسی آدمی ملک سے جو انگریزوں کو دیا تھا یہ صورت قرار پائی

مشاربہ ہجرتی صاحب رحمت خان کہ نواب علی شاہ کے معائنہ داران جاگیر داران
 مقیم ہارس کی خواہ اولاد کا سالیانہ احمد خان شگوش کو لاؤ و دروزینہ داران
 مکہ مکہ مکہ مکہ
 جاگیر نواب الہ بڑ جاگیر الماس علیجا جاگیر نعل حسین بھٹا امیر احمد علی خان
 ہجرتی مکہ مکہ کی جاگیرین مقربہ ہجرتی

اسکے عہد میں پرچون کی دہم دہم تھی ہر کارون کو حکم ناطق تھا کہ وہ روڑ
 جا کر خبر زبانی عرض کرتے تھے دن رات میں اختیار تھا جب چاہیں
 سوتے جاگتے میں عرض کریں اسٹانے میں ہر کاران اخبار کے بڑے
 کا خانے تھے رای رتن چند اخبار نویس تھا بلا کا آدمی تھا ارکان
 دولت کم عزرائیل سے نہیں جانتے تھے بظاہر باب شہرت بند تھا
 دستخط نواب سعادت علی خان کے مشہور ہیں جب نواب نے
 اپنے عہد وزارت میں عبدالتین مقرر فرمائیں عدل و انصاف نے
 رونق پائی ایک دن پرچہ کچہری عدالت کا ملاحظہ عالی میں گذرا
 اوسکے یہ ہیں کہ فلان صاحب عدالت مثل ٹاکیان سچہ دارست خود
 منجوز و سچگان رہا سہجوز اند تمام کاروبار وزارت پرچہ ہای اخبار پر تھا
 کیا مجال تھی ہر کارہ یا اخبار نویس کچہ خبر خلافت تحریر کرتا اگر کوئی بات غلط
 لکھ دیتا تو تھی تڑپا تے تھے عمارات عالی بھی اس شہر میں بہت تعمیر ہوئی
 ہیں کہ باعث آرایش و رونق لکھنؤ اب تک ہیں تفصیل اوسکی ہر جگہ
 ساتھ لکھی جاوے گی ایک روایت تازہ یہ ہے کہ نواب سعادت علی خان کو
 تقسیم کر دینا ملک کا نہایت ناگوار و شاق ہوا لیکن کیا کریں فکر اسکی
 ہر طرح سوان روح تھی اسی تصویر میں تھے بدون زور و شمشیر و تلوار
 اپنے قبضے میں آئے بہت سی خاک اورانی اور عرق و زہریاں عمل میں

آئین بیان تک کے وکیل لندن کو روانہ کیا اور درخواست مستاجر کی عام قلم
 سرکار کی مانند سرکار کمپنی انگریز بہادر کے گندانی اور سوال جواب نے رفت
 پائی یہی بادشاہ لندن نے درخواست نواب مروج کی قبول فرمائی سما
 ہی کہ یہ شرط اس اقبال میں لگی تھی کہ اٹھارہ سو روپیہ پیشگی اگر داخل سرکار
 فیض آتا ہو گا یہ صورت ظہور میں آئیگی۔ نواب سعادت علی خان نے جو
 ان دستخطوں کی خبر پائی بہت متفکر ہوئے کہ اس قدر رشخیز خان نے میں
 نہیں اور اجتماع اور کامر دست و شمار کمال لیکن مرد صاحب بہت
 تدبیر تھے درپہ تدبیر فراہمی نہ رہے جس طرح جو سرکار بہتر تدبیر کر رہے
 روپیہ سترہ سو کی مدت میں جمع کیا تھا فقط ایک سو کرور کی تدبیر
 تھی وہ بھی قریب نکلن تھی مگر طالع سرکار کمپنی کا یا اور تھا جس سے تدبیر
 کوشش نواب کی مراد پر نہ پہنچی کو یہ روایت ہے لیکن یہ نواب بڑا
 اولوالعزم اور صاحب بہت و منتظم تھا دوسری یہ بات مشہور ہے کہ
 نواب سعادت علی خان بیابھی سلطان میں مبتلا ہوئے مصلحتاً تبدیل
 مکان کے واسطے ایک کوٹھی جنرل مارٹین صاحب سے مل کر دو کھانے
 سے اوجھڑے آنے اور شقا پائی نام اس کوٹھی کا فرج بخش قرار پایا
 ایک مدت گزر گئی ہانگورنر ویرنی صاحب کہ نواب سعادت علی خان
 دوست و صاحب خاص تھے رخصت لیکر ولایت کر گئے یہ بات

اونکو بدل منظور تھی کہ کوئی ایسی بات مجھے بہتر ظہور میں آئے کہ قدرت
 نواب صاحب درست ہو جاوین اسی خیال و فکر میں تھے کہ یہ بات تازہ
 ہاتھ لگئی کہ لارڈ بینگ صاحب بہادر بادشاہ وقت یعنی جاہج چارم کا بڑا
 رفیق بھی آج کل بوجہ بے زری کے تمام املاک و سکی بیع ہو گئی ہے
 اگر اس وقت میں نواب سعادت علی خان اونکے ساتھ کوئی سلوک غائبانہ
 فرماوین خالی مطلب سے نہوگا چنانچہ اس معاملہ سے نواب صاحب کو
 آگاہ کیا اور خطوں نے بھی اونکی تحریر پر عمل کیا تھنہ اور تحائف بے با
 سے ہارسن الوجوہ لارڈ صاحب بہادر سے ساوکی ہوئے کہ اونکو
 نواب پر نظر عنایت ہوئی اتفاقاً صاحب ممدوح گورنر کلکتہ کے ہونے
 اور براہ درسم محبت کے نواب سعادت علی خان بہادر کو بوجہ خط تحریر فرمایا
 کہ ہم ہندوستان میں اسی واسطے آئے ہیں کہ تمھارے مقدمات کو
 بخوبی درست کریں مقام شکر اور خوشی کا امی نواب ممدوح اس منہموج
 بہت محفوظ ہوئے سمجھے کہ اب مدعا دلی بخوبی کرسی نشین ہو گیا
 شدنی سب پر فضل ہی اکثر صحبت خاص میں یہ سخن زبان پر آئے ہیں
 آجاتے تھے کہ گورنر جنرل بہادر انتشار اللہ قریب تشریف لائے ہیں
 جو بھائی دل بخوبی اونکی عنایت سے نکل جایگا اور تمک جہاں میں کو
 سزا دی جائیگی کہ بہت یاد کریں گے بن لوگوں کو خوف منہ امتحان دلون میں

کھٹکے کہ اب آفت سر پر آئی خواب صبح کے دشمن جان ہو گئے
 ایک دن خواب صاحب تھوڑے صاحبان کے ساتھ مسواک پہنچا
 دروازہ دنگشاک پہلے چنگے جا کر دو تھانے میں پھرتے پہرے
 گزیرے تک بخوبی عیش و عشرت کا جلسہ گرم رہا چنگ رنگ میں حضرت
 تھے جواہر علیخان خواجہ سلار رضا علیخان اپنے سارے کے آ
 سے گوشت کی بخنی مہولی پی کر چنگ پر آرام فرمایا منور آنکہ خواب سے
 آشنا ہوئی تھی کہ کیا رکھ چنگ وہ تھے تین بار حضرت عباس علیہ السلام
 نام زبان مبارک پر آیا اور ایک بڑے مرزا یعنی غازی الدین حیدر
 بھی پکارا بہر صورت حالت غیر تھی وہ بخنی سموم کام تمام کر گئی
 اس میں روایتیں بہت کچھ ہیں مصلحت وقت سے زبان قلم پر نہیں
 آسکتیں واللہ اعلم بالصواب ۲۳ ماہ جب ۱۱۱۱ ہجری مطلقاً
 ۱۱۱۱ھ کو منگل کے دن پہرے گئے چوایح حیات کا گھنٹا ۱۲ برس
 کئی مہینے کی عمر تھی اور مرگنا خیر خلیفہ ارشاد اپنے کے دفن ہوئے
 جنت آرام گاہ اوس دن سے لقب ہوا

قطعہ تاریخ وفات جنت آرام گاہ

زینت افزا شد بفرود سربین

ناگوان رحلت ازین عالم غیور

آہ شاد گنج سعاد مست و وزین

ہر ہمیشہ ہم سال تاریخش خیر

غازی الدین حیدر شاہ



بعد وفات کے کئی برس میں مقبرہ انکھاتیا ہوا صاحبان زینت اور
 ۱۰۰۰ میں یہ تھے پلینڈن صاحب بہادر کرنیل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر
 کرنیل ہامنس صاحب بہادر کرنیل جان ہلی صاحب بہادر اور نواب
 شمس الدولہ نائب اور نواب مشیر الدولہ یعنی محمد علی شاہ دیوان تھے
 ۳۲ پلینڈن اور پانچ ہزار سوار بعد برطانی ملائم تھے مدت ریاست کی سال
 ۱۰۰۰

۱۰۰۰

تاریخ وفات راجہ مکیت اسی

راجہ مکیت راسی سخا پیشہ زن	چون جان پاک خود بچان آفرین چہرہ
رفتم بغور از پی تاریخ سال او	آمدند از غیب کہ قیاس محمد مرد
حال ریاست اب غازی الہ پیر چہرہ	

جب نواب سعادت علی خان جنت آرا منگاہ ہوئے نواب سنان علی خان
 نے کرنیل جان ہلی صاحب بہادر کو اس سانچے سے آگاہ کیا
 انہوں نے حسب منابطہ شتر سوار بھیج کر منڈیاؤں سے پلینڈن واسطے
 بندوبست کے طلب کیں اور مرزا جعفر اور مرزا حاجی کو بلایا اور آپ
 مع ڈاکٹر ٹامس صاحب اور کپتان فارخن صاحب کو ہمراہ لیکر نواب صاحب
 کے مکان میں قشر شریف لائے اور جا بجا پرے واسطے حفاظت
 کے مقرر کیے اور حکم دیا کہ کوئی بدولت اجازت کے قدم اندر مکان کے

رہتے پائے محمد غلام عباس نے یہ خبر نواب غازی الدین حیدر کو پہنچا دی
 وہ بلباس فاخرہ ولایتی کمرین لگائے نواب خاص محل کے مکان سے
 بارہ دہری میں جہل ہوئے آغا میر بھی کسی طرف سے راہ پیدا کر کے
 پہنچا کر نیل صاحب بہادر نواب سعادت علی خان کے سر بالین آئے
 دوشالہ کرا اور پڑا تھا اور بٹایا اور ویلس صاحب نے راستے رنج شک
 دونوں کنپشیں میں نشتر دیا ایک طرف سے تھوڑا خون اور دوسری
 جانب سے اذہ کے چربی نکلی یہاں کیا تھا باقی طبیعت مطمئن ہوئی
 گفتگو ٹیس بنائے کے باب میں مولیٰ شمس الدار کا بھی نام آیا تھا
 لیکن غازی الدین حیدر بہادر کا طالع دیر تھا اس برس کی عمر میں کر نل
 بلی صاحب بہادر کو کمرہ فرج بخش میں لائے اور سند وزارت پر
 حسب آئین بٹھا کر حکم شلک کا دیا ارکان دولت نے نذیرین گزرا
 تاریخ وزارت

وزیر غازی دوران و ستم افاق زہی جلو منارت نمود بادل شاد
 مزارید ز باقی بن کہ تار بخش گو متعید ہو دامن وزارت باد
 مرزا جعفر و مرزا حاجی کا بھی دیر ہوا اب آغا میر کی نیابت احمد کی مشورہ
 آغا میر نواب غازی الدین حیدر خان بہادر کے خواصوں میں منسلک تھا
 رفتہ رفتہ شہر میں صورت ترقی کی دکھائی کاروبار خانگی متعلق ہوا

طبیعت چالاک تھی رنگ زمانے کا دیکھ کر منشی علی نقی خان منشی رزید
بہادر سے رسم اتحاد برعانی یہاں تک کہ ان کو اپنا پر خواندہ کیا اس
درمیان میں لارڈ بیکن صاحب بہادر بھی لکھنؤ میں تشریف لائے
وفات سعادت علی خان سے نہایت ملول تھے اور کمال ہوس
فراتے تھے اور ایسی مرضی مبارک معلوم ہوئی کہ درستی مقدمات کی
حب خواہیہ نواب سعادت علی خان جنت آرام گاہ کو منظور تھی وہاں
تھا کہ صورت و خواہ غازی الدین حیدر بہادر کی ظہور میں آئے لیکن آفاک
نے بطع نیابت نواب غازی الدین حیدر کو اس وادی میں نہ گئے دیا
بلکہ یہ بات برعکس فرمیشین کی کہ ایسا نہ ہو کہ یہ ریاست طرف شمس الدولہ
منتقل ہو جائے جو حق نمک تھا وہ اوکھا آئندہ نواب صاحب بہادر
اختیار ہی انکو و جو صلہ کہ جو نواب سعادت علی خان کو تھا کہاں تھا
وام فریب میں آگئے اقرار نامہ جدید پیش کردہ کرنیل بلی صاحب نے
دستخط کر دیے دوسرے دن خلعت نیابت آخامیر کو نصیب ہوا اور
معتاد الدولہ خطاب پایا مزار حاجی کی صحبت برہم ہوئی گھر ٹھیکے منتظم الدولہ
حکیم مہدی علی خان منتظم خیر آباد ہوئے نو مہینے کے بعد معتاد الدولہ ساتھ
نصیر الدین حیدر کے لارڈ بیکن صاحب بہادر کی ملاقات کو گیا تھا
اوپر سب حال روشن تھا معقول ہوا بلکہ بعد معاشرت فرخ آباد سے

گزشتہ قاری معتادہ نقل کی غلطیوں میں آئی استے دونوں کے پیچ میں مرزا جعفر
 قطعہ

میرزا جعفر کہ دائم از امام جعفر ش	حب و دل بود این برہد و عطا است
بہر تاریخ و فائناتش دین تامل شد	آواز بافتند جعفر نیز جعفر است

نواب غازی الدین حیدر خان بہار نے پھر نظر میرزا جعفر علی مرزا حاجی کو
 بلا کر اپنا مقرب بنایا اور محمد آفرین علیخان خواجہ سرکار کا بھی اس نے اپنے
 امین ستارہ چمکا دیا اور مرزا میرزا بخش اشکا کا زندہ تھا اور سننے کو بلا
 بنائی بہت مشہور ہے۔

قطعہ

میرزا غازی دستور	کہ ہم نام حیدر بچہ و عطا است
نہی رکن اقبال ان ناظر است	جوان آفرین خوان او عطا است
میدار او سپر او فنا	خدا بخش ہمیشہ بفضل خدا است
ہنسا کہ چون کر بلا کر بلا	بچشم جهان خاک اور طبعی است
ز روی بشارت خرد سال	بگفتا کہ این نقشہ کر بلا است

القصہ مرزا حاجی اور محمد آفرین علیخان و دونوں نواب غازی الدین حیدر
 کے شیردرست کچھ دنوں محبت نے رنگ دکھایا چہین سے گزری
 باہم شیر و شکر تھے بیکایک پھر ہر فلک نے گروٹ لی نواب مدد سے

معتدالہ ولہ کو پھر خلعت نیابت سے سرفراز فرمایا مرزا حاجی اور محمد آفرین علیخان
خاندنشین ہوئے بعد کچھ زمانے کے محمد آفرین علیخان ہر گئے تاج پور کی
وفات کی ریب قلم ہوتی ہے۔

قطعہ

چون محمد آفرین رحلت ازین عالم نمود	مدفن او شد بنجا کہ آستان شادون
چون نمودم فکر بہر سال تاسیخ وفات	ہاتقی گفتا کہ ہی ہی کہ در حلت آفرین

میرزا بخش کو معتدالہ ولہ نے مقید کیا بیچارے نے بڑی مصیبتیں دیکھی
مرزا حاجی جو مقید تھے مع گھر بار کانپور کو نکالے گئے۔

تاسیخ

میرزا حاجی کہ آن از سالہا در قید بود	ناگہاں در ابروئے از شہر کردہ این ملک
سال حال سرگذشتش چون ہاتقی ہم	گفت مرزا حاجی بیچارہ رفتہ یک یک

بیکہ مرکز خاطر سرکار ہوا اور گورنر جنرل کو بھی منظور تھا کہ اودہ کی ریاست
آباد و مرثا ہو اس واسطے ارکان دولت انگلشیہ نے نواب غازی علی خان
کو تاریخ ۱۵ ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۵ ہجری مطابق ۱۸۱۹ء تحت شاہی پرچم وہ فرود
کیا بخطاب شاہ زمین شہرت پائی۔ تاسیخ یہ ہے

بجہ شد کہ با اقبال و دانش	بہ تخت شہ جلوس شاہ گردید
زمین و آسمان یک نام عیش است	زما ہی حسرتی تا ماہ گردید

سب ارک باطلی آفاق عالم	طسوج آفتاب جاہ گزید
نظام بگوشم زوزیارت	اکہ شاہ امر و شاہنشاہ گزید

اور سکہ اونچایہ جاری ہوا

سکہ زوہر سیم و زرار فضل و بزمین غازی الدین حیدر عالی نسب شاہین
اور نواب معتمد الدولہ کا خطاب وزیر اعظم ہوا تاریخ وزارت یہ ہے

چون شاہ و زمین صاحب جود و ہفت	شد بروز یک مرصع جایش
اکر زوہر فیہ عظمش منہم خبک	کوہست بمشمار فرست فارس
از نصفت تہات قوی ہر مظلوم	وند جنبہ زیر شد غنی ہر مفلس
سازد قہم شاہ خزن ریا قوت	وز خاک دہ وزیر زہر گزید مس
تاریخ سعید کرونا سنج تحسیر	شاہ اسکنہ وزیر اسطاطاس

حکم اقتدار وزارت برضا اپنے پڑا نے صاحب اور اند کو سچنے لگا اکثر
اشخاص مخالفان کو کا پورہ پوچھا یا کہ ایک چھوٹی سی بات یہ ہے کہ
بادشاہ بگیم اور فیض الیوم کے بیچ میں بڑے بڑے فساد و فتنے
دار و نہ اور فیض النساء ملانی کو سرکار پادشاہ بگیم سے نکلوا یا بڑے ظلم و ستم
ظہور میں آئے تو بت کشت خون کی پہونچی تھی کہ صاحب زیر و زبار
واسطہ اس کے ہوئے اور کو فرخ آباد میں پہونچا یا وہاں جا کر قسطنطین الدولہ
سے سٹے رابطہ اتحاد کا پیدا کیا درمیان بادشاہ بگیم اور ولیعہد بہادر کے

نہ
میں
بگیم
اور
فیض
النساء
ملانی
کو
سرکار
پادشاہ
بگیم
سے
نکلوا
یا
بڑے
ظلم
و
ستم
ظہور
میں
آئے
تو
بت
کشت
خون
کی
پہونچی
تھی
کہ
صاحب
زیر
و
زبار

وہ آتش افروزیاں کیں کہ جبکا بھجانا آب تدبیر سے شہر تہ تھا بننا جان
 پیدا ہوئے دھو بن کے شکم سے قرار دیا پادشاہ کے کئی بھائی اسی
 ماتہ سے غریب الوطن ہوئے بہت شہر میں نظر بند رہے اور یہ بھی
 اور سکایا ہی کہ مستند الدولہ یاقوت اور عروت اور اور صفیون میں بی نظیر تھا
 مگر ہر کسی کو اپنی اپنی زندگی اسکے وقت میں دو بھر تھی غریبوں پر جو حق
 اور اسکے ظلم و ستم کرتے تھے وہ کسی کی فریاد نہیں سنتا تھا مکانات
 رعایا کے بھر چھین لینا ایک بات تھی اور اسے زمین جبریہ پر بڑے بڑے
 وسیع وسیع مکان بنوانے مگر رہنا بھی نصیب نہوا غرض اس نائب کی
 بیدار مغزی اور معاملہ فہمی کی تعریف ہی لیکن سلوک اسکا چہ عام و چہ خاص
 اچھا تھا اسکے عہد عنایت میں زمانہ اچھا عیش و دوست رہا لکنو میں
 آبادی ہوتی گئی اور یہ شخص شعرا کا دوست تھا اب اسکے خاندان سے
 کانپور میں کئی رئیس موجود اور وثیقہ دار سرکار ہیں۔

تفضل حسین کہ بعدہ وکالت کلکتہ میں تھا موقوف ہوا لیکن جہتہ الدولہ
 نے پھر عرق ریزی کر کے محمد خلیل الدین خان کو کہ مقبول سرکار بننا
 وکیل کر دیا تقریباً کروڑ روپیہ سرکار شاہی کا سرکار کمپنی انگریز بہادرین
 فی ہزار پانچ روپیہ داخل کر کے وثیقہ کرایا جسکا سودہ سو سو روپیہ
 حسب تفصیل ذیل وثیقہ جاری ہوا۔

نصیر الدین حمید باو شاه



وید و بادشاہ بہا متشش فناک

رفت و اماں سب را از دستم

گشت تاریخ مسعود استاد

کونیل بان بلی صاحب

مادونٹ رکش صاحب

سردار قمر الدین

سات ہزار سوار اور اکالیس

بہت سلطنت قریب ۵۰ برس کے

بیان سیاست نصیر الدین حیدر شاہ

بعد خلد لیکن کے ابو النصر قطب الدین سلیمان جاد نصیر الدین حیدر شاہ

پچیس برس کے سن میں ۲۰ ربیع الاول ۷۷۷ ہجری دیوالی کے دن

سما شہ تخت سلطنت جوئے تاریخ او سکے جاکو س کی یہی

قطعہ

برقوای پادشہ فیض سان عالم

سال تاریخ جلوس طرب افزہ بشتو

اس پادشاہ کے دو سکے جاری ہوئے پہلا سکہ یہ ہے

پہر مرتبہ شاہ جہان سلیمان جاد

بہر سکہ شاہی دودہ لطف الد

سینہ ڈاکو دروناک شد

بیب صبر و شکیب پاک شد

اتوب آرزو کہ خاک شد

جنرل ریپر صاحب بیٹن صاحب

سردار قمر الدین

سات ہزار سوار اور اکالیس

بہت سلطنت قریب ۵۰ برس کے

بیان سیاست نصیر الدین حیدر شاہ

بعد خلد لیکن کے ابو النصر قطب الدین سلیمان جاد نصیر الدین حیدر شاہ

پچیس برس کے سن میں ۲۰ ربیع الاول ۷۷۷ ہجری دیوالی کے دن

سما شہ تخت سلطنت جوئے تاریخ او سکے جاکو س کی یہی

قطعہ

برقوای پادشہ فیض سان عالم

سال تاریخ جلوس طرب افزہ بشتو

اس پادشاہ کے دو سکے جاری ہوئے پہلا سکہ یہ ہے

پہر مرتبہ شاہ جہان سلیمان جاد

بہر سکہ شاہی دودہ لطف الد

بعد چند روز کے یہ کہ یوں بد لاگب

کہ زور بر سیم و زرا و قتل حق نفل [نائب محمدی خیر الدین حیدر پادشاہ]
اب تک اس سلطنت میں محمد الدولہ وزیر تھے فقیر محمد خان اور سید و خان
و غیرہ سالہ اربع افسران سواری پیادہ اس نائب کے مطیع و فرمان بردار تھے
رسالہ فقیر محمد خان میں ایک ہزار آٹھ سو سولہ اور سالہ سید و خان میں ایک ہزار
سات سو سوار تھے اور افسران پیادہ سوای اسکے سبحان علی خان قہر گنہ
سہ شہر تھانہ صاحب عقل و نیک تعبیر تھا تاج الدین حسین خان کنبوہ محمد
سفارت پر مامور تھا ہر ایک اپنے وقت کا ارسلو تھا لیکن پادشاہ
حرکات محمد الدولہ سے کھٹکتے تھے اس قدر قدرت بخیال برپا ہوئے
فتنہ و فساد و فوج کے حاصل نہ تھی کہ محمد الدولہ پر دفعہ ہاتھ صاف کریں جو
ذکی و عاقل تھے بھائی آغا بھائی آغا ہر وقت زبان پر جاری تھا
مگر دین دشمن فغانان پاپا القور کرستے تھے ظاہر میں وزیر و وزیرین
ترقی کی فہرستیں آتی تھیں ایک دن چاس ہزار روپے نقد کیشٹ خزانہ
سلطانی سے سبک پادشاہ محمد الدولہ کو ملا سبحان علی خان نے کہہ کر کنبوہ اور
عاقبت اندیش شیراز و سکا تھا مزاج میں بہر حال دخل تھا محمد الدولہ سے
بخیال و دراندیشی یہ بات بیان کی کہ نواب صاحب یہ عنایات شاہی خانی
علت سے نہیں کچھ وال میں کالاس ہے باعث تباہی کی ہوگی خبر شرمناک

آپ داناہین و علم عیاری سے دور رہتے گاتر یہی کہ کوئی گل تازہ کھلے
 ایسا نہ کہ ان روپیوں کے لیتے کے عوض دینے پڑ جائیں وہ لڑکا
 قیامت کا ہی مجکوار کا کلام پاؤں ہی کہ ایک دن کہتا تھا کہ وزیر علیخان سے کچھ
 کہتے نہ بن پڑا بہت بھلدی کر گذرا آغا میر نے وجوہ باد کے بشارت پیش
 یہ کہا کہ تم عبارت کا لکھنا خوب جانتے ہو اس مضمون سے خبر نہیں ہم
 خوب اس مطلب کو پہنچتے ہیں پادشاہ کی اگر تہیز اور چال چل گئی تو بہت
 حساب کی آبرو کی اس کے سد باب ہیں یہ روپیہ صرف کرونگا جس
 کرونگا کا محاسبہ میرے ذمہ ہو گا یہ کون باگدان ہی کہ نہ اور ٹھکے گا اور
 اگر یہ گیان بدلتھا راظہور میں نہ آیا دراصل خوشی عنایات سلطانی سے
 سرفراز ہوا ہوں شیر ماورہی فکر بے سود سے دل کو پریشان کرنا بیفائدہ
 ہی القصد پادشاہ اور معتاد الدولہ بظاہر شیر و شکہ تھے ایک دن بے تکلف
 پادشاہ نے وزیر سے قلیان بروت کی طلب فرمائی اس سخاوت پر پیش
 پانچ چار حاضرین مشہور ہی کہ پادشاہ دیجاہ اسکی سرور مہر سے اپنے
 دلیں بہت گرم ہوئے اور طلب فرمائی ناظرین کہینیت ملاحظہ فرمائیں
 کہ کیا نشہ شراب سخت آنکھوں میں جاتا تھا کہ عوض بروت کے یہ حرف
 زبان پر آیا کہ اسوقت اور قلیان تیار نہیں ہیں واللہ اعلم بالصواب
 یہ روایت سنی ہی اب آغا میر کی فراموشی اور دانائی دیکھئے کہ وہ

مناسب فتنہ رفتہ عمل میں لایا کہ رزیدنٹ لکھنؤ سے لیکر صاحبان مدد تک
 وہ رسم اتحاد بڑھایا کہ وہ سب ہم اسکی محبت کا پھرنے لگے معین مددگار
 تھے بہر صورت مطمئن تھا یہ بات دہن نشین تھی کہ ہم چاہیں آج پادشاہ
 بنادیں آخر کار غرض دولت و تدبیر نے یہ دن دکھایا نصیر الدین جب یہ
 پادشاہ کمان تک منبٹ کرتے اسکے غزل کے دہنی ہوئے چونکہ
 امور خاگی میں مختار تھے رزیدنٹ بہادر کو اس بات پر آمادہ کر لیا اور انھوں
 نے فرمایا کہ تم ممتاز الدولہ کو جاری کوٹھی میں بھیج دو ہم گرفتار کر دیں گے آپ
 اس امر میں بہادرت و فرمائیں کہ بیٹھے بیٹھے ناحق کو فساد اٹھے گا
 مختصر یہ تجویز جب قرار پائی نصیر الدین حیدر نے ممتاز الدولہ کو ایک دن
 دوپہر کے وقت خوشی خوشی کوٹھی رزیدنٹی بھیجا کہ تمہیں بڑے چنبے یا کیا کر
 چونکہ آمدرفت جاری تھی اور شہنی درپہ گرفتاری تھی راز پنہان سے
 آگاہ تھا دانا ئی کام نہ آئی بڑی شان و بزرگی سے کئی ہزار سوار پہنچے
 ہم کراپ تھا کوٹھی رزیدنٹی میں پونچھا صاحب کلان حسب سرستہ بدرم
 عمائدین مقررہ پیش آئے کوٹھی خاص میں جگہ دی فقیر محمد خان بغیر حسب قاعدہ
 باہر تھے تھوڑی دیر کے بعد کچھ باتیں مناسب وقت ادھر ادھر کی کر کے
 اوس مقام سے باہر آئے ممتاز الدولہ و امان بیٹھا تھا کہ دوسرے دروازے
 سے دو انگریز جو کہیں گاہ میں کھڑے تھے کرپین حسب ضابطہ بہر ہنس

لیے ہوئے مانند عزرائیل کے اوس کے سر پر آپہنچے اور یہ حکم سنایا
 کہ آپ بموجب حکم بادشاہ سلیمان جاہ کے قید ہوئے ہتھیار رکھ دیجیے
 یہ سنتے ہی چہرہ زرد ہوا روح قبض ہوئی بس کیا تھا قید ہوا کہ ایک سات
 کے بعد صاحب کلان بہادر پھر تشریف لائے اور بہت تشغی اور دلدادہ
 کی کہا کہ نواب صاحب یہ مقام شکر جانیے اضطراب نہ کیجیے بہننے کج لکھی
 عزت و آبرو بچائی کہ بادشاہ کے پنجہ قید و تہرے چھوڑا کر اپنے پاس
 رکھا مگر نہ بادشاہ تھارا دشمن تھا بہت بری طرح پیش آتا اب جوابات کہ
 آنکھوں منظور ہوا اور بہتر سمجھو وہ کہو کہ وہ صورت عمل میں آئے متعالیٰ اور
 آنکھوں میں آنسو بھر کے اٹلج بولا کہ خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب اس بات کا
 میزان عدالت سے امیدوار ہوں کہ تہ آبرو میں نہ آنے پائے صاحب کلان
 بہادر نے بہت اطمینان فرمایا کہ خاطر جمع رکھو ایسا نہ ہو گا اب فقیوں کا
 حال سنئے جنکو دعویٰ تھا کہ جہان پسینا نواب صاحب کا گر گیا میزان اپنا
 خون گرائیں گے ہر ایک باہر اپنے مقاموں پر بیٹھے تھے کہ یہ حال اپنے
 آشکارا ہوا نہایت دست پاچہ ہوئے اور ہر در بقلین جھانکنے لگے
 ساری رفاقت اور بہادری بھول گئے ہر اسان اور پریشان اپنی اپنی جان
 اور مال کی خیر مناسقے تھے یہاں تو یہ معاملہ گذرا و میزان نصیر الدین حیدر
 بادشاہ خوش کہ متعالیٰ اور گز قرار ہو گیا اوس وقت یہ حکم جاری فرمایا ابھی

متوسلان معتدالہ دیکھ کر قمار میں اور سدن شہر میں عجب ہنگامہ برپا تھا
 کہ چوبار سلطان فی ہرے لیے ہیرے ہر طرف کوچہ بہرزن میں تھے
 جہاں کچھ بھی تپا پاتے تھے کہ یہ شخص آغا میر سے سروکار رکھتا تھا اور
 بلاتامل گرفتار کرتے تھے مکان پر چوکی پہرہ بٹھاتے تھے انقبضہ میں
 اس معاملے میں بہت لوگ گرفتار ہوئے زیادہ تھیں آگئی بیکار ہے
 سارے شہر میں کھیل مچ گئی اکثر دن کے گھر میں سامان شب عاشور تھا
 اب نیسے صاحب کلان بہادر نے معتدالہ دیکھ کر قید کر کے اجازت دی
 کہ بسواری فیل اپنے گھر جاے اور وقت کا عالم کیا بیان کیا جاتے دروازہ
 سیلے گارڈ سے آغا میر کے مکان تک ایک از دو حام تھا کچھ نہیں اور کچھ
 خوش صورت قید کی مکان پر یہ تھی کہ ایک کہنی انگریزی واسطے حفاظت
 آبرو کے امور تھی ہنڈیا دن سے آتی تھی اور ہر فتنہ میں سکی جہاں بھی
 ہوا کرتی تھی لیکن قید ہونے کے بعد مہاجن اور بیوپاری وغیرہ کہ جبکا
 روپیہ اور سکے نوے کثیر تجارت دن دروازہ گھیرے رہتے تھے
 اوقات خواب و خور آغا میر کی اس کے ہاتھوں سے تنگ تھی یہ معاملہ
 کچھ سرکاری نہ تھا صاحب کلان بہادر نے حکم دیا کہ جلد زیر قرضہ کہ لازم الادا
 رہتی اور کرے اور ایک انگریز بھی مامور تھا کہ اس سے میر روشن علی کے
 ہاتھوں سب کا قرضہ ایک کے چار حسب درخواست و خواہیوں کے دلوں

بعد غرسے کے آغا میر غزت و آبرو سمیت بقعدن صابکجان بہادر کے
 مع زن و بچہ و مال پہ اسباب لکھنؤ سے کانپور کو گیا تیس لاکھ روپیہ بابت
 ضمانت اور تنخواہ کے جو خزانہ زریں دہلی میں جمع تھے اور وہ جملہ ملاک کو لکھنؤ
 ہنوالی تھی محاسبہ شاہی میں محبوب ہوئی مگر یہ کون بھی بات ہوئی راوی بیان
 کرتے ہیں کہ اسباب اور جواہرات وغیرہ کے سوا ہی چالیس ہینتالیس
 چھکڑے فقط اشرفی اور یہ میوں کے یہاں سے اپنے ساتھ لیکیا
 چنانچہ کانپور پہنچتے پہنچتے ایک چھکڑہ اشرفیوں کا اعظم علی داروغہ
 راہ سے گم کیا اور اس وجہ سے باہم صورت ملاں کی پیش آئی خلاصہ
 اس تحریر کا یہ ہے کہ باوجود اس خرابی اور بربادی کے آغا میر نے کانپور
 جا کر پچیس ہزار روپیہ کا وثیقہ تازہ سرکار انگریزی سے اپنے نام کا جاری
 کروایا وہ آج تک اسکی اولاد کو ملتا ہے اور اسے مکان میدان جوہن
 تعمیر کرائے اب یہ روایت سنئے کہ جب آغا میر قید ہوا فیض اللہ خان
 اور میر فضل علی جو فرخ آباد میں نکالے ہوئے تھے خفیہ پھر اس شہر میں
 آئے اور بواسطہ بادشاہِ بگیم کے میر فضل علی نے وزارت پانی اور
 اعتماد الدولہ خطاب ہوا منتظم الدولہ اور مرزا حاجی بھی بامید وزارت کانپور
 سے شہر لکھنؤ میں آئے تھے لیکن منتظم الدولہ اور اعتماد الدولہ میں ہوا
 سنوئی مایوس پھر گئے لیکن مرزا حاجی رفاقت منتظم الدولہ سے کنار

کر کے رفیق اعتماد الدولہ کے پیش پر لگا بیٹھا غنیمت جانتے تھے
 اعتماد الدولہ اور الہام تھے اس درمیان میں رقیہ اقبال الدولہ کو کپتان کے
 بیٹے کا زیادہ ہوا عہدہ جہیلی کا پایا کاروبار سلطنت میں بھی دخل کمال ہوا
 طبیعت بادشاہ کی اعتماد الدولہ کی طرف سے پھر گئی لوگوں نے یہ
 نو بہن نشین کر دیا کہ یہ شخص اعتماد الدولہ سے ویرودہ ساز رکھتا ہی تو فوت
 کیا لیکن ایسا منیت میں محالاکہ وہ خود خانہ نشین ہوا اور تھوڑے عرصے
 میں بیمار ہو کر دنیا سے گزرا اور لاش اس کی کر بلاؤں کا بخشش میں دیا
 ہوئی یہ بادشاہ مجاہد بڑا شیر شہم و دریا دل تھا سخاوت میں بی نظیر ہوا
 چار روپیہ کانو کر تک اس عہد سلطنت میں امیر ہو گیا مہینوں تنخواہ میں
 پاتے تھے لیکن سب طرح فائز البال تھے اپنے جملوں کو اس شاہ
 نے بڑے بڑے مرتبے اور رتبے بخشے یہ وثیقہ اور شاہزادہ عمر کا
 نواب ملک زمانیا محمد علیا ————— تاج محل ————— سلطان علی اور سلطان

پیشا محل
 معہ تک

اس بادشاہ کے زمانے میں محلات میں قدسیہ محل کا اقتدار
 بہت تھا اور اس محل نے بڑی سخاوت کی اور کروڑوں روپیہ کا خرچ
 کیا سارا شہر ایک اس محل کی سخاوت کا فائز مگر یہ بھی کسی

جب سے آخر کو میرا کھاکر فنا کر گئیں۔

اس زمانے میں منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان کانپور سے بلا کر عہد
وزارت پر سرفراز ہوئے تھے نظم و نسق ملک سب دستے تعلقات
قدر و منزلت کمال میں نظر تھی حضور خطاب و یا شخص منتظم اور معاملات مالی
میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا اور اسکی بہت سے لوگ دشمن تھے خصوصاً
قدیمی خائن و بے ایمان اس شخص سے جلتے تھے یہ ناسب منتظم اور
کفایت شعار تھا خوب ہی انصرام خدمت نیابت کیا اور اسی عہد میں
حضرت کلبوہ بھی بڑے مقرر اور صاحب اقتدار تھے تاج الدین حسین کی
لیاقت و سفاقت مشہور ہی لیکن تاج الدین حسین اسی فکر میں رہتا تھا
کہ حکیم مہدی علیخان منتظم الدولہ کو اس عہدہ وزارت سے گرا دے چاہتا
ہو پادشاہ بیگم سے ملکر پادشاہ کی خاطر میں حکیم صاحب کی طرف سے
شک ڈالا اور آخر کار وہ معتبور معزول ہوئے جسکی تاریخ معزولی
شیخ امام بخش نانچ سے یہ ہے

قطعہ تاریخ

افتاد حکیم از مراتب
از حامی حکیم مرثت بر گیر

تاریخ بطرز فورستہ کم
ستہ مرتبہ نصف نصف کم

مکہ عزالہ اسکا باعث برہمی وزارت صاحب رزیدنٹ ہوا خلاف راہ و رسم
یہ بات ملو میں آئی تھی کچھ کچھ مدت نے ولیم گھر کیا چونکہ پادشاہ
نہیم اور تحصیل کمال تھا بڑے ہنر مند یا لیکن پادشاہ بگیم اور وارو غہ حسین علی
امدادانی بگیم کی صلاح سے روشن الدین محمد حسین خان فرزند نواب
اشرف علی خان نے خلعت وزارت پایا یہ وزیر بھی سخی تھا اکثر عمارت
بھی اپنی وزارت میں تعمیر کرائیں اب تک کوٹھی روشن الدین کی
معروف بہ قیصر پند مشہور ہی تاریخ بنیاد یہ ہے
کیا رشک ارم ہے کوٹھی

اس وقت میں راجہ درشن سنگھ راجہ بھتا اور سنگھ بڑے
نرمی عزت و بڑی اختیار تھے بکر اور گارہ وقت مہاراجہ ہنسنگھ
بہادر بہن و علی ہزار راجہ درشن سنگھ غالب جنگ قوم کو مٹی جکھا دینا
راجہ جی لال سنگھ بغاوت کے جرم میں بمقام لکھنؤ پھانسی دیا گیا
بڑا صاحب اختیار تھا اکثر عمارت شاہی زیر اہتمام راجہ بھتا اور سنگھ
تعمیر ہوئے نواب سعادت علی خان سینے جو روپیہ جمع کیا تھا اور بعد
مرگ غازی الدین حیدر پادشاہ کے باقی رہ گیا وہ مع آمدنی ملک کے
اور دھنوں میں جو کچھ روپیہ رکابی ملا وہ سب اس پادشاہ نے مرگ کیا
سودا خاوت کے جرات و تبت اور کروڑوں کی بودا خاوت میں سیائی تھی

مزاج نہایت برق تھا آخر میں بعض بعض نمک حراموں کی سازش
 سے پادشاہ بیکم اور پادشاہ مین ملال ہوا اور فوت ہوا اور فوت ہوا اور فوت ہوا
 اس لیے پادشاہ بیکم نے مناجا کو لیکر الماس باغ میں انتقامت اختیار کی
 تھم غنا و کا دلون میں پڑ گیا روز بروز ترقی رہی کئی ہزار آدمی جس کا
 پادشاہ بیکم نے نوکر رکھے نگاہداشت جاری کی اس بابت پادشاہ نے
 اور بھی مناجان کے فرزند ہونے سے انکار نہیں کیا اور آئندہ الغیب عند اللہ
 استہارہ دیا کہ وہ فرزند میرا نہیں ہی اور انواع انواع کے معالے پیش
 آئے کہ اوسی زمانے میں پادشاہ نے بھی فرج بخش چتر نزل چھوڑ کر
 دلکش میں رہنا اختیار کیا اسکے بعد پادشاہ نے اپنی عمر عیش و نشاط
 میں بسر کی کوئی دشمن اندرونی و بیرونی برسرِ عداوت نہ رہا صاحبانِ انگریزی
 اس پادشاہ سے موافق رہے عیاش و مخکار دوست شدت تھا اگرچہ سب
 نادر کہ مزاج تھا لیکن سخی و قدردان تھا اندر فتنہ سابق کرو و ناپسید صورت
 لایا اسکے عہد سلطنت میں خاص صفتیں یہ تھیں کہ اہل تجارت کو رفاہ ہوا آمدنی
 بھی نہیں ملے ملک بھی آباد و بار عہد سلطنت اب سیاست بھی بہت تھا
 اچھے اچھے شعرا اس زمانے میں تھے اپنے مذہب امامیہ کا بہت پابند تھا بلکہ
 انھیں کے عہد و دولت سے اس لیے کہ وہ میں تھی بکری ناسی ان معنی حکیم
 جو کسی مرتبہ عہدہ وزارت سے سرفراز اور مغرور ہوا بعد اسکے زمانہ روشن الدولہ کا تھا

تقریب تھا اسی بادشاہ کے عہد میں کوٹلی یا تھیر تھیر تھیر ہوئی اور
 اچھی اچھی اور عمدہ عیدہ تعمیرات طیار ہوئیں اور صاحب بریڈنٹ سے
 دوستی رہی گوشتی کے کنارے بکثرت مکانات تعمیر ہوئے۔
 اس وقت میں اکثر اس سلطنت کے کارپرداز اور دیکھنے والے موجود
 ہیں اور بہت کچھ بتائیں گے جو معلوم ہی لیکن مختصر میں گنجائش حاصل
 نہیں آخر میں ملکہ اس وقت اس شاہ جم جاہ کے ساتھ دغا کی زہر دلوادیا ایسے
 بات بھی زبان زد خلالت تھی کہ وہ دنیا مہری نے زہر دیا اور بعض کو عقل راج
 لگاتی رہی بعض حکام اس کی ناپسندیدہ صاحب بریڈنٹ کو یونین اسٹریٹ اسکے
 بارٹالنے میں مشورہ ہوا غیب شد۔ ۳۰ برس لٹا فی ۱۸۵۳ء ہجری مطابق ۱۸۵۳ء
 جماد کے دن ۲۵ برس کے سن میں وفات پائی اپنی کریمین کہ اوپر
 دریا کو گوشتی کے تعمیر کی تھی وہیں ہوئے خلد نزل مقبہ مشہور ہے

مریت سلطنت ابرس جو یوم تاریخ وفات یہ تھی
 رفت شاہ جهان سلیمان جاہ سوی جنت زہر بارگاہ او وہ
 ہاتھ گنت از سر غیس پارم رفت پاوشاہ او وہ
 کرنیل جان کو صاحب بہادر بریڈنٹ تھے معتد الدیورہ و اعتماد الدیورہ
 منیار الملک سی فضل علیخان بہادر سیادت جنگ روشن الدولہ میر الملک
 محمد حسین خان بہادر قائم جنگ رکن یکین خلافت و بازاری آفتاب سلطنت

و شہزادہ سی قیوم جنگ بدارالہمام وزیر الملک فتح الدولہ مہدی علیخان بہادر
جلاوت جنگ اقبال الدولہ بہادر سپہ سالار الدولہ بہادر معظم الملک کپتان
فتح علیخان بہت جنگ منشی الملوک فخر الدولہ ویر الملک بہادر
عن سنگہ بہادر ہوشیار جنگ متخلص بزخمی و ظہیر الدولہ مصلح الملک
علامہ بھی خان قیوم جنگ منیر الدولہ بنا بعد اس کے شرف الدولہ مظفر الملک
محمد ابراہیم خان بہادر سی قیوم جنگ بعد اس کے رکن کین خلافت جہانگیر
اعتقاد و سلطنت شہزادہ امیر الامراء دارالہمام وزیر الملک یار و فاضل
سیستم ہند نواب امین الدولہ عمدۃ الملک امداد حسین خان بہادر و فاضل
یہ سب بدارالہمام اور کارپرداز سلطنت تھے۔

بیان حال بایست فیج الدین خیر محمد مہدی افریقہ نجات بہادر
عرف مناجان

صاحب بریڈیٹ خبر وفات کی پانے ہی بارگاہ پادشاہ میں تشریف
لائے کہ بنظر تقدیم بالخط پہنچے ہزار سپاہی مع توپوں کے واسطے
حفاظت خزانہ وغیرہ کے بامور کیے اور مخالفت آمد و رفت دوست
و دشمن کی عمل میں آئی بعد اس کے محل میں جہان نصیر الدین حیدر شاہ
جان طلب تھے گئے دیکھا کہ حضرت نے حضرت سے آہ سرد کھینچی
جان بحق تسلیم کی اس وقت ہاتھ کی فضا بھی کھولی گئی مگر اونٹیں کیا بات تھی

اب سینے حبذا کر نیل جان لوصاحب بہادر کو یقین کابل ہوا کہ افسر حسین
 ناگاہ دنیا سے گذرے ایک کاغذ دست آویز کا تعلق میں نمودار ہے
 کہ جو کچھ خواب گوئی نیریل بہادر شاہ فرامین گئے ہم حمد نامہ جلد پڑھ
 یو ستھلا کر دیتے پاس نصیر الدین کے تھیں آفرین یہ ستھلا منظر
 ہو کر آگیا ابھی یہ گنگو کرسی نشین مطلب نبوی تھی کہ پادشاہ بیگم مع مناجا
 کے کہ بنا صلہ چاریل بارگاہ سلطانی سے اللہ اس نام میں تھیں باجوہ
 حکم ماعت رزیدت بہادر کے باوجود کثیر بعد گذشتہ تین ہفتہ رات کے
 وودت پر کہ پوچھیں کر نیل جان لوصاحب بہادر کہ تھیں کہ تھیں ان
 جلوس میں سرگرم تھے یہ خبر سنتے ہی سخت متحیر ہوئے اور کہتے ہیں جس
 کو اجازت دی کہ میرا نظارہ داندہ سیرانی کو حکم فرما کہ کوئی یہاں نہ دے
 اجازت نہ آئے پائے اور دشمن الدولہ بہادر سے تاکید فرمائی کہ تم
 سد باب مقابلہ بادشاہ بیگم کا کرو اور لفتنت بیکس صاحب کو یہ فرمایا کہ تم
 سپاہ انگریزی سنڈیا نوں سے لاکھ کپتان ہمیں باپن صاحب بہادر سے
 مدار سے پر آئے اور گنگو کے لایم مقابل سے ہماری پیش کریں گے
 کہ یہ حرکت تمہاری باعث ہرادی مطلب ہوگی یہ کہ سنتے تھے اور دے
 آگے دن پر سوار تھے بزرگ و ہوا توڑ کر مکان سلطانی میں اسے
 گھر کی تلج و آئے بلکہ کپتان جس صاحب اس حیلش میں مجبور بھی ہوئے کہ

بتیغ زبان وہ بھی کام کرتے رہے گفتگو سے نہ باز آئے کہ دیکھو انجام اس
 آغاز کا بہت نبون پیش آگیا بھر کھٹ یہ تو گرفتار ہوئے سپاہی پادشاہِ گیم
 کے یک قلم شیریں کھینچے ہوئے اور توڑے بند و قون کے شیر اندرون
 حجرے کے پونچھے کرنیل جان لوصاحب کو اپنے قفسہ میں کیا اور
 نصیر الدولہ اور امجد علی خان اور کافرزند اور عظیم اللہ خان اور رفیق الدولہ
 اور روشن اللہ وغیرہ ایک مکان میں نظر بند تھے اور یہ لوگ ایوانِ شاہین
 بہر جانب پھرتے تھے اور ہتھیاروں کو بدلتے تھے قریب و ہزار آدمی
 کے تھے اس شور و فل سے پادشاہِ گیم نے مناجان کو لا کر تختِ سلطنت پر
 بٹھادیا اب ہر طرف نواح رنگ کا ہنگامہ شروع ہو گیا سلامی توہن کی
 حسبِ عادہ ملبور میں آئی اوس جگہ مشعلین بیشمار روشن تھیں کشمکش
 حد سے زیادہ تھی کرنیل جان لوصاحب بہادر پر ایک یورش کا ہنگامہ
 نازل تھا یہ کہتے تھے کہ تم حسبِ آیین و ضابطہ کے اپنی زبان سے
 مناجان کی سلطنت کا اقرار کرو مگر انکی زبان سے کب یہ کلمہ نکلتا تھا
 ہرگز نہ کہا خداوندِ کریم نے اوس وقت صاحبِ بہادر کے حال پر رحم فرمایا
 کہ اور لوگوں نے اگر حسبِ الحکم پادشاہِ گیم کے اس گروہ کے پنجہ سے نجات
 دیوائی اور سب مقتدر ہے اب جان لوصاحب بہادر جو افسانے ہاتھوں
 جانبر ہوئے پادشاہِ گیم سے سوال و جواب شروع ہوا کلمے صاحبِ بہادر

یہ تھے کہ اگر سر موہا دے کہنے سے انکار کر دی تو اس خاتم نہایت زبون
 دیکھ کر اپنے ہاتھوں آپ گرفتار غنیمت نہو میرا تین تھیں کہ فروج
 انگریزی طلب فرمودہ صاحب مدین کی منڈیاؤں سے آپہنچی ہنگامہ حرب
 و ضرب گرم ہو ایگنس صاحب کہ سرکار شاہی کا ملازم تھا اسکے رسالے کی
 توہین واسطے سلامی مبارکباد کے آئی تھیں برعکس پیش آنی بوجہ چار چتر
 لال بارہ درمی پر پڑنی شروع ہوئی، اس آدمی پادشاہ بیکم کی طرف کے موج
 اور بارے گئے اور تین سپاہی انگریزی زخمی ہوئے غلویت اللہ
 غلام محی خان نے کہ اوں دنوں میں مقید تھے کیا جرات کی کہ اس سر
 میں کوئی فرج بخش کی پشت سے لب یا کو دپڑے پاؤں میں چٹائی
 کشتی میں جا چھپے پادشاہ بیکم نے مناجان کہہ ابریکاسن اس وقت میں تھا
 مع الامم بخش کا زندہ رکے گرفتار ہوئیں جو ذلت کہ اس کے پیش آئی زبان
 زمین غیرت اور شرم آئی ہی آخر کار بی گارو میں اگر حفاظت تمام مقید ہو
 جس قدر اس پادشاہ فقیر الدین حیدر کے جوان مرے اور حشر سے
 جان دینے کا بندہ فوس چرچا ہی اور سیدہ مناجان کی بے غیبی کا اور
 پادشاہ بیکم کی کم قسمتی کا بیان زبان خلافت پر ہی مینی یہ فرزند پادشاہ کا
 بظاہر مع الدین حیدر محمدی مرزا فریدون بخت بہادر جو خاص شاہزادہ
 ہوتا ہی محروم تھا اور حیات پادشاہ کے بے غلط مراتب و بیامان

محمد علی شاہ



رہتا تھا اور چار سات کے کہ پادشاہ کو اسے ملاں کمال حاصل تھا پادشاہ حکیم
 کے ساتھ تھا وہ پرورش کرتی تھیں پادشاہ نے طیش میں آکر
 مغنوب اور عاق کر کے باجرامی اشتہار فرزند ہی سے خارج کر دیا اور
 سلطنت کے حق میں یہ وجہ سرکار کو چشم پوشی کی ہوئی یہ انقلاب بہت
 بڑا ہوا فقط

بیان حال سیاست نصیر الدولہ محمد علی شاہ

حقیقی
 ابو الفتح معین الدین سلطان زمان نوشیروان عادل محمد علی شاہ پادشاہ عم
 پادشاہ مغنوب یعنی فرزند نواب سعادت علی خان جنت آرا سنگاہ کو صاحب کلان
 نے بعد دستخط کاغذ مذکورہ کے نظر بندی سے نکال کر بخشی تمام اپنے
 پاس بٹھایا اور حکم دیا کہ وہ مکان تخت گاہ شاہی جلد صاف کرے
 معاکار پروازان نے لاشیں تو دریا میں پھینک دیں اور مخدوم کو وہاں
 دور کر کے ایوان شاہی کو پاک کیا ۳۴۔ رجب الثانی ۱۲۵۳ ہجری کو یہ
 چڑھے صاحب کلان بہادر نے روبرو افسران فوج کے محمد علی شاہ
 ۶۰ برس کے سن میں تخت نشین سلطنت فرمایا اور تاج شاہی حسب آئین
 سر پر کھرا پادشاہ او وہ اپنی زبان سے کہا توپین مبارک باد کی حسب ضابطہ
 سرزمین نذرین گزیرین خلعت ہوئے خاص عام کو طمانیت حاصل
 تاریخ تخت نشینی یہ ہے

شہ عرش تمکین ملک تہدار چوگرید پشت و پناہ اودہ
 سرخشاہ سردولت آواز داد محمد علی گشتہ شاہ اودہ
 اور سکے بھی اس پادشاہ کا تاریخی ہی

بجود و کرم سکے زد و چون محمد علی پادشاہ زمان

جو وقت دربار بخواست ہوا محمد علی پادشاہ کنیل جان لر صاحب ہوا کہ
 خلوت میں لائے اور فرمایا کہ رہنا پادشاہ بیگم کا شہر لکھنؤ میں مناسب اور نیا

نہیں ہے کس واسطے کہ یہ عورت بڑی فتنہ انگیز ہی ہر دم اسکی وفات کے
 مذاق دادہ ایجاد ہوگا صاحب بہادر نے کہنا اور مذاق قبول کیا ۱۲ تاریخ کو

آدھی رات کے وقت بحرست سوار پیادہ ہای انگیزی کا پور روانہ
 ہوئیں وہاں ایک مکان میں بکمال حفاظت نظر بند ہیں اور وہاں سے

قلعہ چار گڑھ میں پنچھین دو ہزار چار سو روپے مالانہ واسطے درجے خزانہ پادشاہی کو
 ۱۶ محرم ۱۲۶۲ ہجری مطابق ۱۲۶۳ م کو مناجان نے انتقال کیا

وہیں دفن ہوئے (نرہنی رفت) تاریخ وفات کی ہی دو لڑکی یا لڑکا
 چھوڑ گئے ۳۲ صفر ۱۲۶۳ ہجری پنجشنبہ کے دن پادشاہ بیگم نے اس

جہان فانی سے کوچ کیا (آہن قضا کر آج) تاریخ وفات ہی
 اس پادشاہ نے خوب سر انجام خبر ہوکل امور سلطنت کا کیا اسوجہ سے کہ

تربت یافتہ نواب سعادت علی خان کے تھے مسن اور کام آرزو تھے

برادر پوری اور زقا نوازی نے رونق پائی اتظام وزارت ملک کا بھی رجوع
 ظہور میں آیا آمدنی کا بھی اتظام ہوا زر کثیر اپنے عہد سلطنت میں جمع کیا
 اور باوجود ضعف و پیری اور کثرت امراض کے ہر چیز کو کل کار سلطنت کا خود
 کرتے تھے اس پادشاہ کے وقت میں صورت برعہی کار سلطنت بدل
 بخوش ہلوی ہوئی لیکن باوجود اس بے در مغربی کے نکاح اموی نے
 وہ کام کیا کہ باہم متفق ہو کر تنخواہ رسالوں اور پلٹنوں کی دود و اوڑھن
 جگہ وصول کی اسی رسالہ اور پلٹن کی تنخواہ جمع خرچ سلطان پور میں بندج اوی
 پلٹن کی تنخواہ کاغذ خیر آباد میں اور اوی کی تنخواہ علاقہ گوندہ دہر لیج میں
 اور اوی کی تنخواہ خشکی لکھنؤ میں پڑتی تھی لاکھوں کا تغلب ہوتا تھا
 سچ ہی جب کار پر داز ہی یہ کام کریں پادشاہ کیا کرے خلاصہ یہ پادشاہ
 بہت نیکسیت تھا کسی کام خیر کے انتظام میں بند تھا لاکھوں روپے
 ارگاہ حضرت عباس کی ترمیم میں صرف کیے اور درستی مہر اور روضہ
 حضرت عمر کی طیاری میں خرچ کئے اور ہزار روپیہ مہینا اون ہندی لوگوں
 کے واسطے مقرر کیا کہ جو کربلا میں زیارت کو جاتے ہیں اور متوسلوں کو
 بواسطہ صدر یہ وثیقہ بطور منطیقہ مقرر کیا

دعا جان محل انوار ملکہ جهان فخر الزمان
 سلطان آرا بیکم
 شہزادے اور اوسے محل
 ملے اسم
 رعبہ اسم

شرف الدولہ محمد ابراہیم خان ————— عظیم حسن خان

الہیہ ————— الہیہ

شہزادین ————— مہرقات

اس ————— اس

ایضا موت واسطے امام بابہ حسین

—

اور بہت سارے وزیر اور ادریکانات اپنے عزیزین کو تقسیم کیے یعنی
 ہر ایک کو صاحب ملک و راجہ دل کر دیا متیاج دوسرے کا نہ کھا
 کرم پروری انکی مشہور ہستی کہنہوں سے کمال نفرت تھی روش مالک و کونیا
 منسوب بنوئی اسی نمایاں مر گئے کیا وجہ کہ سبحان علی خان دوست انکے
 کا پر داز تھے مقتلم الدولہ کو فرخ آباد سے بلا کر اپنا وزیر بنایا اور وزیر الدولہ
 کو انکی جرنیلی دی صاحبان صدر انکی روضہ نیک سے بہت احسن اور
 محفوظ تھے ہر خراجہ شہر میں مقبول چوتی تھی عمارت حسین آباد وغیرہ
 جو کچھ تعمیر کردائی عمدہ یادگار ہی فصل مکان میں منسلک ہیں ہوگا مگر موت نے
 بچھڑا آپ محرق نے ۶۸ برس کے عمر میں کام تمام کیا ۵ ربیع الثانی
 ۱۰۸۰ ہجری روز شنبہ کو وقت رات کے احوال فرمایا اور حسین آباد میں
 دفن ہوئے فردوس منزل کہلائے۔

امجد علی شاہ



ساختہ برتخت خلافت جلوس از مد سبط رسالت پناہ
 ساختہ الفت پی تاریخ منکر تابووش بار دران بارگاہ
 مصرعہ جربہ در تافت شنید تاج داوڑ نگ مبارک بشاہ
 اور سکھ اس پشاد کا یہ جابی تھا

در جهان مرد کہ شاہی جائیداد نخل حق امجد علی شاد زمین عالم پنا
 یہ پادشاہ کمال دینار خدا پرست اپنے مذہب کی ترقی بہت مد نظر تھی
 عدالت کا کام سلطان العلما اور سید العلما کو سونپا اور ان کے عہدین
 سلطان العلما کا کمال دور دورہ تھا اہل ہندو اور سنت جماعت کے
 عروج پر سد کرتے تھے کتنے ہندو مسلمان اور کتنے سنی شیعہ ہو گئے
 بازار اس امر کا گرم بازار زکوٰۃ شاہی ہر برس سلطان العلما کو سرکار شاہی
 سے ملتا تھا وہ اپنی رائے پر جب کو چاہتے تھے تقسیم کرتے تھے
 مخنت یعنی چھوٹے کام نگین اور جہان جہان اس شہرین بتے تھے ان کے
 حکم سے نکالے گئے اسکے ہال کے بعد بیچارے خاندان برباد آباد
 ہوئے اور مدرسہ شاہی کی بنیاد اور صدقہ کی گلی ان کی ملت میں ہوئی پل اپنی
 بنو یا شرف الدولہ کہ عہد ولیم ہی میں نظرون سے گرے تھے اور کو بعد
 تین مہینے کے عہد وزارت سے موقوف کیا اور امین الدولہ اداؤ کا
 کو خلعت نیابت دیا اور پیشدستی کے عہدے پر کمر علیخان نواب لکھنؤ

کے بیٹے کو مامور کیا اور دیوانی مشیر الدولہ بہار کی چلی آتی تھی وہی دستور
 رہی اور سید غایت علیخان معین الدولہ جو بادشاہ کے مامون تھے انکو
 ملک کی نظامت اور امور سلطنت کے مشورے کے لیے مقرر کیا بعد وقت
 اکبر علیخان قطب الدین حسن خان کو پیشدستی وزارت کی ملی اور بعد اسکے
 معین الدولہ کو پر عہدہ نصیب ہوا لیکن امین الدولہ اور معین الدولہ میں بہت
 ناموافقیت کی ظہور میں آئی لوگوں نے بادشاہ کا دل امین الدولہ کی
 طرف سے باتوں میں پھیر دیا کہ ورت نے یہ دن دکھایا کہ امین الدولہ
 ناچار ہو کر مستعفی ہوئے اور گھر بیٹھے مگر معین الدولہ کو عہدہ وزارت
 نصیب ہوا منور الدولہ بہادر کانپور میں تھے بلا آئے خلعت وزارت کا
 انکو دیا گیا کئی مہینے معین الدولہ کا روبرو سلطنت میں مصروف رہے
 مگر چاہہ کنہہ راجاہ و پیش یہ بھی بادشاہ کی نظروں سے گرے کہین
 میل آیا یہ بھی گھر بیٹھے اب منور الدولہ تنہا کاروبار سلطنت کا کرتے رہے
 چونکہ آرام طلب تھے مختلفین بات دن کی گوارا نہ ہوئیں عہدے سے
 معزولی ہوئے پھر امین الدولہ بہادر اپنے عہدہ وزارت پر بدستور
 قائم ہوئے نواب حامد علیخان اتحاد الدولہ کے خویش کو سررشتہ
 پیشدستی کا ہوا اسکے بعد سید الدولہ علی محمد خان فرزند میر بندہ علی کے
 پیشدستی ہوئے سید الدولہ عجب عروج و چالاک تھا ایک دن جلسہ ہارن

جملہ دکنی علاقہ داران و زمینداران کو طلبہ کے بہت بھرتی اور ستمات
 بیان کی کہ جس سبب ضرورت روپوں کی بے پناہ تقاضی و غیرہ و پیش ہو
 وہ معروضے اپنے مہر کی و خطی اور محکمہ کے لکھنؤ میں اور نہایت خور و سکاک کا
 حسب لیاقت اپنی اکثر دنوں نے درخواستیں لکھ کر دیا کہ اس شخص کی کار کا
 دیکھا چاہیے کہ وہ سب کو اخذ کر کار شاہی میں پیش کر کے درگاہ سے
 حاصل کیا اور اپنے مقروضین میں لایا یہ بیچارے سب اس سے محروم
 رہے سبحان اللہ کیا گھر عالیشان تھا کہ ہزاروں محتاج نواب و بزرگ
 کو بھی باری ڈھارٹی وغیرہ راجہ اور دولہ اور بہادر ہو گئے سچ ہی دیکھو
 چراغ شہستان ہند کا تھا اور جو سامان امارت یہاں اس آخری وقت میں تھا
 وہ کسی ریاست میں نہ ہو گا ایک یہ حال بھی قابل فکر ہی کہ غلامی ہجری کو
 انھیں کے عہد سلطنت میں نواب مہم مقام الدولہ بہادر فرخ آباد کے
 نواب لکھنؤ میں واسطے ملاقات بادشاہ معروض کے آئے تھے جن عین
 بوکہ عمارت عمدہ اور باغ پر فضا تھا اور میں جب الحکم شاہی فروکش ہوئے
 بلکہ وہ باغ خاص سو واسطے مقرر تھا کہ جس میں اور امیر جلیل القدر کی خاندان
 شاہی میں کسی کبھی شادی ہوتی تھی اور سکویہ باغ غایت ہوا تھا چنانچہ
 شادی مرزا فیض الدین حیدر بادشاہ کی اور مرزا عالی جاہ اور مرزا والا جاہ
 پسران ولی الدولہ مرزا حیدر شاہ پوری کی بھی اور میں سر انجام پذیر ہوئی تھی

اکثر اسطرح عائد کو عنایت ہوتا تھا اور رئیس تازہ وارو بھی اوس میں اوتارا جاتا تھا چنانچہ کارن صاحب بہادر سو اگر جاگیر وار کوڑیا کا سنگھ کے بھی زماور نصیر الدین حیدر میں وارو شہر موسے کو کو بھی سبب غراز و قنار کے بذریعہ پرچہ پام میجر جان کو صاحب بہادر کے یہ مانع عنایت ہوا تھا اسی مانع میں صاحب موصوف نے لاکھ روپی صرف کر کے محرمین تقریر داری بڑی دھوم سے کی تھی وجہ اس تقریر داری کی یہ تھی کہ انکی بی بی سلیمان تھی او کو کمال چاہتے تھے لہذا یہ خرچ گوارا کیا تھا اور وہ بی بی بنت مرزا سلیمان شکوہ بہادر پر محمد شاہ بادشاہ کی تھی اور سبب اس بی بی کا انکے پاس آنے کا یہ ہوا کہ مرزا سلیمان شکوہ شاہزادہ جیل تھے زمانہ بادشاہ غازی الدین حیدر خلد رکان میں یہاں تشریف لائے تھے بادشاہ نے کمال اونکا اغرا کر کیا اور رکان پہنچے کو اونکے واسطے متصل سلی گار تو انکیہ بھم سر شرک لب دیا کئی لاکھ روپیہ صرف کر کے بنوا دیا تھا دس ہزار روپیہ ماہواری اور دو ہزار روپیہ میوہ خوری کے لیے مقرر کر دیا تھا بعد وچوٹی اور خاطر داری کے اپنے فرزند ولیعہد نصیر الدین کی شادی کا اونکی لڑکی کے ساتھ پیغام دیا چنانچہ بعد شرائط مرزا سلیمان نے وہ شادی منظور کی چنانچہ بڑی بی بی سلیمان شکوہ کی عقد نصیر الدین میں آئی اس شادی ہونے سے غازی الدین حیدر بادشاہ نے

پچیس لاکھ روپیہ کے نقد وجہ سے اس کے ساتھ سلوک کیا تھا بعد
 چند روز کے نواب معتمد الدولہ وزیر بادشاہ نے دوہری بیٹی کے واسطے
 اپنے فرزند کے ساتھ پیام شادی کا دیا مرزا سلیمان شکوہ بسبب طمع دولت
 کے رہنی ہو گئے شادی قرار پاگئی یہ خبر بادشاہ غازی الدین حیدر کو پہونچ
 آگ ہو گئے اور دونوں سے استعرا آرزو ہوئے کہ جسکی شرح حد سے باہر
 رہی یہاں تک کہ مرزا سلیمان شکوہ کو اسی دن شہر سے نکال دیا اور کمان
 بھی اونکا کھنڈا والا بار بار یہ فرماتے تھے کہ ہم اس شاہزادے کو لاپتہ
 ایسا نہ جانتے تھے کہ محکوم بیٹی دے کر میرے نوکر کو اپنی بیٹی دے گا
 سلیمان شکوہ جو یہاں نے بکالے گئے قریب شاہجہان آباد کے پہونچے
 اوس نے اسے میں اکبر شاہ ثانی کا دور تھا اوخون نے جو یہ حال سنا
 حکم دیا کہ ایسے شخص کا یہاں آنا مناسب نہیں چنانچہ سلیمان شکوہ وہاں سے
 پھر کر کوٹریا کا سکنج میں آئے طرح آقامت کی ڈالی گارن صاحب موصوف
 نہایت دولت مند تھے اسکے دام طبع میں اگر شاہزادہ موصوف نے شادی
 اوس لڑکی کی اوس صاحب کے ساتھ کر دی اس عربیے میں غازی الدین حیدر
 بادشاہ نے قضا کی اور سلیمان شکوہ نے وفات پائی یہاں شہیر الدین حیدر
 بادشاہ کو بھی اوس بی بی کے یہاں آنے کی کہاں تمنا تھی بدعہ
 رزمیٹ بہادر بادشاہ نے اعازت کرنے کی دی صاحب موصوف

شکستہ "ہجری کو جمع اوس بی بی کے لئے تشریف لائے تھے اور
 حسن باغ میں اور ترسے اور تقریر داری کی تکمیل اوس باغ میں جنہاں
 رونق افروز ہوئے اور دوسرے دن بادشاہ کی ملاقات کو گئے تھے
 تھے ایک تھالی جوڑ مع آنجورہ نگاشتب کے مرصع کا مطلقا بہت
 دہتر ملے گئے تھے اور اپنے نزدیک رکھنا یا نہ جانتے تھے
 بادشاہ کو دیا بادشاہ نے بھی پاس خاطر اوس کے بہت خوش اور محظوظ ہو
 اور سکو قبول کیا اور تقریریں بہت زبان مبارک پر آئیں یہاں دستور تھا
 کہ جس رئیس سے بادشاہ ملاقات کرتے تھے مزارل اہم رسم تھے دیکھا
 اور ہوتے تھے عطر دان اور کشتی وغیرہ موافق رسم کے دی جاتی تھیں
 دوسرے روز سامان دعوت کا ہوتا تھا اس میں خواہ اگر نیزہ خواہ بندوق
 چنانچہ نواب مسوق الذکر کی تین دعوتیں قرار پائیں اور دوسرے ہی
 دن سی سقر ہوئیں اور یہاں کی شان و شوکت اور انداز دعوت چاہا
 باٹھے کھانے کا یہ تھا کہ ایک عالیشان مکان میں کہ وہ سب طرح شیعہ آلات وغیرہ
 سے آگستہ ہوتا تھا اور میں میں گز کا لانا اور بارہ گز کا چڑا میر کھینا
 تھا اور اسکے گرد ایک سو پندرہ کرنی چستی تھیں اور سپر بادشاہ اور اعزہ
 بادشاہ اور کارپرداز ممتاز اور رئیس بہادر مع صاحبان عالی شان
 جلوہ افروز ہوتے تھے قصہ کوتاہ اسی میں یہ ہند دعوت اول تمام

برتن سے پیکر و گلدان و نمونہ و فواہ و غیر وہ سب رنگیش کے مجمع
 سلطان جواہر نگار چہ اور کھانوں کا کیا وصف بیان ہو کہ بادشاہی مقام
 تھا وہ فواہ و در سے حکم عالیشان یہ سامان دیکھ کر تیر تھے دست
 دوسرے مکان میں سامان ضیافت کا دیا ہوا اس میں بھی اس قدر بزر
 جملہ برتن اویسی انداز سے جواہر نگار رنگیش کے صورت میں اور ہر
 لگائے گئے تیسرے دن بھی اس قدر سامان اتنی ہی بڑی ہیز
 برتن اویسی مقدار پر اور روز دن سے نہایت تھکے عمدہ خوبصورت پارکی
 کا جواہر نگار رنگیش کے مہیا تھے فواہ مدح : سامان کھجور
 اپنے دلین جنت محبوب و شرمندہ ہوتے تھے شان خدا کو یاد دلا
 تھے حامل نظام بعد برقاہت چادر پانی اور کھانے اور بعد نہایت
 فواہ مدح کے امجد علی شاہ پادشاہ نے مجد الدولہ بہادر مہتمم خزانہ
 کو شہادت سے جو جس حسن نظام کے نہایت خوش اور محفوظ ہوئے
 اور زبان مبارک سے بہت تعریفیں کیں غلامت گراں ہما سے متعلق فرمایا
 اور وقت مجد الدولہ بہادر نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ غلام قبال
 پادشاہ سے تین دن تک کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر حکم ہو تو اس طرح کے
 ہر روز رنگیش کے برتن طرح طرح کے صورت میں لگایا کرے
 اس ضمن میں پیر و سر اخلاص نے اس کے رتبے سے کہہ کر بایں جلد

دانت و امانت میں عنایت ہوایہ فضول فیاضی ہمیشہ سے اس سرکار میں
 رہی کچنی نہیں ہی۔ اور عوام کو فائدہ دانی اور وہ وہ کے بشپ
 گھر لوٹ کھایا کارخانہ خدایہ کہ اس وقت میں امجد علی شاہ کے فرزند
 واجد علی شاہ بادشاہ ایک ایشیت کے بعد شاید ایک پھول دان بھی
 سنگ ایشیت کا میسر ہوگا اگر ان اور ایشیت خافون میں عوض ملن ملن
 ایشیت کے ایشیتو کا وہ میر البتہ نظر آتا ہی اس انقلاب و زوال پر سخت حیرت
 مقام ہی نقطہ۔ اس زمانہ امجد علی شاہ میں میرالدولہ دلاور الملک مرزا
 محمد علی خان بہادر فیروز جنگ یعنی والد علی جاہ والا جاہ کا بڑا اقتدار
 جو اس عمل انگریزی میں قضا کر گئے مشہور بقب مرزا حیدر تھے اور
 لڑکوں کا ذکر اور پکا چکا ہی عمدہ رئیس تھے۔

اور امجد علی بادشاہ کا حال کیا لکھا جاوے اس بادشاہ کے عہد وراثت
 کوئی جدید بات نہیں ہوئی اور محمد کا زمانہ رہا اور بخل اس بادشاہ کا
 یادگار ہی سلسلہ ہجری میں ۱۲۶۶ ماہ صفر یوم شنبہ پانچ بجے ۲۸ برس
 پانچ مہینے ۱۲ دن کے سن میں مبارک سلطان آٹھ دن کے درمیان میں
 جہان فانی سے گزرے اور میرد خان رسالدار کی چھاوئی میں دفن
 ہوئے جنت مکان بقب پایا تاریخ وفات کی منشی مظفر علی اسپر
 اور تار مولف سے یہ ہے

واجد علی شاہ



ابتدای خلافت میں نواب امین الدولہ وزارت پر ممتاز تھے لیکن عجب
 دلیہمدی سے پادشاہ کا مزاج افسے درپورہ مکر تھا اس سبب عہد وزنت
 سے خیال تھا کہ کسی دوسرے کو خلعت وزارت یا جاوے اس باد
 کی عہد حکومت میں کئی باتیں ظہور ہوئیں جواب تک یا دہین نواب امین
 سانحہ مولوی میر علی کا شہید ہونا ہونام گدھی کا ذکا اور فساد عیاشی
 غفلت نالائق اہلکاروں کا دخل تعمیر قیصر باغ امین الدولہ کا حکم کہ
 بہت مشہور ہے کہ بسواری گھٹی در دولت پر آتے تھے وقت صبح
 شیخ فضل علی احمد خان غلام غوث خان غیرہ پنج جوان بدعاش
 سرک گولہ گنج میں نیر دیوار نام بارہ نواب ملکہ زبانیان وجہ نصیر الدین حیدر
 بادشاہ گھٹی سے نواب کی لپٹے گئے اور ان میں سے دو شخصوں نے
 بچا لاکے امین الدولہ کو گھٹی سے اوتار کر زمین پر گرادیا اور چھری سیٹھ
 رکھ دی اور تین آدمی قمر بنین لیے ہوئے اور نکلے سر پر کھڑے
 تھے اور یہ کہتے تھے کہ جو کوئی پاس کیگا ہم نواب کا کام تمام کر دیں
 اسوجہ سے کوئی دست اندازی نہ کر سکتا تھا اس عرصے میں یہ خبر
 عام ہوئی افسران فرج شاہی مع اراکین موقع وادوات پر پونے
 بڑے صاحب بہادر اور چھوٹے صاحب بہادر وغیرہ وہاں آئے
 سوائے تالیف قلوب اور طبع فرستے گئے کچھ بن نہ آئی ۵۰ ہزار روپیہ پر

صاحب کلان بہادر نے انکو رہائی کیا قوم دار کھڑے منگوا، یاگر
اصل مطلب و نخواستہ معلوم خواہم طبع میں آگئے نواب مجروح کو رہا کیا
کہ امین آباد گئے تاریخ او کی تبریک الدولہ منشی مظفر علی امیر سے یہی
بوقت کیلئے اوپاش چند باتوہا ^{۱۲۶۳ھ} فرمایا گفت کہ یارب دو اہل انجمن
ایس سال وقوع فساد کو در قلم رسیدہ بود بلا سی ولی مال بخیر
چنانچہ وہ سب بیہ ہاتھیوں پر رکھ کر پانچوں جدو حاش سوار ہوئے اور
صاحب کلان بہادر کے ساتھ ملی گاروین گئے بجکت ملی ہتھیار
اونے لیے گئے گرفتار ہوئے جو تھے دن یار سب کے بعد
اونکو اپنی کوتاہی سے کھال دیا اور از سے راز و خام تھا اور سپاہی
سرکار شاہی جوق جوق جمع تھے میں وہ باہر نکالے گرفتار ہوئے
مارے گئے قی خانہ دیکھا اور نواب مجروح کا علاج ڈاکٹر کو کن جیسا
نے اس حسن تدبیر سے دریا کرادون مین غسل صحت کیا اور بارشاہی
مین آئے قیدی نہایت معتولی سے سرفراز ہوئے فریق فریق کمر
گئے وہ سب ان چوہدار سلطانی سے زبانی انجم الدولہ کے حکم پہنچایا
کہ آپ عہدے سے مستعزل ہوتے نہایت محبوبی کا اور نظام اور
کار ربار وزارت پر بیان عطا ہوئی نواب فقی علیخان چچا سسر
شاہ کے مامور ہوئے بعد میں مہینے کے خلعت وزارت پایا

جو کہ یہ بادشاہ فوجی میں بادشاہ ہوا اور وہاں مقوی کھائیں تھا خاص
 شباب اس سے طبیعت بادل عیش ہوئی رفتہ رفتہ صحبت گاتے بجانے
 اور طوائف اور نیراشی کی گزہم ہوئی انجام افراط و تفریط عیش و عشرت کا
 یہ ہوا کہ سوامی محلات ممتاز کے کئی بیگمیں اور بیبیان درمر متعہ اور نکاح
 میں درائیں اور ان کے سوا طوائف گاتے بجانے کی خدمت پر ہا مود
 تھیں وہ بوجہ ایسا دیندی اور اختراعات شاہی کے بلبب ہوں اور
 پریوں کے نام زد ہوئیں ایک عالیشان عمارت بنا کے موسوم قصیر
 کی حسین سب بیگمات برے برے سامان اور ٹھاٹھ سے عیش و
 عشرت رہتی تھیں ہر ایک بیگم کا انوکھ اور نرالا خطاب اور لقب ہوتا
 اور نام دلربا تھا ایسی طرح بھڑوے اور میراشی بھی خوشامد اور لگاوت سے
 دخل اور قرب پیدا کر کے دولہ اور نواب درہبار کے مخاطب سے
 مخاطب ہوئے اور لگو کہا رو پیہ پیدا کر کے مال مال ہو گئے مگر یہ سب
 کہنے اور نالائوت تھے چند خواجہ سراؤں نے موافق اسلاف شاہی کے
 عروج اور مرتبہ بلند پایا اور میں سے مثل جامی دیانت الدولہ و جامی شہزادہ
 کی خواجہ سرا لائق اور فادایا منش تھے اور علاوہ عیش و دوستی
 اور ایجاد پسندی اور تکلفات کے اس بادشاہ کو کچھ مرض مثل مالخو یا وغیرہ
 بھی تھا مہند البقول حافظ عیبے جملہ بقیہ ہنر شنیکو ہنر حکمت کن ہنر آ

چند اصناف اس بادشاہ کے قابل ذکر کیے بھی ہیں گو یہ بادشاہ مقتدر
 حیاتیں تھا مگر موافق ہر پشیدہ کے سب عورتیں سلطانی اور ستائشیں
 دے اسکے کسی عورت نامور سے اس بادشاہ سے مقاببت نہ کی اور
 نہ کسی کو جبر سے یکم بنایا اس کثرت میں عشرت اور عالم جوانی اور
 سلطنت پر نماز پجکانہ میں سے کوئی غارتنا نہیں ہوئی یہ حکم رہا اور
 اب بھی ہر کہ اگر بیچ ہوتے بھی ہم سو جائیں تو بھی زبردستی سے خوف
 خطر اور کسب بنگا دینا چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے اور کبھی ناز اور تلاوت قضا
 اور ترک نہیں ہوتی ہی۔ این کار از تو اید و مردان چنین کنند —
 یہ بادشاہ اس قدر رحم دل اور رقیب القلوب ہی کہ باوجود اس سلطنت
 اور زور و زور کے اس میں تباہ میں کسی طیش اور ہیرمی نہیں کی بلکہ
 گالی تک بھی زبان پر نہیں آئی نہ کسی موافق اور مخالفت کو ظلم سے تیار
 نہ کسی کی جان لی۔ باوجود اس سلطنت اور جاہ و جہت اور شہادت کے
 اس بادشاہ میں غرور و نفرت جس سے ہزاروں میں بھی کوئی نابہر خالی
 نہیں ہوتا ام کو نہ تھا مصرعہ کہ بولت برسی مست نگرزی مزی و بیہ
 یہ برمی منتیں خدا و او حقین و بیسے ہی غفلت اور عیسی کا عجب بھی
 نکرہ اپنی ذات کے واسطے تھا بے عیفات خدا کی سب سے چنانچہ
 اب سبب امتثال خواہم جوانی اور میں کے بہت سابق بہتر بھی ہے اور

دو باتیں خواب خیال بھی ہوتی جاتی ہیں۔ یہ بادشاہ عادل تھا کسی وقت
 اور مخالف یا اسیر یا بیکانے کی عدالت میں رعایت نہیں کی یوں ہندوستانی
 سرکار کے اہلکار جو اپنے اپنے کام کے مالک اور محول علیہ ہوتے تھے
 اگر انھوں نے کوئی حق تلخی کی تو ان کے نصیب ایک عدل بادشاہ کا
 جو مقدمہ پڑا اسی مکان میں جہدی حق متخلص شمشیر دار و غہ عمارت لطافت
 مقابلہ امامی بگیم دار و غہ سرکار غلاب محضرہ عظمیٰ ظہور میں آیا اور بادشاہ نے
 عدالت فرمائی وہ شہسوی دتہ التاج میں نظم تھی۔ اول سال حسب یہ بادشاہ
 تخت نشین ہوئے یہ منظور تھا کہ تمام علاقہجات قلم و سلطانی جنسوریل
 ہو جائیں زمیندار اور قلعہ دار اپنے کلا کی معرفت زر آمدنی داخل خزانہ
 سلطانی کیا کریں ناظم اور چکھ دار موقوف ہو جائیں کہ یہ علاقوں پر جا کر
 زیادہ تسانی اور تنگ طلبی کرتے ہیں رعیت تباہ اور نقصان سرکار بھی
 ہوتا ہی لیکن اہلکاروں نے کہ ان کی حاصلات لاکھوں روپے کی جاتی تھی
 اس حکم کو باری نہیں دیا آغاز میں دو کس نقری تیر و ن پر نام سفید
 ہر راہ رکاب سرکار بادشاہ رہتے تھے مستقیماً اپنی عرضداشتیں ان میں
 دیا کرتے تھے اور اس کو بادشاہ اپنے ہاتھ سے کھو لکر حکم لکھتے تھے
 اور طبیعت بھی نہایت دیرسا اور خالاک تھی ترتیب معج بھی باتیں تازہ ہوتی
 تھیں اپنی قانون رزمیہ زبان فارسی میں موجد طبع عالی تھا ترجمے اور

ہائیکے دوہراسے اور آخری اور ناموری دو پٹنیں لنگھن کی بہرہ
 ہریت اور تعلیم بادشاہ کے کام کرتی تھیں بادشاہ آپ تو اصرار لیتے تھے
 اور روش اور بول چال سکھاتے تھے ایک دن خواب میں اپنی شان سے
 غرض کی کہ یہ امر خلوت مزاج صاحبِ دربار بہادر کے ہی اہل ناما شاہ
 نے بالکل اس طرف سے کنارہ کیا اور ایک میلہ قیصر خانہ میں پریشاک گیا
 بحکمِ سلطانی تھا اس وقت ۱۲۶۹ء ہجری کو ہوتا تھا اہل اچھوٹے بڑے
 روکے بوڑھے امیر غریب جو گیا لباس پہننے ہوئے شریکِ میلہ ہوئے
 وجہ یہ تھی کہ سینہ پوش اور قیصر خانہ کے جانے نہ پاتا تھا اگرچہ امیر ہو

تاریخ میلہ

بقیصر خانہ چون سلطانِ عالم	انورہ میسلہ رنگین و نامورہ
پنا تاریخ این فرستہ جاہ	ندادہ شاطرائی خاطر

اس میلہ کسان اور تکلفات اور آرائش قیصر خانہ اور چوپٹے
 کی طرح بیان میں نہیں آسکتے جہاں کا بازار دوکاندار اور سی رنگ
 کے تھے اور خیاد اس میلہ کی یہ تھی کہ واجد علی شاہ کی چھٹی کی آمد پر
 اورنگی مان نے لڑکپن میں جو گیا لباس پہنایا تھا اس کی سالگرہ اس
 لباس سے موتی تھی بادشاہ نے عہدِ سلطنت میں میلہ قرار دیا اور اس
 بادشاہ کا تخلص آخر تھا آفتابِ عشق دریا سی قلعہ سحر الفتن اور خندہ

اور مثنویات اور رسالہ موسیقی وغیرہ تصنیف اور تالیف پادشاہ کی مطبع
 سلطانی میں چھپی تھی اور پادشاہ کے پانچ شاہزادے بھی اس طرح
 ملکہ خدیجہ علی نواب پادشاہ محل سے چارم ملکہ ملک تاج اس نواب سے ملکہ
 عرف خاص محل سے ایک فرزند
 فریدون مرزا بہرہ

اول مرزا شہزادہ وقار ملک تاج
 محمد صید علی بہادر مرزا جاوید علی بہادر
 جویا شہزادہ
 سوم کیوان قادر
 مرزا محمد حامد علی

پنجم نواب حضرت محل صاحبہ سے
 بریں کی قدر مرزا محمد رمضان علی بہادر
 یک فرزند

پہلے مرزا جاوید علی بہادر ولیعہد ہوئے ٹوہائی برس کے چھ مرزا احمد علی
 ولیعہد ہوئے اور مرزا محمد فیروز علی بہادر پرنسپل ہے ان پادشاہ کو
 نواب صاحب سے کمال محبت تھی اکثر گلوگھاٹ میں نواب صاحب کے
 مکان پر تشریف لیجاتے تھے اور دودن چار چار دن وہاں رہتے
 اول نواب صاحب کی بہنوئی تھیں ایک بیٹی کی شادی نواب صاحب سے ہوئی
 بہادر کے فرزند کے ساتھ بڑی دھوم سے ہوئی اور دوسری بیٹی کا

کہ نواب نے شرمیلہ صاحبہ خطاب سے پادشاہ کے ساتھ عقد ہوا میری دھرم
 اور رونق تھی روشنی نواب کے مکان تک کہ تخمیناً چار میل کا فاصلہ
 رہی دور یہ میٹر روشنی کے منسوب اسکے پیچھے تیار ہو گیا پچھلے یعنی
 بڑے دروازے روشنی کے سڑک پر منج کرے اور گولے پٹنے
 سے منڈھے تھے اور عمدہ عمدہ میان آرائش اس کی بزرگ و عن
 گلکاریاں بنی ہوئی لگین تھیں کہ جس سے وہ مالیات پر شکست معلوم
 ہوتا تھا اور نواب صاحب کے مکان مالیشا میں ہر چار طرف دیواریں پار
 اور دس پار کمال روشنی کی وحوش تھی اور آرائش بازی ہر قسم کی آرائش
 زیادہ امیروں کے خیمے خانہ باغ میں جا بجا نصب تھے محفل قصر و سرور
 اور خیمہ گیسو سیماں بہا جلیوں شاہانہ قابل دید تھا کہ سکا ستم بیان
 باہر ہے۔ شکستہ میں عہد سلطنت و عہد علی شاہ میں نواب گورنر
 جنرل لارڈ ویلنگ صاحب بہادر بجاتی ملک پنجاب جب لکھنؤ میں تھے
 ہوئے تو بادشاہ کی ملاقات سے البتہ خوش ہوئے اور ملک کی
 بے انتظامی سے شکایت کی ہو کر بادشاہ سے فرمایا کہ کر نیل مان لو صاحب
 سابق ریٹرنٹ نے اس پابست سے عہد کیا تھا کہ در صورت فتور
 و بے انتظامی اہالی سرکار انگلشیہ اس ملک کو قبضہ تصرف میں لائے
 اور جو منافع کہ بعد اخراجات بچ گیا حوالہ خزانہ شاہی ہوا کرے گا لیکن

حکام ولایت کے نزدیک یہ تجویز ناپسندیدہ ہوئی اور اسکو عرض کیا کہ
ہر چکا اب تک سرکار انگریزی کے انواع و اقسام کی مراعات اس ریاست کے
ساتھ مرئی تھی باوجود اسکے اب تک کچھ بندوبست نہ ہو سکا اسپر بادشاہ
نے عذریا کہ اور دو برس کی مہلت چاہیے بالاینہ یہاں تو ون عید
شب برات خواب غفلت پرستور بادو برس کیا کہی برس
مل گئے پھر ولایت سے تحریک ہوئی کرنیل سلیمین صاحب ہمارے
اول نے اس ریاست کا حال مفصل و شرح تحریر فرمایا چنانچہ جسے
کہ گورنمنٹ لارڈ ایمر بادشاہ کرنیل سلیمین صاحب بہادر نے دورہ
پورٹ گورنمنٹ کو بھیجا اور اس وقت سے اس بارہ میں متواتر
خیابان گورنر جنرل بہادر امیر شاہ اودہ کے زمین چنانچہ اوسے
کے منایہ سے بے سرو سامانی معلوم ہوئی حکام ولایت کو ایما ہوا
کہ شاہ اودہ اور اس کے خاندان کے وظائف مقرر ہوں اور امتزاع
سلطنت عمل میں آوے چنانچہ کارپردازان گورنمنٹ نے بجاوری
اس حکم کی کی بعد سلیمین صاحب کے جنرل اور ثم صاحب نے پورٹ
ہوسے اور خلیں کے زمانے میں مولوی امیر علی صاحب شہید
اس معرکے کا بہت طویل بیان ہی مختصر یہ کہ نیٹھے بھٹاے حمیت
میں سے مولوی صاحب آبادہ ستیہ سال سنواں گویا کے ہوئے

بسم الله الرحمن الرحيم

اور اکثر متعادل اور ابرار و اشخاص پر وضع اور شر کے ناعاقبت اثرات
 کی تھی جیسا کہ مذکور ہے تو مشہور ہے کہ چند اراکین سلطنت شاہی نے ہستو
 سمجھایا نہ مانا آخر کار ضلع دریا باو کے مقام ہندوؤں پر مسلمانوں کا مرکز
 ہوا کہ حسین فرخ شاہی نے واسطے فرو کرنے اس بلوے کے سعی
 موقوفہ کی آخر کار جب ہر دو عیسا حب نے مانا تو اوہ فرخ شاہی نے
 قافیہ شک کیا اور اوہ ہر ہندو کو کچھ تمہیل حکم اور کچھ مصلحت قات کرنا چاہی
 تعصب سے جو کچھ عیسیت کثیر مجتمع تھے مقابلے میں دے دے اور مولو عیسا
 اور ریت سے اونکے پیر و امروں پر اسی میں معرکے میں شہید ہوئے
 آخر کار بادشاہ مین یہ معرکہ بھی ادیک کی بے ہتھامیوں پر ہوا
 دلیل ہو گیا غرض تقدیر کے لکھے کو امکان نہیں ہی دہونا آخر الامر
 ہر فروری ششہ اعصاب الایام حکام ولایت بموجب حکم گورنر ہستو
 سیاہ جہاز گورد و ہندوستانی کا پورے آکر لکھنؤ کا محاصرہ کیا اور
 جنرل آڈرم صاحب مہار نے دولہتر ای سلطانی پر جا کر بادشاہ کو
 مناد حکم سے اطلاع دی بادشاہ نے معلوم حکم سرکاری کو تسلیم
 کیا اور اہمیت احکام تسلیم و بین جاری کرانے لگے کہ آج کی
 تاریخ سے اس ملک پر قبضہ سرکار انگلشیہ ہوا غرض باطاعت شاہی
 چند اراکین و تواج و راجہ کھانہ زمینداران و غیرہ فرمان طاعت کی تعمیل کی

اوس شہر کے رفسا۔ و امرا بلکہ اکثر اراکین سلطنت اس وقت تک خواب
 غفلت میں محض پیچھے تھے جبکہ فوج سرکار نے لکھنؤ کا حاصرہ کیا اگرچہ
 بادشاہ کو غریت کو ذہنت سے اطلاع تھی بلکہ اراکاران نالایق نے
 والی ریاست کے دل پر یہ بات نقش کا بھجری تھی کہ سلطان عالم ہم
 غیر خواہوں نے ولایت میں سب بندوبست کر لیا ہی گوہ نر خیل
 اور دیگر حکام کیا ہیں غرض ہمیشہ سب زبانی تذویر دکھاتے رہے
 وقت استزاع سلطنت محلات شاہی میں جو کہ ارم مجاہدہ بیان نہیں
 ہو سکتا شہر میں گھر گھر ماتم تھا سارے شہر میں ہل چل تھی کہ کیا سے
 کیا ہو گیا عبرت و حسرت کے سوا کیا تھا۔ مادہ تاریخ یہی

مرگ انہوہ بد از چشمن شاہ طردار

غزوہ جمادی الثانی سنہ مذکور کہ ابتدای برہان الملک سے ایک
 ایک سو چالیس برس ہوتے ہیں عمل انگریزی اور وہیں ہوا۔
 انقص۔ جس بلکہ اراکین سلطنت کے دونوں میں خداوند تعالیٰ
 نے یہ ولولہ ڈالا کہ رہا سہا جو کچھ باقی ہی اوسکا بھی خاتمہ باخوب ہو
 سب اہلکاروں نے بادشاہ کو یہ صلاح دی کہ ولایت میں تشریف لے جا کر
 حضور ملکہ معظمہ سے داد جو فی کجاوے ہر چند اس امر کے واسطے
 بادشاہ کے عزیزوں اور اراکین سے ولایت جانے کے واسطے

کیا کم تھے لیکن تقدیر کا اتفاق ایسا ہی تھا کہ لاکھوں کی رونی اور غنیمت کا
 نام بھی مٹ جاوے غزیت شمع ٹھہر گئی بالآخر میرزا محمد جواد علی بہادر بہادر
 مرزا ولیعہد بہادر و جناب عالیہ و محلات وغیرہ بامید ہسترداد ملک مرزا
 بسوا بدیر نواب سوارالدولہ بہادر رودادہ کلکتہ ہوئے مہاراجہ ایشور سنگھ
 رئیس بنارس بگذر آمیدن نذر لافہ اور مہمانداری سے جو شاہان غنیمت
 اور ریاست کے تھا ان سے پیش آئے کہ قیامت تک یہ دیکار رہے گا اور
 وہ اس سے بادشاہ بعد ملی راہ دریا ہم سوال سے ایہ کو کلکتہ میں پوچھ کر
 کو تھی مادہ برادان واقع منارج میں مقیم ہوئے اور اکثر مہنگان
 شاہی مثل نجم الدولہ بہادر و حاتم الدولہ و فتح الدولہ محمد رضا برق متبع
 پور پنے ہم شہر کو گویا عالیہ متعالیہ اور مرزا سکندر شہت بہادر اور
 مرزا ولیعہد بہادر و سید سعید الدین خان ساکن کاکوری و غیرہ ملے و ادب
 داکہ شہت سلطنت کے مسواری جہاز روانہ لندن ہوئے اور بعد
 منازل راہ دریای شور منزل مقصد پر پہنچے بھی گوہر مقصود و ہنوز ہاتھ
 آیا تھا کہ آتش فساد و بغاوت فوج باغی سرکاری مشتعل ہوئی اس غریب
 مرزا سکندر شہت و جناب عالیہ متعالیہ بقبائلی و جہد و کامیابی
 راہی ملک میں تھے ہوئے۔

جناب عالیہ رشک مریم و بقیس بہم کنند حشمت بہادر ذیجاہ
چواریہ محال نمودند در سواد فرنگ و چند گشت بعاللم ظہور حشمت آہ
دوبارہ مصرعہ تاریخ سال باید خواند دوبارہ قلب ہمہ از دود صدہ جا
بعد گزرنے اس سانچے اٹھائیک نیم سال کے مقرر ہوئے بہادر حسب طلب شاہ
۱۱۲۷ھ ہجری کو ولایت سے کلکتے کو پھرے بقول حافظہ
تہستان قسمت چہ سود از زہر کابل کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آری کند
بیان تفصیل سرگزشت سفر فی اثر کی مہمول بشکایت اور خانی از عربت بستی
لہذا طول لا طائل جانے کے قلم انداز کی وہ ہی کہ پڑشاہ شاہ موشکو کو پیشکش
لتا ہی جو مقرر ہوا تھا اور کل مال و اسباب و جاہ یاد ضبط سرکار رہی مگر
نیک نیت سرنہری لارنس صاحب بہادر نے تخمیناً بیس لاکھ کا جواہر
منجملہ مال شاہی سے بچا رکھا تھا جواؤ نکو کلکتے میں دیا اور اوس سے جو
بادشاہ پر قرض تھا کچھ ادا کیا اور ایک سال پانچ مہینے گیارہ دن بقایہ آخر
ذیقعدہ ۱۱۲۷ھ ہجری عملداری انگیزی بخوبی ہی کرنیل و ٹرم صاحب بہادر
چیف کشتہ اور سیجبر کلین صاحب بہادر کرنیل سرنہری لارنس صاحب بہادر
تھے کہ نگاہ نگاہی و رفق فراموشی سے سپاہ سرکاری نے نشان بغاوت
بلند کیا پانچ اودہ میں بھی ماہ جون ۱۱۲۷ھ میں بغاوت فوج ہوئی
۱۱۲۷ھ ذیقعدہ ۱۱۲۷ھ ہجری جس میں قندہار محمد رمضان علیخان کو مستحق

جسکا کراینا بادشاہ بنایا اور بدستور سلطنت قائم کی۔ تاریخ یہ ہے

رکن دین کیوان مکان حسین رحیم پا

سرف الدولہ محمد ابراہیم خان نائب تھے اور مومنان بختا علی محمد بنیاد
داروغہ دیوان عام ہوئے اس طرح سے بہت لوگوں کو خدمتیں پہنچیں ناظم
اور چکلہ دار علاقوں پر بدستور مامور ہوئے گو کہ پور بھی شامل اس ملک کے
ہو گیا تھا آٹھویں مہینے فوج سرکار مصوری گارڈ سے مقابلہ رہا اور پڑ
باقی رئیس شہر کے سرکار سے موافق رہے جس کے سبب سے جاسوسی اور
دیگر کار ضروری جاری تھے آخر فوج سرکاری کانپور سے آکر شجاعت اور
استقلال تمام از کمون کمال کر گئے عالم مانع میں لگے کسی مفصل ذکر اس کا ہے
دیباچہ لایفائیں لکھا جائیگا کہ یہ شجاعت اور حسن انتظام نہری کیل لائیں صاحب
چیف کسٹز کا تھا جنھوں نے شجاعت اور وفاداری میں آپ کو سرکار پر
شار کیا دوسری بار فوج سرکار مع ملک راجہ جنگ بہادر ہر چار طرف
یوریش کر کے سرحد گھنٹوں میں پہنچی اور ناکہ بندہ ولہ سے حسین
اور حضرت گنج میں کہ نہر سے پورب طرف واقع ہی درآئی اور بعد
عبور دریا گومتی محاصرہ مکان شاہی کا ہوا اور جب ستمبر ۱۸۵۷ء
اندر مکان کے درآئی سلج رجب اور غرہ شعبان سنہ مذکور تمام شہر
سلم دخل ہو گیا صاحب عالم نوشیروان قدر بہادر و فرزند کلان و اعلا شہ

جو دیوانے مشہور تھے صدمہ گولی سے کہ اوکے مکان بکوت
 میں برستی تھیں بارے گئے اور شرف الدولہ جو نائب تھے دکان
 حضرت عباس میں نالے کے اوپر مردان احمد اللہ شاہ کے
 ہاتھوں سے پاشتباہ سازش سرکار بارے کئے

تاریخ دیا کرشن ریجان

بے گھر و کفن رہی جلاش اسکی سرور || بولا کہ وہ سبب و ملاطی میں
 لکھنؤ میں عجب ہنگامہ محشر پر ہاتھا کہ تمام رعیت میر غریب پادشہ اعمال
 گھبرا اپنے چھوڑ کر خوف جان یک بینی دو گوش خوف سرکار سے
 بے سامان خانہ بدوش ہو کر جنگل اور سریر و نجات میں چلے گئے وہ
 وقت تھا کہ شہزادیوں کو سواری ایک ٹی لی کی بھی نصیب تھی
 اس سبب سے یہ شہر خوب لوٹا گیا اور فرار جیسے را اور حضرت محاصرہ
 بان اونکی ۹ مہینے ہا دن کی حکومت کر کے لکھنؤ سے کنارہ کر گئے
 پار پونچے وہاں فرار جیسے قدر کی اس لقب سے برجیں و سردار
 محمد رمضان علی سکندر جاہ اقبال شاہ خلدیہ ملکہ کندہ ہوئی و مضافات کو
 عہدہ وزارت اس خطاب سے ملا ناصر الدولہ نصیر الملک علی محمد خان
 منصور جنگ ناظم و عامل بھی باقی ضلعوں پر مقرر ہو گئے مگر مجاہد اور
 مجاہدے میں بسر ہوئی انجام کار جاوی الاول شہ ۱۲۰۰ ہجری صاحبان

عالمی شان بہادر اور ترستے مطمئن ہو کر اوس پار گھسا کر کے پوسپنے
 نو مہینے چند روز یہاں پہنچ کر جیس قدر اور اونکی ماں حکومت کر کے
 خواجہ ملک نیپال میں گئے اور کل ملک پر قرار دیتی بدستور
 تسلط سے کار جو ملک سے جلد آشوب کا روع ہونا اور تہودگی طہون
 سے رعایا پریشان کا آباد ہونا یہ سب نتیجہ سیرکار کی چشم پوشی و رشتہ
 شاہی کا تھا۔

یہ عجبات ہی اس محل پر قابل ذکر ہی کہ راجہ علی شاہ تو ایسے عیا
 اور کماہل و آرام طلب ہوں اور اونکی لکھنؤ حضرت بیگم نام اور وہ سالہ
 فخر زہرا ایسا بیباک اور جہی نکلے جسکی کہ توبہ تلوار سے بھی چکی
 اور بد دعوی سلطنت سرکار سے مقابلہ اور تحالف کیا اور اب حوالی
 بھوٹ میں سلامت سی جاتی ہیں اگرچہ بیجا بانی اور رانی جھانسی نے
 مردانگی میں اور سکند بیگم والی بھوپال تال نے رومخ اور نظامین
 اور رانی چندہ مادر والی لاہور نے چالاکی میں اور زینت محل بیگم شاہ
 باغی دہلی نے وفاداری میں نام نہکا لاگر اس میں بیگم لکھنؤ نے کہ یہاں
 مرد عیاش و آرام طلب ہوتے ہیں ایسی باتوں کا طور میں آنا تعجب
 ہے آئے۔

انہر زینت و نہر مرد و جی . جسند اپنی انگشت یکسان نکرو

تعمیرات لکھنؤ

بیا نقش عمارات شہر باران میں کہ این سپہر خیابانہ چلن بہت و شکست
 اس شہر میں عہد نواب صف الدولہ بہادر سے ہر ایک کی عہد
 حکومت و سلطنت میں مکانات عمدہ عمدہ تعمیر ہوئے رہے
 شہر کے اوتر کی طرف گومتی کے کنارے کنارے کثرت سے
 مکانات شاہی موجود تھے ہنگامہ و بلوس کے پہلے بعض بعض
 مکان سرکاری کاظم میں آگئے پھر ایام خدر میں توپ کی زمین
 جو مکانات رہ گئے گولے اور گولیوں سے بالکل سہا
 اور شکستہ ہو گئے چلن کہ بعد انتظام طوبہ مرست میں ہر
 کثیر ہوتا اس سبب سے اکثر مکانات مسخار کیے گئے
 اور سب کا احوال غیرت مال خیال طوالت کتاب قلم انداز کیا گیا شہر
 ہر کجا افتادہ بنی خشت زویرانہ بہت فرو فر احوال صاحب خانہ
 اب جس قدر تعمیرات مشہور مشہور باقی ہیں حد شرقی سے سلسلہ
 اوس کا شروع ہو کر حد غربی تک تمام کیا جاتا ہے

کوٹھی بیابا پور

جسکو نواب صف الدولہ نے سیرگاہ و شکار گاہ کے طور پر
 کروایا تھا اور وہاں جا کر سیر و شکار کیا کرتے تھے مگر حکم حسب

۱۳۴
 عہد نواب صف الدولہ
 میں کوٹھی بیابا پور
 کی تعمیر ہوئی تھی

رزٹنٹ بہادر سابق لکھنؤی تبدیل ہو کر روانہ ہوئے اور دوسرے
صاحب بجایاؤں کے کارفرما ہوئے تو دوسرے وزیر اس مقام پر نواب کو
بڑے ترک و شان سے واسطے ملاقات صاحب رزٹنٹ صاحب
کے تشریف لائے بروقت خدمت صاحب بہادر کو اپنے ساتھ
پر سوار کروا کر کوٹھی رزٹنٹی میں لگئے اور اس امر کا تصفیہ ہوا کہ وزیر علی
کو مستند سے رعاست کر کے سعادت علی خان سپرنٹنڈنٹ الود
کو بجائے اونکے مسند نشین کریں اور یہ بات مشہور عام ہو کر اسی
میں خباب لاٹ صاحب ظہیر ہوتہ بہادر فرور بارہا لیاں دیر پاشا
کا فرمایا تھا اور اسی جلسے میں وزیر علی کو حکم مدولی مسند کا سنایا
اور اسی مقام سے اونکو روانہ شہر بنارس کیا تھا جو جگہ
اونکے قیام کو واسطے سرکار سے تجویز ہوئی تھی

کوٹھی وکشا

اس کوٹھی کو سعادت علی خان نے اپنے سیر و شکار کی واسطی بنوایا
اور جنگل گرد و پیش کو صاف کروا کر ایک چراگاہ مقرر اور اس میں
جانور ان شکاری شل بہن وغیرہ چھوڑا دیے تھے اس کوٹھی میں
اکثر ہنگامات بھی سیر کے واسطے آیا کرتی تھیں

ولایتی باغ

اس باغ کو پادشاہ نصیر الدین حیدر نے تیار کیا تھا اور اوسمین اکثر ولایتی
دخت لگائے تھے اسی وجہ سے اوسکا نام ولایتی باغ مشہور ہوا اور علی
شاہ نے اوسکی چار دیواری کو وہ بندی بخشی جواب موجود ہے کیونکہ اوسکے
محلات اکثر دیوان جا کر سیر کیا کرتے تھے اور اسکے وہم و گم و چکا مکان

کوٹھی مارٹین

جب کوٹھیں ٹیا بھی انگریزی زبان میں کہتے ہیں اوسکو خیر کلاڈ
مارٹین صاحب نے تعمیر کیا تھا صاحب نے اوسکی تعمیر شروع کی
اور نقشہ نواب آصف الدولہ بہادر کو دکھلایا تو اب صاحب نے نقشہ
کو پسند فرما کر خواہش اوسکی خرید فرمانے کی ظاہر کی اور دس لاکھ روپے
اوسکی قیمت قرار پائی مگر نواب صاحب کو مرگ نے اس معاملے کو
انجام نہونے دیا اور بعد چند روز کے خیر مارٹین صاحب بھی فوت
کر گئے اور یہ تعمیر ناتمام تھی مگر صاحب صوفی بنظر اسکے کہ کوئی حکمران آئندہ
اوسکو ضبط کرے یہ حکم دیا تھا کہ اوسکی لاش اسی مکان میں دفن ہو
اور جو روپیہ اوسنے واسطے ترتیب مدرسہ کے جمع کیا ہی اوسکے سونے
کی آمدنی سے یہ تعمیر اختتام کو پہنچی بیچ ہنگام مہندہ کے سپاہیوں
نے صاحب کی قبر کھود کر اوسکے استخوان وغیرہ جو باقی تھے اٹھائے
پاش پاش اور پریشان کر دیا تھا مگر بعد فرد ہونے مہندہ کے چھپنے

استخوان صاحب کے جو دستیاب ہوئے دوبارہ قبر میں رکھے گئے۔
نہر گنگ

اس نہر کی کھودائی نصیر الدین حیدر کے وقت میں شروع ہوئی تھی
اور زکریا اس میں صرف ہوا اور ملت غانی اس میں طلب سے بہت
مفید اور کارآمد تھی راجہ بختا ورسنگ نے یہ امر شاہ اودہ کے گوشہ گزار
اور عرض کیا کہ اس نہر سے پانی گنگا کا لگھنوتک آجگا اور اس کے
سبب سے تجارت اور زراعت کو بہت فائدہ ہوگا بلکہ انکو غریب
و تحریریں دیکر شروع کروایا تھا مگر چونکہ یہ امر علم سے تعلق رکھتا ہے
اور کسی صاحب انجمن کی صلاح اور شاوہرہ اسمین نے ٹھکانے پر
اعتقاد کو نہیں پونہا اور اکثر ٹھیکہ داران کو جھٹوں نے ٹھیکہ
کنڈیدگی کا لیا تھا ممدول کر دیا یعنی وہ لوگ روپیہ لیکر بھاگ گئے
اور اس نہر کو نام تمام ہوڑا ہنگام عبودہ معتمدین نے اسی نہر کو
اپنا اول مورچہ قائم کیا تھا

تعمیرات عہد نواب سعادت علی خان

تعمیرات مفصلہ ذیل سعادت علی خان نے تعمیر کروائی تھیں تاکہ شہر غربی
جانب سے ویسا ہی آراستہ ہو جیسا کہ اوسکی بھائی علاقائی نے
شرقی جانب کو درست کیا تھا کوٹھی حیات بخش حسین خان صاحب نے بنوایا

رونق اور زمین کو ٹھنی دار الشفا جس میں صاحب سکرتر بہادر
 تشریف رکھتے ہیں کو ٹھنی بیگم جس میں تو سچا نہ اب قائم ہے
 کنکڑ والی کو ٹھنی جس میں برگیڈیر صاحب قیام فرما ہیں کو ٹھنی
 جس میں صاحب ڈپٹی کسٹرز فروکش ہیں پاوشاء منزل جس مقام
 پر اب قیصر باغ طیار ہوا ہے یعنی بازار اور ٹیڑھی کو ٹھنی ان سب کا
 میں اکثر صاحبزادے رہا کرتے تھے اور جو خالی تھے وہ نواب صاحب
 کے سیر و تماشا کی واسطے ارستہ رہا کرتے تھے جس مکان میں او
 ولین آتا تھا اس میں سیر و تماشا کرتے تھے اور ٹیڑھی کو ٹھنی
 واسطے سرانجام امور ملکی کے تیار ہوتی تھی جو کام ملکی ہوتا تھا
 وہ وہاں واپس ہوتا تھا ان مکانات میں سے اکثر مکانات کے
 نام بلوے میں مشہور ہو گئے یعنی کو ٹھنی حیات بخش میں میر ہو در
 جو نہایت دلیر و شجاع تھے جان بحق تسلیم ہوئے اور بیگم کی ٹھنی میں
 بہت سے سپاہیان شجاعت شعار نے ہاتھ مفندین سے
 شہرت ممت پیا کو ٹھنی نو بخش کے بالا خانے سے سر ہمزی
 ہو لک صاحب قیسری مورچال معندین پر گولہ مارتے تھے اور
 رستا قیصر باغ کا نکالا تھا اور اس کو ٹھنی پر معندین کے گولے
 اس قدر لگے تھے کہ اب تک نشان گولوں کا اوسکی دیوار پر موجود ہے

اور اس کثرت سے ہے کہ گویا دیوار چھلتی ہو گئی ہے
 سید طین آیا یعنی مقبرہ امجد علی شاہ چنانہ یا دشاہ اوڈو
 جس میں اب گر جاگھر قرار پایا ہے اور جو عوام علی سر چھٹیا نام زد کجی

مادہ تاریخ
 آرا سگاہ فضل اللہ
 ۱۲۷۵
 سکندر باغ

تعمیر کردہ واحد علی شاہ جو شاہ مدوح نے سکندر گیم کو عطا کیا
 اور اسی سبب سے بنام سکندر باغ مشہور ہوا اس میں کوئی شجر
 قابل تعریف نہیں مگر یہ کہ اس میں ہنگام بلوہ سپہ سالار بہادر
 افواج سرکاری نے قریب دو ہزار سپاہ محضین کو سزا دی تھی
 اور انکی لاشیں پھیری اوسی میں دفن ہوئی تھیں اور بہت
 اوس آخر میں پڑی زمین جو شمالی اور مشرقی جانب باغ کو جاتا تھا
 قدم رسول

ایک مذہبی مقام اہل اسلام کا جسکو غازی الدین حیدر نے ایک
 مقام بلند تیار کروا کر تعمیر کیا تھا اوس میں ایک سنگ پارہ ہے
 جو عرب سے ایک حاجی لایا تھا اور جسپر نقش قدم تعمیر کے ہیں
 ہنگام بلوہ سنگ پارہ مذکورہ گیم کو گیا کوئی اونکا انی والا معلوم ہوا

بخش شرف

جو بنام شاہ بخش مشہور ہے اور سکو غازی الدین حیدر نے اپنا
 مقبرہ بنوایا تھا اور اسی میں دفن بھی ہوئے ہیں اس مقام کو
 بنام اس واسطے دیا گیا تھا کہ ایک مقام کوہ بخش ہے جس پر
 حضرت علی داما و حضرت محمد پیغمبر کی تعمیر ہے اور مشہور ہے کہ یہ
 مقبرہ اور سکی نقل بنا ہے اور غازی الدین حیدر نے کچھ روپیہ
 واسطے مصارف اس مقبرے کے سرکار میں جمع کر دیا تھا
 جس کے سود سے خرچ اس تعمیر کی مرمت کا اور تنخواہ عملہ مقبرہ کی مثل
 سید وغیرہ ہوتا ہے اس مقام پر بھی سپہ سالار افواج سرکاری
 کو مقابلہ معندین بڑی تکلیف اٹھانی پڑی تھی اور معندین نے
 یہاں نہایت سخت مقابلہ کیا تھا اس مقام پر ہنگام جنگ معندین
 سر ولیم ہیل صاحب کی بھاری توپیں آتی تھیں اور دو گھنٹے تک
 ان کے گولے اسپر گرتے رہے اور اسی مقام پر ریگڈر ہو چکا
 نے کار نمایاں کیا تھا یعنی تہا واسطے تلاش چوراستے کر گئے تھے
 اور ایک کھڑکی دریافت بھی کی تھی مگر اسی عرصے میں انوائپ ٹور
 کے صدے سے دیوار شق ہو گئی تھی اور سپاہ سرکار اس
 شق کے راستے سے اس مکان میں داخل ہو گئی تھی ۔

تاریخ

با حسن عقیدت و خجست اثر و ا
تاریخ مبارکش جو جسم و عقل

فرمود بنا بہ سند خواب و زیر
بافت گفتا عجب خجست شد قلمبر

۱۲۲۲

تعمیرات موئی محل

تعمیر کردہ سعادۃ علیخان شمال کی جانب املاط کے ہر اور موئی محل
اس واسطے نام رکھا گیا تھا کہ اس میں ایک بیج بنا تھا جو شکل موئی
کے تھا مگر اب وہ سمار ہو گیا ہر دوسرے مبارک منزل اور تیسرے
شاہ منزل مبارک منزل غازی الدین حیدر نے کنارہ دریا پر سیہ
کیا تھا اور شاہ منزل جہان باب کل شتیو نکاح اور اس منزل سے
مبارک منزل بجانب شرق تھا شاہ منزل واسطے لڑائی حیوانات کے
تعمیر ہوا تھا چھوٹے چھوٹے جانوروں کی لڑائی اندر املاطہ شاہ منزل کے
ہوا کرتی تھی اور شیر وغیرہ کی لڑائی بھی اسی محل میں موئی تھی
اس واسطے مضبوط پنجرے اور سختی ماسن تھا شاہ دیکھنے والوں کے لیے
تعمیر ہوئے تھے مگر لڑائی ہاتھی اور گنڈی کی دریا پار سید ان میں حضور عیسیٰ
کے سامنے ہوا کرتی تھی کیونکہ ایسی حیوانات کی لڑائی کی سیر کے
واسطے فائدہ بہت ضرور ہے اور شاہ اور دیگر ارکان سلطنت
براہمہ شاہ منزل پر سے دیکھا کرتے تھے +

حور شہ منزل

اس تعمیر کو سعادت علیخان نے شروع کیا تھا اور غازی الدین نے
نے ختم کیا مگر کسی خاص مطلب کی واسطے یہ عمارت نہیں بنی تھی
اور بعد ازاں ملک اوس میں سکونت ۲۲ حبس کا قرار پائی تھی

تارا والی کوٹھی

اس تعمیر کو نصیر الدین حیدر نے بہدایت اور سربراہی کر لی
ولکو کس صاحب کو جو پنجم شاہی تھے تعمیر کروایا تھا اور آٹھ نجوم بھی
اوس میں نہایت اچھے رکھے گئے تھے شہداء میں کونسل صاحب
ممدوح مرگئے اور واجد علی شاہ نے عملاً صاحب مرحوم کو برہنہ کر دیا
اور آٹھ نجوم بحفاظت رکھے گئے مگر مفسدے میں گم ہو گئے کہ میں
اؤ کا پتا نہ ملا اس سے گمان کیا جاتا ہے کہ مفسدین نے اؤ کو توڑ ڈالا ہو
مولوی فیض آباد احمد شاہ نے جبکو ڈنک شاہ بھی کہتے تھے اس سبب
سے کہ جب وہ سوار ہوئے تھے تو اؤ کے آگے ڈنک بجا کرتا تھا
نہ کام بلکہ اس مقام کو قیام گاہ اپنا قرار دیتا تھا اور
کونسل مفسدین کی اکثر اسی مقام میں جمع ہوا کرتی تھی

میدان

جو درسیان کوٹھی مذکور اور قریب باغ سے

واقعہ جو اس میدان کی تختہ ازبس حیرت آمیز باقی ہو یعنی اس میدان میں
 دو گروہ صاحبان عالی شان کے جس کے ایک گروہ میں تھوڑے صاحب
 لوگ تھے جو راجہ دھوریرہ نے بھیجے تھے اور وہ لوگ جو پہلی گارڈ
 بھاگ کر شہر میں گرفتار و امم مسندین ہوئے تھے اور اس میں مسن
 جیکس صاحب اور ریم گریں صاحب اور میر جہر صاحب اور کمر صاحب اور
 سلیون صاحب بتاریخ ۲۴ ستمبر ۱۸۵۷ء اور دوسرے گروہ میں بنیان
 احسان ہندی و ہمان نوازی راجہ تھولی کی جس میں جیکسن صاحب
 اور کپتان آر صاحب اور ٹرنٹ بریز صاحب مرٹن صاحب
 بتاریخ ۱۶ اکتوبر ۱۸۵۷ء تھے قصبہ بیاری و قصبہ بھیرتی و نا اسیدی کو ختم
 کر کے مسندوں کی بریجی سے راہی ملک بھاہوے اور واسطے
 یادگار ان امور قصبہ کے ایک عمارت مقامات واردات پر بنائی
 گئی تھی انوں یہ واردات باعث غصہ سپاہیان مغلوب کے واقع ہوئی
 تھیں جب اونسے بمقابلہ فوج ظفر موج خیرل ہو لو کہ صاحب و سپاہی
 بہادر افواج ہند کی کوئی بات بن نہ پڑی مگر دونوں میں ترغیب اور
 تائید سرگردان مسندین اور ترسیان او وہ کی تھی ایک ان سرسوز
 سی یعنی راجہ جی لال سنگھ جو ایک بڑا رئیس ملک تھا اور جسکی خاطر ای
 درسیان مسندوں کو بہت تھی اور جو ساتھ گروہ اول کے قتل گاہ تک

کیا تھا اور ایک دروازہ قیصر باغ پر جواب منہدم ہو گیا یہ اس مراد
 سے چڑھا تھا کہ سیر اس واقعہ قبیحہ کا اچھی طرح دیکھے کہ کیونکر تریپ
 ٹرپ کر یہ لوگ جان دیتے ہیں اور کارگزاری اپنی سپاہ کی کہ گسٹر
 اون پر ہاتھ صاف کرتے ہیں دو برس بعد اس واقعہ کے وہ پھر
 ذیل عافیت سرکار میں آیا اور اسکی سرکشی پر بھی شیم پوشی کی گئی
 اور اسکو دل میں یقین واقع ہو گیا کہ تحسہ دکن در واقعہ معلومہ کا
 اب صاحبوں کے دل سے دور ہو گیا اور گویا اب وہ اپنی موت
 مر گیا اور سب سے ملاقات ہوگی مگر انصاف نے مجرم کا چھوڑا
 پنچھوڑا گوید یہ مطلب برآیا مگر اتفاقاً اور یکایک اس کے سر پر پڑ
 اور اس طرف سے آئی جب طرف سے اسے بالکل اطمینان
 حاصل تھا لہٰذا اس کے معتمد ملازم اس کے مخالف ہو گئے اور ثبوت
 پر ثبوت اس امر کا بخلاف اس کے ظاہر ہو گیا اور اس کے سپر
 بوجھ اس گناہ کا بھاری کرنا گیا کہ تباہ یکم اکتوبر ۱۸۵۹ء
 اسی مقام پر کہ جان یہ واقعہ ہوا تھا اس راجہ نے سزا سے
 پھانسی پائی اور بعد ازاں تباہ ۱۲ ماہ تک گورنر جیلین اور قلعہ علی گڑھ
 جو چند صاحبان کو اور مقامات پر گرفتار کر لیا تو سزا ہی پھانسی ہوئی

ایک نہایت عمدہ تعمیر عہدِ واجد علی شاہ کی ہے یہ تعمیر کشتہ نمین
 شروع کی تھی اور کشتہ نمین ختم ہوئی اور مع کباب سامان
 آرائش کے اس میں اتنی لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا وجہ تسمیہ
 اس نام کی یہ ہے کہ بادشاہانِ اودہ اپنی اہر وغیرہ میں یہ قبضیر
 کا لکھا کرتے تھے کیونکہ قبضیر خطاب بادشاہِ روم کا ہے اور شاہ
 روم بڑا بزرگ اور نامی بادشاہ اہل اسلام ہے اس تعمیر کے بیانِ غیر
 میں لازم ہے کہ ایک جانب سے بیان شروع ہوا اور دوسری طرف
 کہ دروازہ شمالی اور شرقی سے شروع ہو جو دروازہ روبرو اس
 کے واقع ہے جو سامنے تاروا کی کوٹھی کے تعمیر کیا گیا ہے اسی دروازے
 میں سے اور بعد ازاں ایک کھڑکی میں سے جواب بند ہے
 بحرِ مان گزرتا رہتا ہے اپنے قید خانے میں پونہ چارے گنتے تھے اس
 دروازے سے آگے جا کر ایک صحن وسیع روبرو دروازہ جلو خانہ
 کے پس صحن میں سواری اور جلو شاہی تیار ہو کر راستہ ہو کر ٹہکی
 یہاں سے آگے جا کر ایک دروازہ ہے اس پر وہ پڑا تھا اس سے
 گذر کر چینی باغ ہے اس کا نام چینی باغ اس واسطے تھا کہ اس میں
 اسبابِ چینی کا باغ کی آرائش کو لیے تھا وہاں سے آگے جا کر
 اور ایک دروازے سے گذر کر حضرت باغ ہے اس باغ کی جانب آ

چاندی والی بارہ درمی ہو اس بارہ درمی میں فرش چاندی یعنی نقرہ تھا
اور اسی جانب خاص مقام اور پادشاہ منزل جو جس میں خاص کر پادشاہ
رہا کرتے تھے اس پادشاہ منزل کا بیان شیتہ ہو چکا ہے کہ اوسکو سوار تعلقا
نے تعمیر کیا تھا اب واحد علی شاہ نے اوسکو اپنے نقشہ فیض باغ میں لے
کر لیا تھا اوس دروازے جس سے گذر کر حضرت باغ کو آتے ہیں
نواب علی نقی خان بزیر اس مراد سے رہتا تھا کہ ہمیشہ قریب پادشاہ
کے رہے اور ہر وقت پادشاہ کی حرکات سے خبر لیتا رہے سبب
جب اس مکان کے تعمیرات ہو گئی ہو یہ تعمیرات عظیم اللہ خان حجام
شاہی نے بنوائی تھیں اور پادشاہ کے ہاتھ چار لاکھ روپے کو بیچ
ڈالی تھیں ان تعمیرات میں خاص محلات شاہی اور خاص صلاحتی تھیں
اور یکم مفسد بھی ان تعمیرات میں رہتی تھی اور ایک صطبل میں
جو متصل ہے قیدیان نگل شہ کے ہفتے تک مقید تھی یہاں سے
آگے چل کر ایک درخت ہو جسکے نیچے سنگ مرمر کا فرش کیا گیا ہے
اور اس درخت کے نیچے واحد علی شاہ زر و کمرے مثل فقیران بہر
میلے کے دروان میں بٹھا کرتے تھے یہاں سے آگے ٹر ہنکر کچھ دروازہ
ہو جسکی تعمیر میں لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا اور اوسکے آگے چون خاص صلاحتی
کا ہی جسکے گرد و حیفہ مکانات ہیں سب میں جم شاہی رہا کرتی تھیں

ہماگہ است بیان ایک بڑا سیلہ ہوا کرتا تھا اور اس میں شہر واسے
 قلعہ عزامت کے بار پاتے تھے اس سے آگے پتروالی بارہ دری
 جس میں آب تاشاگاہ مقرر ہوا ہے اور کھلی دروازہ مغربی سے غرب
 کی طرف تعمیر پسند ہے جس کے نصف دائرہ طبع طلال کا بنا ہوا ہے اسکو
 روشن الدولہ وزیر الدین حیدر نے تعمیر کیا تھا اور صاحب علی شاہ
 نے ضبط کر کے معشوق سلطان اور محل خاص کو عطا کیا تھا یہ دروازہ
 بھی اسی مقام کا ہے جیسا مغربی کھلی دروازہ ہے اور اس تعمیر کے نیچے کے
 مکانات میں جنت انگلشیہ جو درہور ہرے سے آئے تھے مقبض تھے
 اور یہاں سے قتل گاہ کو پہنچائے گئے تھے بجانب راست اس مکان
 کے ایک اور جلو خانہ اسی قسم کا جیسا بجانب مشرق بیان کیا گیا ہے
 اس میں سے محلات میں گذر کر اور اس کے نیچے کی جانب چلکر ماہر خدو
 قلعہ باغ کے جو درہور و شہر دروازے کے برائے ہیں اس شہر دروازے
 کو نیل دروازہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اسی دروازے میں جہنم نیل صاحب
 گراب کے گولے سے جو قلعہ باغ کے دروازہ کی توپوں سے
 آیا تھا بان بخت ہوئے تھے۔

تاریخ

جو قلعہ باغ و تعمیر و شہر دروازہ اول عنوان میں مندرجہ گفت بارگ

بعد بوش بهارش ککات شیر نوشته سال آن باغ مبارک

تاریخ نهنگین قصر باغ که خطاب و چشمه حسن است ۱۲۶۶

حضرت سلطان عالم اربو و بحر عدل
نهنگ این از کشتن بنا شد تا با
سال الداری سرد و غیب از شیر گفت
ساحل دریای حوت قزم حسن
صورت عین کرم شد چشمه نهنگ
چشمه حسن آبروی منع آب حیات

تاریخ باره درسی سنگین باغ قصر ۱۲۶۹

چون حضرت سلطان عالم شاه خردین
فرمود این باره درسی سنگین بختی است
حسن نیت چونکه در چارده مصمم
آید چو کس نه برایت اندران خواند
ششم چون تاریخ آن سپید از رخ میزد
گفتا مکر را از او قصر از قلم

تاریخ باره دری نگینه والی واقع حضرت باغ

نهنگی مصرع شد حضرت باغ تمبیر
پی سالش چو چشمه ککات شیرین
از امکان میاید ناز غلبد برین هند
شد از باره دری با لکین نهنگین

تاریخ دروازه اولی قصر باغ ۱۲۶۹

ساخت قصر باغ چون شاه زمان
ز در قلم شمشیر بر محراب آن
شد درش رنگ در باغ جهان
سال دروازه در باغ جهان

تاریخ دروآرہ دوم

درباغ قیصر بلند دروغ
کہ یا ابتدا زان کیفیت زیاد ورنہ
در نیاب شمشیر کردہ چو کمر
انرا وادرنو ان در باغ ہند

۹۶ ہجری

مقبورہ سعادت علی خان

در میان گوشہ قیصر باغ اور چینی بازار کے دو قبرین ہیں ایک تو
سعادت علی خان کی جسکو بعد مرگ جنت آرام گاہ کہتے ہیں دوسرا
اورنگی بیگم مرشد راوی کی بیرون قبرین ان دونوں کی وفات کے
بعد غازی الدین حیدر نے تعمیر کرائی تھیں اس سے مجتہد شری
ظاہر جو اس مقام پر اول ایک مکان تھا جس میں غازی الدین
خود صین حیات رہتے تھے اور ایک بات مشہور ہے کہ جب غازی الدین
حیدر تخت پر بیٹھے تو طسا کر کیا کہ جب میں سعادت علی خان کے
تخت پر محل پر قابض ہوا تو مجھے لازم ہی کہ اپنا مکان اون کو دے
اسی خیال سے فوراً حکم دیا کہ جس مکان میں وہ رہتے تھے اسکو
سمار کر کے ایک قبر سعادت علی خان کی تعمیر ہو ۔

مکان حیدر منزل

جبکو نصیر الدین حیدر نے واسطے سکونت محلات حرم کے تعمیر کیا تھا
اور جسکے متصل کوٹھی فرحت بخش اپنے رہنے کی واسطے بنوائی تھی

اس مکان کا نام چتر منزل اس واسطے قرار پایا تھا کہ اس واسطے اوپر چتر سلائی بنے تھے اور نہ اس محاطہ سے یہ نام اسکو دیا تھا کہ وہ چار منزلہ ہے جیسے بعضے بعضے تصور کرتے ہیں اس مکان کے ایک جانب کچہری صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی ہر اس مکان کی وہ طرف جو جانب دریا ہو اور جب پریشان گولہ نامی اتواپ جنرل اور ثم صاحب کے موجود ہونے واسطے دربار عام اور دیگر امور عامہ کے تیار ہوتا ہے

کوٹھی فرحت بخش

یہ کوٹھی عہد سعادت علیخان سے محل شامی تھا اور واحد علی شاہ کے اوس عہد تک مقام قیام شاہ راجب تک فیصلہ مرغ تیار نہیں ہوا تھا اس کوٹھی کی وہ جانب جو بطرت دریا ہو اسکو جنرل مارین صاحب نے تعمیر کر کے نواب وزیر کے ہاتھ فروخت کیا تھا باقی تعمیرات جو اس سے ملحق تھیں اور تخت گاہ سب سعادت علیخان نے بنوائی تھیں ان تعمیرات میں تخت گاہ جسکو قصر سلطان کہتے تھے اور اب یہ مکان یادگار انہ مرہم کوٹھی پر ہے وہ صرف واسطے دربار شاہی کے آراستہ ہوا تھا اور جب کبھی نیا بادشاہ جلوس کرتا تھا تو اسکو صاحب زبڈنٹ اس محل میں تخت نشین کرتے تھے اور نذر دیتے تھے اس نذر سے مراد یہ تھی کہ سرکار گورنمنٹ نے اس تخت نشینی

کو منظور فرمایا اسی کوٹھی میں بادشاہ بگیم نے مناجان کو تخت پر بٹھانے کا ارادہ کیا تھا اور جبکا حال سڑیلو سلیم صاحب نے اپنی خواہش اور وہ کی دوسری جلد میں تحریر کیا ہے اور اسی کوٹھی میں اس وقت مقیدین ہمارے بادشاہ بگیم نے کرنل بو صاحب رزٹرنٹ پر ارادہ جبریں نذر دلوانے مناجان کا کیا تھا بدین کا فائدہ اگر نذر گذر جائے گی تو تخت نشینی مناجان کی صدر گورنمنٹ تک ثابت ہو جائے گی

کوٹھی رزٹرنٹ

یہ کوٹھی بہت مشہور ہے اور اسکا بیان مفصل ضرور ہے جب نواب آصف الدولہ بہادر دولت خان نے میں رہتے تھے جبکا حال دفعہ ۲۶ میں درج ہے صاحب رزٹرنٹ بہادر اسکی ایک مکان میں شریف رکھا کرتے تھے لیکن جب نواب سعادت علی خان نے کوٹھی فرست بخش اپنے رہنے کو بنوائی تو اس کے نزدیک ایک کوٹھی صاحب رزٹرنٹ کو واسطے بھی تعمیر ہوئی اور اول میں اس کوٹھی رزٹرنٹ میں کوئی پردہ خلی نہیں رہتا تھا مگر جب کرنل بو صاحب رزٹرنٹ مقرر ہوئے تو ان کے ہوا ایک گارو قعینات ہو گئیں اور ایک مکان بھی دروازہ احاطہ رزٹرنٹ سے کے نزدیک اور سکواٹر سعادت علی خان نے بنوایا تھا اور یہ دروازہ کامل بنامیں

دروازہ میلی گارو مشہور ہو گیا اس تعمیر کا نقشہ اور بیان کس صاحب نے
اپنی کتاب میں اور دیگر کتب میں تفصیل بیان کیا ہے اور اب بیان
اس کا اس مختصر میں موجب طوالت ہے

پہل آہنی

پہل حسب انجی بادشاہ غازی الدین حیدر کے ولایت گلستان
سے طلب ہوا تھا مگر قبل آنے پہل مذکور کے وہ آپشن اور بحر
بقا ہوئے اور ان کے لڑکے نصیر الدین حیدر نے بعد تخت نشینی
کے سگڑ صاحب کو جو اون کا ملازم تھا اس کی درستی کا ٹھیکہ کر دیا
صاحب موصوف نے کچھ کوٹھیاں واسطے اس کے برپا کرنے
کے رد بروی کو ٹھپی دزید فنی کے جہان ایک چھوٹا سا گھاٹ
اور شوالہ ایرجی دریا واقع ہو گیا تین اور یہ کوٹھیاں اب تک نمودار
ہیں مگر اس سے اس کی درستی نہ ہو سکی اور اسی سبب سے
پہل مذکور برپا نہ ہوا تا وقتیکہ مجد علی شاہ بعد محمد علی شاہ کے
تخت نشین ہوئے اور اس بادشاہ نے ارادہ کیا
اور اپنے غزم کو ختم بھی کیا یعنی پہل آہنی قائم ہو گیا

تاریخ پہل آہنی از قلم میرزا علی اسیر

ان بادشاہ عادل کو حکم ملا کہ اگر وہ آہنی پہل برگوئی ہو دے

فرہ د حکم سلطان تاریخ نظم کروں | چون حکم شاد حکم چون عدل شاہ ہوا

پہل تختہ

نواب آصف الدولہ بہادر نے فریب شہزاد کے قہر کیا تھا

تاریخ

پہل نو بنگاشت برگو متی

چو از نسو خود سال او خواستم

بند بید نیک و بعل بر زمین

بگفتا بل استوار دستین

۱۳۴۴

قلعہ چھی بھون

یہ قلعہ بقدر سابق میں تھا جسکا نام اصل چھی بھون ہے

اوس سے زیادہ وسیع ہو گیا ہے سابق چھی بھون صرف

اوستقد تھا بقدر برج تختہ ٹرک کے جنوب کی جانب موجود ہے

اور یہی قلعہ لکھنوتھا اور بہت مشہور قلعہ فوجوں میں مشہور

تھا ایک مثل قدیم مشہور ہے کہ جسکے پاس قلعہ مذکور ہوگا وہ تھا

مالک شہر لکھنوتھا اس کے شریع میں جو تختہ حال

لکھنوتھا ہے اوشمین احوال اور نام اس قلعے کا ورج ہے اور وہ

ٹہا جو رہا ہے کہ بیچ میں درمیان گھو گھٹ قلعہ سے واقع ہے

اور جسکے اوپر سجد بنی ہوئی ہے وہ چھین ٹہا مشہور ہے اور اسکی

سابق چھین پور کہا د تھا مقب چھی بھون خاص کے بجانب جنوب

و مغرب ایک میدان سے جس میں توپخانے کا گودام ہوا اس مقام
 پر لنگ محل اور سچ محل آباد تھے اور سچ محل نہایت قدیم مکان
 تھا لیکن وہ کچھ خراب تھا شیخاں نے جو سابق حاکم اس
 جگہ کے تھے تعمیر کیا تھا سعادت خان جو مورث اس
 نامہ دار شاہی اس ملک کو تھے ^{۳۳} عرصہ میں صوبہ دار ہو کر یہاں آئے
 تو یہ مکانات بکرا یہ عرصہ مابینہ مالکان مکانات سے
 لے کر تھے اور روپیہ کرانے کا اور کچھ عرصہ تک ادا ہوتا گیا مگر اوج کے
 وارثوں نے نہایت مختلف آراہی پادشاہان لکھنؤ کے اور لکھ
 مال سرکار تصور کیا اور صفر جنگ اور شجاع الدولہ نے تو اس قدر
 اس محل کو جاری رکھا کہ خطر کر ایسے مالکان مکانات مذکورہ کو دیا
 مگر بکرا یہ ادا نہیں کیا لیکن جیسے الدولہ نے یہ عمل بھی ترک کیا
 اور مکانات کو بیک وقت ضبط سرکار کر لیا یہ بات محتاج بیان کی نہیں
 بلکہ مشہور عام ہے کہ جو لائی عرصہ میں جو فوج سرکاری اوس میں
 تھی اوسنے کس طرح اس قلعے کو خالی کیا تھا اور کیونکہ نیلی گارو
 کی بارگشاہی ہوئی تھی اور کس حکمت اور مطلب آری ہو اس قلعے کو
 فوج سرکاری نے بروقت یہاں سے نکل جانے کو اور ایا تھ سا
 بڑا ایا تھ سا

یہ عمارت گویا تعمیرات کے معنی میں از حد بہتر و اعظم ہے اور نواب صاحب
 کی سلطنت کے کارنامی نظام میں سے عظیم ترین مشہور ہے کہ نواب
 مدوح نے پیشیاں روپیہ اسکی تعمیر میں صرف کیا ہے اور عوام میں مشہور
 ہے کہ اس میں دس لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے شاید اس میں چھ
 سبالغہ بھی ہو کیونکہ قول ہندیان ایسے مقام میں ہمیشہ ساتھ ساتھ
 کے ہوا کرتا ہے کارگاہ اس کام کی واسطے بہت دور دور سے طلب
 ہوئے تھے اور سبکو حکم ہوا تھا کہ اپنی اپنی راہ سے نقشبات
 واسطے اس مکان کے پیش کریں صرف تاکید یہ تھی کہ کسی عمارت
 کی نقل نہواور یہ مکان ایسا تیار ہو کہ کہی ایسا شیر نہ بنا ہوا
 اور جتنی تعمیرات مشہور ہیں سب سے زیادہ خوش قطع اور خوش
 اسلوب ہو کفایت انداز یک شخص تھا جسکی تدبیر سے تیار ہوا
 اور جیسا وہ اب موجود ہے اس سے ظاہر ہے کہ جو شہر نظام
 نواب کی تحسین اور تہنیت میں بنی ہوئی ہے یہ عمارت اس قدر منہ بٹ
 ہے جو بقدر جو بصورت اور خوش قطع ہے بنیاد اسکی بہت عمیق ہے
 اور ساری عمارت میں لکڑی کا کام بالکل نہیں ہے اسکی
 وسعت ۱۶۷ فٹ سے ۵۲ فٹ تک ہے اور نواب صاحب
 ان مہنات کے اسی عتام میں دفن ہوئے ہیں

تاریخ امام باقرہ کلان

کردنواب آصف الدولہ
داد یافت خبر تارخیش

چون بنا جامی عنہم بحسن
روضہ امجد امام دین

۱۲۲۵

جامع مسجد

یہ عمارت متصل امام باقرہ کے ہے اور لائق ثوابت نہیں
یہ مسجد نقل ہوئی جامع مسجد کی جو شہر دہلی میں ہے

رومی دروازہ

یہ دروازہ بھی نواب آصف الدولہ کے وقت میں تعمیر ہوا
اور مشہور ہے کہ نقل دروازہ روم کی ہے مگر جو لوگ روم کو
دیکھ آئے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ ایسا دروازہ کوئی
شہر روم میں نہیں ہے غالب ہو کہ نواب کو کسی شخص نے
مناظرہ دیا ہو کیونکہ اگر وہ چاہتا کہ نقل دروازہ روم کی بنی
تو اس میں شک نہیں کہ دو صد نقشہ دروازہ ہامی روم
دوسرے ہی روز اس کے سامنے پیش ہوتے یہ دروازہ
اور امام باقرہ کلان دفنوں اس زمانے میں بنا شروع
ہوئے تھے کہ جب لکھنؤ میں قحط سالی تھی اور اسی لحاظ سے
یہ عمارت عالی شروع ہوئی تھیں کہ جس سے غریب باشندہ شہر پور پور

اس دروازے سے جو غریب کو چلو تو دولت خانہ یا محل قدیم لکھنؤ میں
رہتا ہے یہ تعمیر یعنی دولت خانہ مشتمل ہے اور متعدد مکانات
کے جو متصل ایک دوسرے کے ہیں مگر ان میں کچھ نمبر معماروں
صرف نہیں ہوئے ان مکانات میں نواب آصف الدولہ اور آصف
علی رہا کرتے تھے جب نواب نے فیض آباد کو چھوڑ کر لکھنؤ کو آنا
دارالامراں شہر آباد کیا اور خاص محل نواب کا اوسے کے نام سے
تھا یعنی جس مکان میں وہ آپ رہا کرتے تھے اوسکو آصفی کوٹھی کہا
کرتے تھے مگر جب سعادت علی خان بعد ان کے مستبد بن گئے
اور قیام اپنا انھوں نے فرحت بخش میں مقرر کیا تھا تو یہ
مکانات خالی رہے اور اسی سبب سے خستہ اور کستہ ہو گئے
امام باڑہ حسین آباد

صرف یہ عمارت محمد علی شاہ سوم بادشاہ کے زمانے میں تیار
ہوئی تھی اور ہر چند اس میں کچھ کاریگری صرف نہیں ہوئی ہے
خوش اسلوبی میں کسی اور عمارت لکھنؤ سے کم نہیں اسکا باغ جو
ہو اسکی خوش و خوشی کو ان عمارات نے جو اوس میں بطور تزینہ
رہنہ کیے بنی ہیں اور چھوٹی چھوٹی عمارات جو ان میں ہیں انھوں

خواب کرو یا پھر اس حسین آباد میں بڑی رونق معلوم ہوتی ہے جب اوسمیر
 شبکو روشنی ہو اگر قی ہو اور جب لکھنؤ میں سلطنت تھی تو محرم میں
 بڑی دھوم ہو اگر قی تھی محمد علی شاہ فرپانی الدہ ویشی کو اوسمیر میں
 کیا ہے اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ اونکا جنازہ بھی اوسمیر دفن ہو اور
 زکثیر واسطے زاید رونق اس امام باڑے کے نام نہاد
 کیا تھا جو داروغہ مہتمم اس امام باڑہ کا قبل از بلوسے کے تھا اور
 باغٹ اوسکے عکس سکی تصویریں بننے کے اکثر صاحب لوگوں
 اوسکی ملاقات تھی مگر وہ اس بلوسے میں بدل جان متفق مفسدین
 کے ہوا تھا اور ایک گروہ کا جنیل ہو گیا تھا اور اوسکی ملاقات
 ساتھ صاحب لوگوں کے سیطرح مانع اوسکے شامل ہونے کی نہوتی

تاریخ امام باڑہ

جناب محمد علی نادر شاہ	سپندیدہ بارگاہ اولہ
بصدق و صفات عزیز خانہ	بلند از سما تعزیر خانہ
خود سال جاری غراخی حسین	بگفتا فرار شمشیر

تاریخ درازہ امام باڑہ

شاہنشہ زمانہ و نوشیر و ان	فرمانروای عالم امکان بود ام
باب امام باڑہ والا بنا نمود	یارب بود قبول امام فلک مقام

باتفت بگفت مصره سالک

باب امام باره سلطان خاص

۱۲۵۳

تاریخ بسبیل

نوشیروان عصر الوافتح شاه بند

رکواتی ہی بسبیل تو تاریخ یہ ہونی

مقبول بارگاہ شہر شریفین

اب بسبیل نزد جناب حسین

۱۲۵۴

تاریخ چاہ

آب این چاہ ز شیرینی خود

رست تر مصرع تاریخ رسید

شربت قند و نبات پاک

خیمہ آب حیات پاک ست

۱۲۵۴

تاریخ حمام

سلطان جهان خدیو بادل

حمام لطیف کرد تعمیر

تاریخ سمیدہت ظاہر

کرامی زمانہ شاہ عادل

تاکید نمود بہر تطہیر

حمام لطیف حوض طاهر

۱۲۵۴

تاریخ شرک

خسر دہند ابو الفتح معین الدین

چون شرک ساخت بنا مصرع تاج

رشک شایان جهان پاوشہ بند

ہست این نوع شرک جاوہ راہ بند

۱۲۵۴

تاریخ ضریح

عزیز بن ہی بھی کہیں عالمیقام

تاریخ اس ضریح مظلوم جب ہونی

یہ روضہ حسین علیہ السلام

بوسے ملک ضریح قبول ابام

۱۲۵۴

تاریخ سراجی حسین آباد

ابوالفتح منصور شاہ زمانہ	محمد علی سائید حق تعالیٰ
رضا گشت تاریخ از حکم سلطان	سراجی ابوالفتح شاہ محلے

تاریخ رصد حسین آباد ۱۲۵۵

چو محمد علی شہہ دوران	ساخت در لکھنؤ رصد تیار
کرد سانش رستم ہندوستان	این رصد شد بحکم شہہ تیار

تالاب نمہ کھنڈہ حسین آباد ۱۲۵۵

مستقل حسین آباد کی محمد علی شاہ نے ایک بڑا تالاب تیار کیا تھا
 جو اب سہ راہ ہو گیا ہے اور متصل اعظم پور کی تعمیر ایک مسجد کی شروع
 کی تھی جسکو اونھون نے پیا ہاتھ کا بیاض مسجد سے بہتر بنے مگر اونکی حیات
 نے وفا کی اور قبل اوسکے ختم ہونے کے وہ خود ختم ہو گئے یہ مسجد
 ناتیار اب تک موجود ہے مگر چونکہ اوس وقت سے اب تک
 مرست بھی نہیں ہوئی اور اب عرصہ اٹھارہ برس کا ہوا اس واسطے
 اب وہ بہت خستہ و شکستہ ہو گئی ہے اس سال ۱۲۵۵ء میں مساز
 عید الفطر کی ہی اس جامع مسجد میں ادا ہوئی پہلے شرف الدولہ
 غلام رضا خان کی کاظمین میں ہوا کرتی تھی اس بادشاہ نے
 ایک اور تعمیر شروع کی تھی جسکو نہ کھنڈہ کہتے ہیں اور

اور ارادہ تھا کہ اس کو سات منزل کا بنوا کر اس کے اوپر سے سیر
تمام عمارت شاہی کی جو اس نے میان شہر یا بل بنوائی تھی کیا کر
مگر یہ تعمیر بھی ناتیار رہ گئی اور صرف چار منزل کی پوری ہوئی

تیار خج جامع مسجد

شاہ ہندوستان معین الدین	نظر کسر افسر و منظور
نام نامی حضرت اعلیٰ	محمد علی شدہ مشہور
مسجد بی نظیر کرد بنا	بخدا بہت رہبر مین منظور
ہر منارہ عمارت گردون شد	پیش گنبد نماذ فرقت طور
مہتمم گشت اعظم الدولہ	جان نثار حضور شد مامور
برق موزون نمود تار خیش	مسجد جامع جدید منظور

۱۳۵۶

موسیٰ باغ

یہ باغ نواب آصف الدولہ نے تیار کروایا تھا اور جو تعمیرات
اوسمیں ہیں اونکو سعادت علی خان نے واسطے سیر گاہ
خاص کے بنوایا ہے اونکے وقت میں لڑائی حیوانات کی اور
میں ہوا کرتی تھی اس نام کی روایت مشہور ہے کہ ایک روز
آصف الدولہ سوار اوسط طرف جاتے تھے اور سب ہمراہی سمجھتے
کہ وہاں ایک چوہا یعنی موش نکلا اور نواب کے گھوڑے سختی

ماہ سے وہ مر گیا اوس کے مرنے سے کچھ دہلیں اوس کے رنج آیا اور
 اس لیے حکم دیا کہ ایک قبر اوس موش کی اوس مقام پر تیار
 ہو اور باغ بھی بنے اور اوس موش کے نام سے یہ تعمیر مشہور
 ہوئی کیونکہ موش کو ہندی میں موسا کہتے ہیں مگر ایک اور
 روایت بہت قرین قیاس یہ ہے کہ سعادت علی نے تعمیر
 باہتمام ایک فراسیں کے تیار کروائی تھی اور تیمم کا نام تو بھول گئے
 مگر اوس کو اول کلا حریف یعنی موسویا درنا جسکی کثرت استعمال سے تخفیف ہو کر گیا
 مکانات اراکین سحر

شہر لکنؤ میں کوئی تعمیر ایسی نہیں جسکی خوش وضعی قابل تعریف کر ہو
 یا جو ایسا قدیم ہو جسکا ذکر کرنا واجب آوے

چو کہ شہر کا قواب آصف الدولہ کے وقت میں تیار ہوا تھا
 اور جو دروازے اوس کے دفن بجانب ہین اونہیں سے ایک
 دروازہ جو جانب جنوب ہو اوسکو بہت قدیم بتلاتے ہیں اوسکا
 نام اکبری دروازہ ہو اور مشہور ہے کہ جب شاہ فیاض پر گئے تھے
 شہر لکنؤ ہو کر گئے تھے اور جب فیاض فتح کر کے آئے
 یہ دروازہ یہاں تعمیر کیا تھا مگر اس روایت کی صداقت
 کسی کتاب تاریخ سے نہیں ہوتی اور غالب ہو کہ غلط ہو کیونکہ

ایک آدمی کے نام کے سبب سے اس کی تعمیر قرار دینا عجیب
 قائل مگر ایک روایت قرین قیاس ہے کہ کسی صوبہ دار اودہ نے
 اس کو بنوایا تھا اور جس بادشاہ کے وقت میں کہ اول صوبہ اڑی
 اس علاقہ کی حکومت پائی تھی اس کے نام سے اس نے اس دروازے
 کو مشہور کیا جو کہ سے اگر بجانب کانپور چلو تو دو عجیب درگاہیں
 ہیں ایک کو کاظمین کہتے ہیں جس کو شرف الدولہ نے بنوایا
 اور مشہور ہے کہ یہ درگاہ نقل مقبرہ امام موسیٰ کاظم ہے اور دوسری کو بلا
 ویاۃ الدولہ کی نقل مقبرہ امام حسین کی ہے جو کہ بلا میں ہی ہے

تاریخ کاظمین شرف الدولہ

مشہد اقدس بنام شرف الدولہ	سایہ بقرش شدہ فضل شہر کاظمین
از شرف شمسہ اش گشتہ شہر زمین	گنبد گہروں از ان باقیہ منبذ زین
واہ چہ شرف النساء کو اعانت دان	ہر دو شرف یافتند از قدم شہر قسطنطنیہ
راہیکو در شہر شرف از شہر	صوت نفطی مگر آردہ از خستین
فکر شہر شہر شہر پی تاریخ سال	اگفت سر دشت فلک گو کہ علم

یہ دونوں درگاہیں جب تک اونہیں روشنی چاہاں نہ کو سیطرہ لایق
 تعریف کے معلوم نہیں ہوتیں اور قابل دیکھنے کے نہیں بلکہ اوشی
 صرافت نظر ہوتا ہے کہ ایسی بد وضع عمارت بھی انسان بنوایا کرے اور

درگاہ حضرت عباس

ایک اور درگاہ شہر کی اہل اسلام میں ہر ایک روایت مشہور ہے
کہ سعادۂ علینا اسی مقام میں واقع تھی کہ یکا یک چونک اٹھے اور
اوس روز سے وحشت و بد مزاجی جو اذن کے مزاج میں سابق
تھی اوکو چھوڑ کر بہت رحم دل اور نہایت دل ہو گئے تھے
مگر یہ روایت متعصبی لوگوں کی مشہور کی ہوئی معلوم ہوتی ہے

تاریخ درگاہ حضرت عباس

ابن کثیر جدید بنائے سعادۂ ست

ملکہ زمانیان کا امام باڑہ

یہ امام باڑہ گولہ گنج میں بسبب وسعت اور فراخی سے مشہور
ہے یہ گویا ایک شہر نواف شہر میں واقع ہے مگر اوس میں
کوئی قلعہ لائق تعریف کے نہیں

ونیلقاہ منزل

یہ عمارت عالیشان تعلقہ داران کی طرف سی ماہگار خراب تر و نیگینہ
صاحب دہشت کشنہ اودہ بحسن اشیام راجہ درگاہ سنگہ صاحب درگاہ
انگہ صاحب درگاہ ہونے کے طیارے طیارے میں بیٹے لاکھ روپے کو صرف ہوا

شخص کا منو کے باشندوں کا حال

آدمی را بچشم حال مگر
از خیال پرستی کو سرگرد

بڑا خاندان شاہی ہر اسکے نواب باو شاہوں کی نسل سے اور نئے پوتا در لاکھ
اور رنگیات وغیرہ کثرت ہیں بیکار علی قدر مراتب شیعہ ہی عیش و عشرت سے
گزران کرتے ہیں

شاہ ولی کی نسل سے اولاد جہاں ار شاہ و میرزا سلیم سے ہی بیان چند شاہزاد
ہیں اسی سرگود سے از کو وثیقہ و فشن سے قوت لایوت ملتا ہی
عزیزان برطان الملک معاویہ خان سے شاہزادہ ہای خیشا پوری کا ہی عالی
خاندان ہر اور نئے و شیعہ بھی اپنے اپنے بن سبچین کرتے ہیں مگر
بعض بچاپون کا وثیقہ خدر کی جتلیش میں بند ہو گیا اوس سے یک لخت فیئر
ہو گئے۔ تمام انوس ہر وجہت

آج کے بعد ارمی شاہی میں چنے نسل اور واسطہ دار ہی اکثر وثیقہ دار اور صاحب
حاشا ثروت وغیرہ سے خوش گذران ہیں آئین ہند ہی میں اور مسلمان ہی
نچے ہندو مسلمان ہو اگر تاجر رہا جن ہی کر در پنی کہہ جی سے لے کر
ہزار پنی تک اکثر ہیں اور سا کہ اچھی گزیر بہت عمدہ ہی کے روزگار اور نیک
سے اور راستی و اجبی ہر گز غنیمت

بعد اس کے لوگ وزگار پیشہ بین جہاں شہر یا بیرونجات اور اور ملک میں درکار
کر کر بسر اوقات کرتے ہیں

علم کی کثرت ملا فاضل اکثر عربی فارسی کا درمل اور علم میان کل مشہور اور طبیبیت
اور دین شہر علم کی تکمال ہر علم و فن کا آدمی بیان ہو اور طبیعت اوروں کی خوشنویس

ہی ہر خط کے صل علی احاطہ خوش اسحاق ایک سے ایک علی

پہر اہل حرفہ اہل حرفہ ہر قسم کے دست کار صنایع و معجزہ بکارت ہر کام میں
کما کہتے ہیں اور بہ نسبت اور شہر دن کے یہاں کے صنایع غنیمت اسی طرح
دوکاندار بھی کہ وہ بھی ایک فرقہ ہے یہاں صیغہ مذہب کے مسلمان بقال
اور صلائی وغیرہ دوکاندار بھی اکثر ہیں

اس شہر کا جو نام اور کٹاہ زری و کار چوٹ کا نامنی اور خیرہ تھا کو اور زور و رصع
اور زور و ظروف طلا و نقرہ و کھنار و نقاش و شیش باز و حکم ساز و عمدہ سے عمدہ
مشہور دیار و امصار و وساور جو دور و دورہ ل جاتا ہے مگر نسبت عہد ثانی کے
بہ نسبت کام اب کم ہو صرف بھی کہ جو

ہندو مسلمان کے میلہ بارہ مہینے اس شہر میں کثرت تہذیب و رسوم سے ہوتے

رہتے ہیں مگر بڑی دیہم دیہم چم کے عرصہ میں ہوتی ہے جو عہد محرم سے
مہر و رنگ اور کین چند رہت ہے مگر عرصہ گزشتہ و عرصہ تحریرت ہوتی ہے
خیرات و دل شہر ہنگ پر نہیں ہوتے شہریت کی بہ نسبت کرتے نہ ہو جو عہد محرم

نہیں پہنچے پانچ مہینے کہاتے تھے چوتھی ہرگز نہیں پہنچتی تھی امام ہر مہینے
 اور ان میں کارایتش اور روشنی بکثرت اور مرتبہ خوالی سوزناگ اور سخت لفظ
 جہان میں بی منتظر کتاب خوالی و ماتمّن انتہا — پیش بانغ اور علی گنج اور
 سوچ گند کا میلہ ہی مشہور ہو

واجہد علیشاہ کے جانے سے ہزاروں آدمی اور اکثر لہر اور وزیر و حکیمات ہی
 انکے ساتھ کھلتے چلے گئے اسیلے رو فی شمس کی بالکل کم ہو جیو
 کھلتے میں اور ایک ملحدہ آبادی تھکنا و سامان کی و بچپ خوش
 معلوم ہوتی ہو کہ صدر ہر جا کہ نشیندہ دست +

مردنیان کے تمامتا میں حباش تن پرور خوش باش اکثر ہیں اسیلی بیان کی
 عورت کا چلن بھی کم پسندیدہ ہو کسی ہائے میں لونڈے بازی بیان کی
 مشہور ہی کہی رندی بازی کہی جو کہی نہ کہی چوری مگر اپنی جس لہر
 خیرت اور علم بیان ہو اور جبکہ کم ہی — ہزاروں انہیں حاجی ہیں جو کربلا
 اور حج ہو آئے ہیں اور ہر سال صد ہزار آدمی کا قافلہ جاتا ہو

موتیم بیان کے سب غنیمت مگر یہ بات میں نصفا اور بہتر زیادہ خوشنا ہونا ہو
 بعد ہوا کہ پشپ شہر کی آب ہو اور اچھی نہیں پانی ہی کہاری ہو جابجا شیب
 فراز و نالہ وغیرہ مگر ب صفائی ہوتی جاتی ہو قرب دریا سے سفید پوئی
 زیادہ ہو — حضرت گنج دنا میدان اور بلند ہی پہر اس سے وہاں کی

آب و ہوا و غذا بہت خراب ہو

ہندو مسلمان میں یہاں شادی ہوم سے کرتے ہیں مثنیٰ آتش باز تختی کدیش
ناچ ناٹا محل گھنٹ اور سامان سے ہوتی ہر بہت ہی اپنے اور ستار سامان
ہوم سے لیجاتے ہیں لڑکی کی طرف سے معذور بہر جہیز بھی دیا جاتا ہے اور
اوسکو اپنی ٹیکنامی جانتے ہیں ہندو کی برکت سے قبل سوگی نام سامان کی
تحت کریش وغیرہ اٹھاتا ہے وہ زیادہ تر قابل دید ہو عجیب عجیب کھلونے میوہ
نقاد ویرکان وغیرہ ہو بہو اہل جیسے ہوتے ہیں

عہد و اجہ علیشاہ سے پر یون کالچ اور اوسکے بہا بھگواراج ہی ایک اندر اور
دو چار دیو اور دو چار پرسی بکرو سناہ حسن عشق بطور قصہ کہاتے ہیں ایک
لطف آمیز کہانی سناتے ہیں غرض گزشتہ حال عاشق و معشوق کی صورت کر
دکھاتے ہیں یاور کسی شہر میں نہیں ہے اونکا ہجرا عہ سے مدد نہ ہو
افسوس تیان کار و اج زیادہ ہے اور رنگین پوشی کا بھی اس لیے رنگ نیرا حقیقت
اور تہنوبی کی دکان اکثر ہیں کوئی بازار اور کوچہ اور محلہ خالی نہیں۔ ایک
خاص اس شہر کی سا قن شہر ہیں اور اکثر ہریل میں اونکا ایک بازار ہی علیحدہ
ہوتا ہے

ساقن ایک عورت ہے جو بن سچکر دکان چھہ ونگ چرس ونگا بچہ لگاتی ہو گاتی
بجائی ہی ہو بنگلہ سے دکان کرتی ہے اکثر بازار می بائنے اور انیونی منہ باز

ایک دوکان چمقہ انیون وغیرہ کھاتے بیٹے ہیں اور کو ایک پیسے سے چوبیس تک
 دیتے ہیں اور ان میں آٹھ پچاس پچاس ہزار لاکھ لاکھ تک کی ذی مقدار بھی تھیں
 اب بھی سو پچاس سے پانچ سات ہزار تک کی صاحب مقدار بہت ہیں ان کے
 لباس رز یو مارا مذاز پر اجنبی آدمی بھی جانے کہ یہ بھی کوئی بیگم صاحب ہیں
 ہر قسم بڑے عالیشان مکان اور محلات محلہ بازار کھد گئے اب بھی جابجا بازار
 بہت ہیں مگر جو کہ کاکڑا نیا دودھ رون کا ہر قسم کے دوکاندار جو ہری بزاز
 دوشالہ فروق جفت فروق مران ہندی والے و اگر نان بنہ حلوائی عطر فروق
 کھفروش ہنرہ فروق وغیرہ منہ منہ کے تحفے سے بیٹھے ہیں مگر ہر قسم کے
 شام تک خوب گرم بازاری اور فروق و کثرت ہتی ہر شہر کے امیر غریب بھی اکثر
 سیر کرتے ہیں یہ بازار محمد اکبر شاہ کا بنا ہوا ہے اسی سے گبری دروازہ شہر ہو
 محمد میر کارمین بازار کلان حویض بنے شرمع ہوئے مگر آبادی و عمارت اونچی
 ابھی ناتمام ہے

آٹھ بازار اکثر در یون بھی قوم طوائف اکثر رہتی ہیں شام کو سچ بنگر یا ہر کمرے پر
 بیٹھتی ہیں اونکے ہاٹ اور زور و پوشاک کا تحفہ بیگیاں سے کم نہیں گنا
 بجانا بتانا بیان کا ہند میں ضرر پیش ہے کیونکہ وہاں انکے بیٹھنے والی کو بھی بہت
 نواب اور دربار ہو گئے اور وہ خود اکثر بیگیاں بن گئیں اور خود بادشاہ سلامت
 گاتے بجاتے ہوں واقعی الساس علی دین ملو کم

دیکھا ہوا ہے۔ عسکری ہے۔ انہیں اکثر لکھتی ہیں۔ سو

فائیکان بی شمار غرض محسوس کی کثرت اور عار کم معاذ اللہ

شہر میں مسلمان اکثر ہندو اور ہندوؤں کے مکر باہم اتفاق اور سلوک اور رسم

مسلمان میں سنی کم اور شیعہ اکثر ہے۔ تفصیل ضرور نہیں اسی قدر میں ہے کہ دہلی

مسلمان ہیں مگر مثل دہلی کہ ہندو اور پیرا ہندو کے ترغیب و ترغیب

ہندو عورت کی وضع خاص ہوئی ہے مگر مسلمان مرد اور ہندو مرد کی وضع ایک

سایا ہے۔ ہندو ہندو کے کارسم علی العموم اور دہلی کے ہندو ہندو کے

نفاست و نکات خوشخوری خوشبوئی سکھتے ہیں اور دہلی شادی و نکاح

میں لکھنؤ ہندو ہندو کے نکات ناگوار ہندو کا پیرا ہندو ہندو

دہلی کے اردو و ہندو زبان بیان کی ہندو ہندو ہندو اور ہندو ہندو

دہلی شاعر و شاعری کا چرچا کثرت ہمیشہ جا بجا شاعر اب بھی ہوتا ہے

شاعر ہندو اگر پیر ہندو ہندو سے شعر نامی گذرے اب بھی اکثر ہیں

دیوان علی ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو

آتش ناخدا ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو

جناب مولوی ہادی علی اشک تو جامع کجالات صوری و

معنوی نظم و نثر فارسی مخصوص اردو زبان ہندو ہندو ہندو

ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو ہندو

خاتمہ

شکر و احسان خداوند حقیقی کا کہ عجلۃً یہ چند اوراق منطبع ہو سکے
 تصحیح و نظر ثانی مولف کی ذہبت نہیں پڑتی اکر غلطی غلطنامہ سے
 رفع ہو سکتی ہے اور اتفاقاً اگر ناظرین باتمکین سہو و خطا کہ لازمہ شہریت
 پادین معاف فرمادین ۴ کہ بیچ نقش مبشر خالی از خطا نبود
 منشی ملو طارام شایان کی توجہ اسلئے بہم رسانی تارخ خون اور تلاش مطاب
 کے شایان تعریف ہے اور سلاست فکر خدا وادیس پسندیدہ
 صاحب ہر سانشی گو بند پر شاہ تخلص فنا خوشنویس مطبع نے بدیہی

یہ ایک قطعہ تاریخ موزون کیا

چپا احوال شاہان اودہ کا	عبارت جسکی ہی دلچسپ و مرغوب
جوہرین کرنیل ابیٹ صاحب جا	اوچھین سے آکی سنی تالیف منسوب
خدا پھر او کو لائے لکھنؤ میں	یہ دن فرقت کے ہوں گھڑیوں سے محبوب
فنا موزون جو وہ تاریخ تالیف	کہ ہوا اہل سخن کو دل سے محبوب

اودہ نے سر سے کی تاریخ مقبول

کہا چھاپی تو تاریخ اودہ خوب

۶۱۵ ۶۱۳

